وقائع

حضرت سیّد احمد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

جمع و ترتیب حسبِ ارشاد
نواب محمد وزیر خاں بہادر نصرت جنگ رحمۃ اللہ علیہ (ٹونک)

مقدمہ
حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی
تکیہ کلاں رائے بریلی انڈیا

باہتمام
سید نفیس الحسینی
سیّد احمد شہید اکیڈمی
نفیس منزل 2/177 کریم پارک لاہور

اشاعتِ اوّل	:۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء
کتاب	: وقائع سیّد احمد شہید
ترتیب	: نواب محمد وزیر الدولہ
مقدمہ	: مولانا محمد رابع حسنی ندوی
ناشر	:سیّد نفیس الحسینی
اہتمام	: سیّد احمد شہید اکادمی
مطبع	: شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
قیمت	:
خطاط سرورق	: سیّد نفیس الحسینی
تحسین کتابت	:سیّد دلاور حسین، سیّد ندیم الرحمان سیّد کلیم الرحمان، سیّد سلیم الرحمان
خواندگی	: امیر عالم، سیّد علی رضا
مالی تعاون	: ملک محمد اشعر حسین بن ملک محمد اقبال حسین

نفیس منزل
کریم پارک، راوی روڈ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Mohammad Rabey Hasani Nadwi

P.O.Box No. 93 - LUCKNOW - 226007 (INDIA)

Phones: (0522) 373864, 229174 - Fax: 788376, 787310

E-Mail: nadwa@nadwa.net & Rabeynadwi@yahoo.com

محمد الرابع الحسني الندوي

ندوة العلماء، ص ب: ۹۳، لکھنؤ (الھند)

ہاتف: ۲۲۹۱۷۴، ۳۷۳۸۶۴ (۰۵۲۲) فاکس: ۷۸۷۳۱۰، ۷۸۸۳۷۶

بسمہ سبحانہ

مقدمہ برائے کتاب

”وقائع احمدی“

الحمد لله رب العالمين، و الصلاة و السلام على سيد المرسلين خاتم النبيين سيدنا محمد، و على آله و صحبه الغر الميامين، و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، و دعا بدعوتهم أجمعين، أما بعد:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مورث اول حضرت آدم علیہ السلام کو اور ان کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام کو جنت سے اس کرہ خاک پر جب اتارا تو ان کو اور ان کی اولاد کو اس بات کی امید دلائی کہ ان کی اولاد بنی آدم نے اگر زندگی کو اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے راستہ پر چلایا تو جنت میں اس کی نعمتوں کی طرف بخیر و خوبی و خوشی واپسی ملے گی۔ اور جو لوگ اس راستہ سے انحراف کریں گے ان کو ان کے پروردگار کی خوشنودی حاصل نہ ہو سکے گی، اور ان کی زندگی میں ان کی جو غلط کاریاں ہوں گی ان ہی کے معیار سے آخرت کی زندگی میں وہ سزا کے مستحق ہوں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نیکوکار اور شکر گزار بندوں کے لئے جنت اور اپنے نافرمان اور ناشکرے بندوں کے لئے جہنم کا ٹھکانہ طے کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد نے کچھ عرصہ تک اس بات کا خیال رکھا لیکن بتدریج اپنے ازلی دشمن شیطان کی کوششوں سے جو انسان کو ہوا و ہوس کے ذریعے غلط راستوں پر ڈالنے لگا، اور اپنے پروردگار کے حکموں کے خلاف کفر و کوتاہی میں مبتلا کرنے لگا، راستہ سے بھٹکنے لگے، اور اپنے پروردگار کے اس توجہ دلانے کو بھلانا شروع کردیا کہ دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے، ہوشیار رہو، وہ تم کو بہکانہ دے، پھر بھی ان کے بھٹکنے پر اللہ نے اپنے نبیوں کو بھیج کر ان کو سنوارنے اور بنانے کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جگہ جگہ اور یکے بعد دیگرے نبی آتے رہے، اور لوگوں کو نیکی کی طرف توجہ دلاتے رہے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبیوں کا سلسلہ کچھ عرصہ کے لئے روک دیا گیا، اور انسانوں کو ان میں آئے ہوئے گذشتہ نبیوں کی تعلیمات کو خود سے اختیار کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا، اور کچھ مدت کے لئے نبیوں کی آمد نہیں ہوئی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایک بھرپور اور جامع نبی کی حیثیت سے مبعوث فرمایا اور ساری دنیا کی ہدایت کے لئے ان کو مقرر کیا، اور ان کے بعد کے زمانے کے لئے نبیوں کے بجائے خود ان کی امت کے برگزیدہ بندوں پر لوگوں کی ہدایت کی کوشش کی ذمہ داری ڈالی، چنانچہ تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد جب جب بگاڑ بہت بڑھ جاتا تو کوئی مصلح اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جاتا، جو نبی نہ ہوتا لیکن نبیوں کا کام اس کو انجام دینا ہوتا۔

ہندوستان میں جہاں مسلمانوں کی خاصی تعداد عرصے سے بسی ہوئی ہے، کئی بار ایسی بڑی شخصیتیں سامنے آئیں جنہوں نے دینی اصلاح کا زبردست کام انجام دیا اور ”مجدد“ کہلائے، ان کے کام کے اثرات ملک گیر ہوئے اور عرصہ تک ان کے اثرات باقی رہے۔

تیرہویں صدی ہجری میں مسلمانوں کی زندگی میں شریعت اسلامی سے بے اعتنائی اور باطل رسم و رواج سے وابستگی اور توحید و سنت سے روگردانی جب عام ہوئی، اور مجدد و مصلح کی شخصیت کی ضرورت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک باہمت اور دینی غیرت رکھنے والے بندہ حضرت سید احمد بن عرفان شہید رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا کر دیا، اور ان کے کام میں ایسی اثر انگیزی پیدا فرمائی کہ جہاں جہاں وہ اصلاح اخلاق اور توحید و سنت کی دعوت کے لئے گئے گہرا اثر پڑا، اور تھوڑی مدت میں بڑی اصلاح ہوئی۔

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اندر ایک یہ احساس بھی پیدا ہوا کہ صرف اخلاق کی درستگی اور نیک عملوں کا اختیار کرنا کافی نہیں، بلکہ عہد اول کے اہل ایمان میں جو عملی مدارج تھے ان مدارج کا بھی احیاء کیا جائے، مثلاً اخلاق و سیرت کی اصلاح کے بعد ہجرت و جہاد کا عمل بھی اختیار کیا جائے، اور اسلام کا پانچواں رکن حج جو کہ سفر اور راستہ کی دشواریوں کے پیش نظر تقریباً متروک ہو گیا تھا اور ﴿من استطاع إليه سبيلا﴾ کو قابل عمل نہ سمجھ کر حج کی ضرورت کا احساس بالکل دب گیا تھا، اس کا احیاء کیا جائے، چنانچہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کا احیاء کیا۔

ان باتوں کی وجہ سے اس برصغیر میں جس کے پورے علاقہ کو ہندوستان ہی کہتے ہیں، غیر معمولی اور وسیع پیمانہ پر لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی آئی، اور توحید و سنت سے لوگوں کے قلوب صرف آشنا ہی نہیں ہوئے، بلکہ دلوں کی گہرائی میں ان کی اہمیت اور ان کی پابندی کا جذبہ بھی راسخ ہوا، لاکھوں غیر مسلم بھی مسلمان ہوئے، اور حج و جہاد کے عمل بھی سنت کے طریقہ سے ایک بڑی تعداد نے حضرت سید صاحب کی امارت میں انجام دیئے۔

حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے یہ مختلف مدارج اور احوال ان کے بعض مسترشدین نے ضبط تحریر کئے جو وسعت کے ساتھ کتابوں کی صورت میں وجود میں آئے، وہ کتابیں اپنی ضخامت کی وجہ سے زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں لیکن ان سے فائدہ اٹھا کر حضرت سید صاحب کی سیرت پر کئی کتابیں تصنیف ہو کر شائع ہوئیں، مثال کے طور پر جناب غلام رسول مہر صاحب کی کتاب "سید احمد شہید" اور مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی کی کتاب "سیرت سید احمد شہید" خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جنہیں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی لیکن یہ اصل کتابیں جو بنیادی مرجع ہیں مخطوطہ کی شکل میں اپنی جگہ پر محفوظ رہیں، ان میں "وقائع احمدی" کے نام کی کتاب اپنی خاص اہمیت رکھتی ہے۔

یہ کتاب اس جماعت کا مرتب کیا ہوا مجموعہ ہے جس کو نواب وزیر الدولہ مرحوم (والیٔ ریاست ٹونک) نے سید صاحب کی وقائع نگاری اور تاریخ نویسی کے لئے مقرر کیا تھا، اس میں سید صاحب کے بعض خاص اعزہ، آپ کے رفقائے سفر و جہاد اور آپ کے خدام تھے ہر ایک اپنی معلومات اور چشم دید واقعات بیان کرتا اور کاتب اس کو لکھ لیتا، یہ مجموعہ حضرت سید صاحب اور ان کی دعوت و تحریک سے متعلق مراجع میں سب سے وسیع ذخیرہ رکھتا ہے۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب سے متعلق اپنا تاثر یوں بیان کرتے ہیں:

"میں نے "وقائع احمدی" کے اس دفتر کو جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے لفظ بلفظ پڑھنا شروع کیا، جو وقت اس ذخیرہ کے مطالعہ اور تلخیص میں گذرا وہ عمر کے بیش قیمت ترین لمحات میں سے تھا، قلب پر ان حالات و واقعات کا عکس پڑتا تھا، ان واقعات نے جو بالکل سادی پوربی اردو میں بیان کئے گئے تھے بار بار دل کے ساز کو چھیڑا، بار ہا قلب کو ایمانی حرارت بخشی، بار ہا آنکھوں کو غسل صحت دیا، اہل یقین و مقبولین کی صحبت کے جو اثرات بیان کئے گئے ہیں ان واقعات کے مطالعہ اور ان کتابوں کی ورق گردانی کے دوران میں ان کا بار ہا تجربہ ہوا، اور صاف محسوس ہوا کہ یہ وقت ایک ایمانی اور روحانی ماحول میں گذر رہا ہے، معلوم نہیں کہ ان اللہ کے بندوں کے انفاس قدسیہ اور ان کی صحبت میں کیا تاثیر ہوگی جن کے واقعات کے مطالعہ اور جن کے حالات کے دفتر پارینہ کی ورق گردانی میں یہ تاثیر ہے"۔

حضرت مولانا سید شاہ نفیس الحسینی لاہوری (أطال الله بقاءه و نفع به الأمة) جو اپنے عہد کی بڑی بزرگ شخصیت ہیں، اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق زار ہیں، اور انہوں نے حضرت سید صاحب کے کارناموں اور حالات کے بعض پہلوؤں پر بعض کتابیں بھی شائع کی ہیں، انہوں نے اپنے دل میں تقاضہ محسوس کیا کہ وقائع احمدی کو زیور طبع سے آراستہ کریں تا کہ حضرت سید صاحب کے حالات کا یہ عظیم روزنامچہ جو حالات کو رواں اور دلنشیں انداز میں پیش کرتا ہے حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کاموں کو سمجھنے کے لئے زیر مطالعہ آسکے، کیونکہ مخطوطہ سے سب لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، جب تک کہ وہ سینکڑوں نسخوں کی شکل میں مطالعہ عام میں نہ آسکے۔

ہم ان کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو شائع کر کے اس عظیم مجدد شخصیت کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں جس نے جہاد جیسے مشکل عمل کو جاری کر کے جام شہادت بھی نوش کیا لیکن اپنی کوششوں سے لوگوں کے اخلاق و عقائد میں انقلاب پیدا کر دیا، اور اس طریقہ سے وہ اسلامی زندگی کے لئے ایک روشن مینار بن گئے، ضرورت تھی کہ روشنی کے اس مینار کی روشنی سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، اور ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے، اور اس کے نفع کو عام کرے، آمین۔

محمد رابع حسنی ندوی

(محمد رابع حسنی ندوی)
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ
وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

دائرہ حضرت شاہ علم اللہ حسنیؒ
تکیہ کلاں، رائے بریلی (انڈیا)
۰۶ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ، جمعرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطاہرین واصحابہ اجمعین

اما بعد کاتب الحروف سید حیدر علی کہتا ہے کہ حضرت سید عبد الرحمن صاحب کہ بھانجے

حضرت امیر المومنین احمد رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں باعث آبادی تکیہ کہ وطن مالوف

کا ہے یوں بیان فرماتے ہیں کہ جد اعلیٰ ہمارے کہ حضرت شاہ علیم اللہ قدس سرہٗ

تھے مرید حضرت آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے اور ہمیشہ بیچ خدمت انہیں حضرت

موصوف کے رہا کرتے تھے اور جب ارادہ وطن کا کہ قصبہ نصیر آباد ہے کرتے تھے

حضرت ممدوح سے رخصت لیکر وطن شریف کو تشریف لیجاتے تھے اور یہاں سے

حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو تشریف لیجاتے تھے اور جب وہاں سے معاودت

کرتے تھے بالا بالا بیچ خدمت آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے جاتے تھے اور وہیں

رہا کرتے تھے اور جب پھر قصد وطن کا کرتے تھے حسب طریق مذکور کے عمل میں لاتے

تھے چنانچہ کئی مرتبہ اسی طور پر اتفاق آنے جانے کا ہوا مگر بسبب جھگڑے اور فساد

برادری کے برخاستہ خاطر اور مکدر طبیعت رہا کرتے تھے چنانچہ ایک بار حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میرا دل بود و باش وطن سے بسبب فساد اہل برادری کے برخاستہ خاطر رہا کرتا ہے اگر اجازت آپ کی ہووے تو مع قبائل اس ملک سے ہجرت کر جاؤں اور لقیہ عمر کو حرمین شریفین میں صرف کروں حضرت ممدوح نے فرمایا بہتر..

الا اگر کوئی شخص راستہ میں روکے تو وہیں پر رہجانا اور قصداً آگے کا نہ کرنا آپ نے یہ منظور کیا اور جناب موصوف سے باارادہ ہجرت رخصت ہو کر قصبہ نصیر آباد میں تشریف لائے اور سامان سفر میں متوجہ ہوئے ہر چند کہ وہ دن سفر کے نہ تھے اس واسطے کہ وہ موسم برشکال کا تھا مگر بسبب قضیہ و فساد اور جھگڑے انواع انواع برادری کے مکدر ہو کر مع قبائل اسی ایام قصبہ نصیر آباد سے کوچ کر کے قصبہ رائے بریلی میں کہ دس کوس قصبہ نصیر آباد سے جانب مغرب واقع ہے تشریف لائے اور جب قصبہ مذکور میں داخل ہوئے نواب جہاں خان کہ مرید آپکے تھے اور رئیس اور ذی عزت تھے چنانچہ ایک شہر چھوٹا سا انہوں نے اپنے نام پر مشہور ساختہ جہاں آباد کے ملا ہوا قصبہ رائے بریلی سے سمت مشرق کے آباد ہے کیا ہے اور قبر بھی ان کی وہیں ہے انہوں نے

آپ سے پوچھا کہ حضرت نے اس موسم برسات میں کہاں کا قصد کیا آپ نے فرمایا
ارادہ بیت اللہ کا ہے انہوں نے آپکی خدمت میں عرض کی کہ برسات میں پھر
یہیں تشریف رکھیے بعد برسات کے انشاء اللہ تعالےٰ آپکو پہنچا دونگا اور اس برسات
میں ہرگز نہ چھوڑونگا حضرت نے بپاس خاطر اُن کی کے برسات پھر توقف کیا اور یہاں
آپ کا یہ معمول تھا کہ پہر رات باقی رہے جہان آباد سے دریا پر کہ آدہ کوس کے قریب ہے
تشریف لاتے تھے اور دریا میں وضو کرکے تہجد پڑتے تھے اور صبح تک وہیں رہتے تھے بلکہ
اکثر تشریف دریا پر رکہا کرتے تھے ایک روز حسب عادت کے آپ دریا پر تشریف
لائے اور وہیں دریا پر شاہ عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ مجذوب کامل
تھے رہا کرتے تھے آپ کو دیکھ کر ایک ٹاٹ کو لپیٹ لیا لوگوں نے اُن سے پوچھا
کہ یا حضرت آج آپنے خلاف معمول کیوں کیا آپنے فرمایا کہ ہتیں اس اثناء
میں حضرت بھی تشریف لائے دیکھا کہ ایک شخص ٹاٹ لپیٹے بیٹھا ہے اور گرد اُسکے
چند آدمی اور بھی ہیں حضرت بھی السلام علیکم کر کے بیٹھ گئے شاہ عبدالشکور صاحب
قدس سرہ نے آپسے پوچھا کہ کہاں کیا ارادہ ہے آپنے فرمایا کہ ارادہ بیت اللہ کا ہے

انہوں نے آپکو وہاں جانے سے منع کیا اور بہت سمجھایا مگر آپنے اقرار نہ کیا
آخر شاہ عبدالشکور صاحب نے آپسے کہا اگر ہمارا کہنا نہیں مانتے ہو تعمیل
حکم پیر کی ضرور ہے یاد ہے یا نہیں مجرد اس کہنے کے آپکو فرمان حضرت بنوری
رحمتہ اللہ علیہ کا یاد آیا کہ وقت رخصت کے فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص روکے
وہیں پر رہ جانا حضرت نے کہا بہتر نہ جاؤنگا حضرت شاہ عبدالشکور صاحب
رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اٹھو حضرت اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے آپ کا ہاتھ
پکڑ لیا اور وہاں سے چلتے چلتے چلتے اب آپ کا مکان ہے وہاں پر آئے
اور آپسے کہا کہ تم یہاں پر رہو اور دریا وہاں اس طور پر واقع ہے کہ اگر اس
مکان سے مکان شاہ عبدالشکور صاحب کا دیکھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
مکان دریا کے اس پار ہے اور مکان شاہ عبدالشکور صاحب کا اس پار ہے
اس واسطے شاہ عبدالشکور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپسے فرمایا کہ ہم تم رہیں ایکی بار
لوگ جانے سیم سیم پار ورے وہار اور حالانکہ دونوں مکان ایک ہی طرف
ہیں بعد اس کے ایک خط مریے کیا اور کہا کہ یہ مسجد بناؤ اور پھر ایک خط مریے

ہا کھینچا اور کہا کہ رہنا مقرر باندھا گر کوئی مرے یہاں دفن کرنا اور کل زمین ان تینوں
خطوں کی بارہ بیگہ ہے اور پھر شاہ عبدالشکور صاحب نے آپکو دعا دی کہ حق تعالیٰ
اس زمین کو تمہاری اولاد سے آباد کرے اور اچھے اچھے لوگ تمہاری اولاد سے
پیدا کرے یہ کہکر وہ تو اپنے مکان تشریف لیگئے اور حضرت نے وہاں سے اکر
نواب جہان خان سے کہا کہ رہنا ہمارا اب اسی جنگل میں دریا کے کنارہ ہوگا
یہ کہہ کے قبائل کو ہمراہ لیا اور اسی جگہ پر آ کے سکونت اختیار کی اور جب آپکا
انتقال ہوا آپکے بیٹوں نے لاش حضرت کو مابین مسجد اور مکان کے برلب دریا اُسی
جگہ جہاں وہ مربع خط کھینچا تھا دفن کیا چنانچہ روضہ بھی آپکے مقبرہ کا بہت
مضبوط اور مستحکم ہے اینٹ اور چونے سے بنا ہے اور جتنے خاندان مشائخ کہ ہندوستان
میں ہیں سب میں یہ رسم ہے کہ بعد مرنے مورث اعلیٰ کے سب برادری کے لوگ
اور مرید اُس کے جمع ہوتے اور اُس کے بڑے بیٹے کو اُس کے قائم مقام بٹھلاتے
ہیں اور اس کے پگڑی بندھاتے ہیں مگر یہ رسم خاص اسی خاندان عالی میں نہیں ہے
اس واسطے کہ شاہ علیم اللہ صاحب قدس سرہٗ نے وقت انتقال کے اسکی ممانعت

کردی تھی کہ ہرگز ہرگز یہ رسم نہ کرنا جس کو حق تعالیٰ اپنے محض عنائت اور فضل سے یہ درجہ

عنایت کریگا خود بخود لوگ اُس کے گردیدہ ہونگے اور یہ طریقہ جاری رہیگا چنانچہ ایکے

چار بیٹے تھے اور تفصیل انکی کے اس طور پر ہے کہ آپکے چار بیٹے تھے اور دو بیٹیاں

پسران سید محمد آیت اللہ و سید محمد یحییٰ و سید ابوحنیفہ و سید محمد

سید محمد آئیت اللہ کا سید محمد آیت اللہ را پنج پسر و دو دختر پسران سید محمد حسن و سید محمد

مختار و سید محمد جامع اور دو لاولد گئے سید محمد ضیا و سید محمد رضا بر اولاد میں

اور باقی لاولد گئے سید محمد ضیاء کے دو بیٹے سید محمد معین و سید ابوسعید

سید محمد معین کے دو بیٹے اور بیٹیاں سید محمد معتصم اور سید محمد معتصم سید محمد معتصم

کے تین بیٹے اور ایک بیٹی سید محمد ولی و سید محمد مقتدر و سید قطب الدین احمد

سید محمد ولی را ایک دختر و سید محمد مقتدر را ایک پسر سید محی الدین احمد اور

سید محی الدین کے دو بیٹے اور ایک دختر سید عبدالشکور اور عبدالعزیز سید

عبدالشکور کے دو بیٹے اور ایک دختر سید علی مرتضیٰ و سید قطب الدین و سید قطب الدین

احمد لاولد گئے سید ابوسعید کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں سید ابواللیث و سید

محمد احسن سید ابو اللیث کے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں سید محمد کے ایک بیٹا

اور ایک دختر سید عبد الجلیل سید عبد الجمیل کے پانچ بیٹے سیّد عبد السلام

و سید عبد القیوم و سید عبد الحفیظ و سید عبد الرب و سید عبد الرشید اور ایک

دختر سید ابو الفتح و سید عبد الغنی و سید عبد الواحد سید عبد الغنی کے دو بیٹے

سیّد عبد الوالی و سید عبد الخالق سید محمد صابر کے ایک بیٹا اور تین

بیٹیاں سیّد محمد واضح سیّد محمد واضح کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں سید

محمد جامع و سید غلام جیلانی و سید معصوم احمد و سید قطب الہدیٰ

سید محمد جامع کے دو بیٹے سید عبد الباقی و سید سراج الدین اور چار بیٹیاں

سید عبد الباقی کے دو بیٹے سید عبد الوہاب و سید عبد القادر سید سراج الدین

کے ایک بیٹا اور چار بیٹیاں سید رفیع الدین سید غلام جیلانی کے دو بیٹے

سید محمد طاہر و سید سعید الدین کے دو بیٹے سید رشید الدین و سید ضیاء الغنی

سیّد رشید الدین کے ایک بیٹا سید ظہیر الدین اور دو بیٹیاں سید معصوم احمد کے

ایک دختر و سید قطب الہدیٰ لا ولد

سید محمد ہدیٰ کے دو بیٹے سید محمد نور و سید محمد ثنا اور چار بیٹیاں سید محمد نور کے
چار بیٹے اور دو بیٹیاں سید محمد عمران و سید محمد لقمان و سید محمد عثمان و سید
محمد فرقان سید محمد عمران کے ایک بیٹا سید محمد غفران اور یہ لاولد گئے
اور سید محمد لقمان بھی لاولد گئے سید محمد عثمان کے ایک بیٹا سید عبد السبحان
سید عبد السبحان کے چار بیٹے اور ایک دختر سید محمد علی و سید احمد علی
و سید حمید الدین و سید عبد الرحمٰن سید محمد علی کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں
سید نور الہدیٰ و سید نور اللہ و سید ظہور اللہ و سید ولی اللہ سید نور الہدیٰ
کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں سید زین العابدین و سید حسن مثنیٰ و سید ابو القاسم
کے دو بیٹیاں سید حمید الدین کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں سید محمد سعید و سید عبد المجید
سید محمد سعید کے تین بیٹے اور ایک دختر سید عبد الرزاق و سید احمد سعید و سید
حمید الدین سید عبد الرحمٰن کے ایک بیٹا سید عبد الرزاق اور یہ بھی لاولد گئے
سید محمد فرقان کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں سید محمد ابراہیم و سید محمد زکی
و امیر المومنین سید احمد سید محمد ابراہیم کے ایک بیٹا اور ایک دختر

سید محمد یعقوب سید محمد یعقوب کے تین بیٹے اور ایک دختر سید محمد یوسف وسید محمد الیاس
وسید محمد ابراہیم سید محمد یوسف کے تین بیٹے اور ایک دختر سید محمد عرفان وسید محمد یونس
وسید محمد مصطفیٰ سید محمد ایوب لاولد گئے سید محمد اسحٰق کے ایک بیٹا سید محمد اسمٰعیل
سید محمد اسمٰعیل کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں سید محمد اسحٰق وسید محمد ابراہیم اور الموتمن
سید احمد کے دو بیٹیاں اور سید محمد ثنا کے چار بیٹے اور ایک دختر سید محمد ضیا
وسید محمد عطوف وسید محمد صفت وسید محمد عمر سید محمد ضیا کے دو بیٹے اور ایک
دختر سید محمد صابت وسید مہدی سید محمد صابت کے دو بیٹے سید نجم الہدیٰ
وسید علم الہدیٰ سید نجم الہدیٰ لاولد گئے سید علم الہدیٰ کے ایک بیٹا اور
تین بیٹیاں سید نور الہدیٰ سید نور الہدیٰ کے دو بیٹے سید قطب الہدیٰ وسید
شمس الہدیٰ اور سید محمد صفت کی ایک دختر
سید ابو حنیفہ کے ایک بیٹا سید عبد الباقی اور ایک دختر سید کے تین بیٹے
سید محمد مشتاق وسید محمد ممتاز وسید محمد منتظم یہ تینوں لاولد گئے سید
عبد الباقی نوز سے حضرت دیور گئے ہیں

سید محمد کے دو بیٹے سید محمد حکم و سید محمد عدل اور تین بیٹیاں تھے سید محمد نثار کے نواسے سید محمد کے تھے سید محمد حکم کے ایک بیٹا سید محمد ثانی اور ایک دختر محمد ثانی کے ایک بیٹا سید محمد مصطفی سید محمد مصطفیٰ کے دو بیٹے سید علی مرتضی و سید حسن مجتبیٰ اور دو بیٹیاں سید محمد عدل کے ایک بیٹا سید محمد مہدی سید محمد مہدی کے ایک دختر بعد انتقال حضرت شاہ علیم اللہ قدس سرہ تین بیٹے بڑے اور منجھے معاش دنیاوی میں مشغول ہوئے اور چھوٹے بیٹے سید محمد بہ قدم بقدم والد بزرگوار اپنے کے ہوئے اور سبھوں نے انہیں پر رجوع کیا اور جو طریقہ نقشبندیہ ہے اُن کے سبب سے جاری ہوا بعد اُن کے جو اُن کی وضع پر ہوا وہی سجادہ نشین ہوا چنانچہ بہت لوگ اولاد شاہ علیم اللہ قدس سرہ کامل ہوئے اور حافظ اور مولوی اور شائستہ درجے کے مثل اولیا متقدمین کے رحمۃ اللہ علیہم حتی کہ نوبت امیر المومنین حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی پہنچی اور لوگوں نے ان پر رجوع کیا

بیان ہدایت عنوان سفر باظفر جناب امیر المومنین امام المجاہدین مولانا و مرشدنا حضرت سید احمد قدس سرہ العزیز کا زبانی فخر راز گفتار صداقت شعار میاں دین محمد صاحب کے جو اکثر اوقات ہمراہ رکاب میمنت انتساب حضرت امیر المومنین ممدوح پرفتوح کے رہتے تھے اس طور سے ہے کہ حضرت امیر المومنین موصوف جب سترہ اٹھارہ برس کے ہوئے تب قصبہ رائے بریلی سے واسطے حصول علوم معرفت الہی کے طرف بلدہ مراد شاہجہان آباد کے روانہ ہوئے تب چند روز میں بعد طے منازل اور مراحل کے بیچ خدمت سراپا برکت امام المحدثین رئیس المفسرین قدوہ اہل تمیز حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبد العزیز مرحوم و مغفور کے پہنچکر ملاقات سے مشرف یاب ہوئے حضرت مولانا ممدوح نے جناب امیر المومنین سے مصافحہ و معانقہ کیا اور اپنے پاس بٹھایا اور پوچھنا سوال کا شروع کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے حضرت نے عرض کی کہ رائے بریلی علاقہ لکھنؤ سے فرمایا کس قوم سے ہیں عرض کی قوم سادات سے فرمایا سید ابو سعید اور محمد نعمان سے آپ واقف ہیں عرض کی کہ سید ابو سعید اس خاکسار کے نانا اور سید نعمان چچا حقیقی اس فقیر کے ہیں تب حضرت مولانا ممدوح اٹھے اور دوسرا کمرہ

مصافحہ اور معانقہ کیا اور پوچھا کس واسطے یہ مصیبت سفر دور دراز کی اختیار کی حضرت
امیرالمومنین موصوف نے عرض کی کہ آپ کی ذات ستودہ صفات کو غنیمت سمجھ کر واسطے
طلب اللہ تعالےٰ جلشانہٗ کے اس خدمت بابرکت میں آیا ہوں اُس وقت حضرت مولانا
ممدوح نے اپنے خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو مسجد اکبرآبادی میں میرے بھائی کے
ہاتھ میں دے کر میری طرف سے کہدینا کہ ان کا حال میں تم سے وقت ملاقات کے
مفصل کہونگا ان کی مہمانداری اور خدمتگزاری میں حتی الامکان کوتاہی نہ کرنا حضرت
امیرالمومنین موافق ارشاد امام المحدثین کے ہمراہ خادم کے مسجد مذکور میں پاس مولوی صاحب
موصوف کے تشریف لیگئے اور اُنکی ملاقات فرحت آیات سے محظوظ و مسرور ہوئے بعد گزرنے
چند ایام نیک انجام کے شب جمعہ کو اوپر دست مبارک قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین
مولانا ممدوح پرفتوح کے شرف بیعت سے بیچ خاندان ہدایت نشان چشتیہ اور
نقشبندیہ اور قادریہ کے مشرف ہوئے اور شب و روز حضرت امام المحدثین کے رہنے لگے
عنایت الٰہی سے چند مدت میں تمام مقامات عالم سلوک کے طے فرمائے تفصیل
مختصر اُسکی اس طور پر ہے کہ جلسہ اول میں حضرت امام المحدثین نے جناب امیرالمومنین

کو لطائف ستہ سے لطیفہ قلب کا توجہ دیا اور اسدن اسی پر اکتفا کیا پھر دوسر
دن جلسہ دویم میں باقی لطائف خمسہ یعنی لطیفہ روح اور لطیفہ سر اور لطیفہ
خفی اور لطیفہ اخفی اور لطیفہ نفس کا ارشاد فرمایا بعد تیسرے روز جلسہ سویم میں
سلطان الذکر بتایا بعد حصول اذکار لطائف ستہ اور سلطان الذکر کے ذکر نفی اثبات
کا تعلیم کیا بعد اُس کے شغل برزخ جسکو تصور صورت پیر کا کہتے ہیں کہ اکثر طا صوفیہ
کرام میں معروف و مشہور ہے امر فرمایا سنتے ہی یہ کلام علالت انجام حضرت
امیر المومنین با لحاح تمام و متصل بالا کلام خدمت میں جناب خاتم المحدثین کے التماس
کیا کہ حضرت گستاخی اس خاکسار ہیچمقدار کی معاف فرمائی جاوے عرض خدمت
بابرکت میں یہ ہے کہ بت پرستی شعار مشرکان نابنجار کا ہے اس سے اور اس سے
کیا فرق ہے مفصل ارشاد ہو حضرت امام المحدثین نے بیت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
کی پڑھا بیت بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید : کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا
حضرت سید المجاہدین نے عرض کیا کہ خاکسار بہر نوع پیر مرشد کا فرمان بردار ہے جو ارشاد
ہو بلا انکار منقاد ہے لیکن یہ فعل تو بت پرستی صریح معلوم ہوتا ہے اس خدشہ کو

ذبح کرنیکے لئے کوئی سند کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ کی لانے والا اس امر میں اس عاجز کو معاف فرمائے حضرت پیر روشن ضمیر یہ تقریر دلپذیر سنکر جناب امیر المومنین امام المجاہدین کو اپنے سینۂ بے کینہ سے لگا لیا اور ارشاد کیا کہ صد آفرین حق بات یہی ہے جو تو نے کہی اور بشارت دی کہ اے فرزند ارجمند تجھکو حضرت ذوالجلال ایزد متعال نے اپنی عنایات بے غایات سے ولایت انبیا کا مرتبہ عطا فرمایا جناب امیر المومنین نے عرض کی کہ حضرت ارشاد کیجئے کہ ولایت انبیا اور ولایت اولیا میں کیا فرق ہے کہ حال مختصر بطور نمونہ بیان کرتا ہوں باقی تمام کو دس پر قیاس کر لینا جاننا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ جسکو ولایت ولی کی عطا فرماتا ہے وہ شخص شب و روز مجاہدہ اور ریاضت نفس از صوم و صلوٰۃ اور کثرت نوافل اور خدمت خلائق میں مشغول رہتا ہے اور فاسقوں فاجروں کو بطریق وعظ و نصیحت کے کچھ نہیں کہتا ہے پہچان اسکی یہ ہے کہ گوشۂ تنہائی میں مسرور و مشغول یاد الٰہی میں محو اور صحبت لوگوں کی سے دور رہتا ہے اس کمال کو اصطلاح صوفیہ کرام میں قرب بالنوافل کہتے ہیں

جاننا چاہئیے صاحب ولایت نبی کے دل میں محبت الٰہی اس طرح سما جاتی ہے
کہ اس کے سوا کوئی شے خیال میں نہیں آتی اور ہمیشہ بیچ ہدایت بندگان خدا کے
مستعد گنہگاروں اور فاسقوں کی وعظ و نصیحت میں تیار دنیا داروں کی طعن و ملامت
سے بے ننگ و زد و کوب سے بے عار اقامت فرائض اللہ میں جیت احیائے
سنت رسول اللہ میں چالاک جاری کرنے میں توحید سنت کے بے خوف شرک و
بدعت کی بیخ کنی میں بے باک مجاہدہ کفار اور ناصب اشرار میں جان و مال اور عزت
و آبرو سے حاضر اور ایذائے معاندین بہ دین پر صابر اور اکثر محفلوں اور مجلسوں
میں للہ فی اللہ جاتا ہے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت سناتا ہے یہی کار ہمیشہ
اسکا ہے اور یہی اس کا پیشہ ہے اصطلاح صوفیہ کرام میں اس کو قرب
بالفرائض کہتے ہیں بعد اسکے حضرت امام المحدثین نے جناب سید المجاہدین
کو بعد اتمام و تقیید بالالتزام کے ارشاد کیا کہ اپنے مکان سکونت میں جاکر
رہو اور جو کچھ اشغال میں نے تعلیم کئے ہیں بعد نماز پنجگانہ انہیں مشغول رہو
خصوصاً بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح و تہلیل اور مشق نفی و اثبات میں اور توجہ

۲

آپ آنکھوں کو بند کر کیا دیکھتے ہیں کہ جناب رسالتمآب سید المرسلین رحمت للعالمین

محمد مصطفےٰ صلعم اور حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ داہنے اور بائیں

بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اٹھو کر غسل کر کہ تو جنب ہے حضرت سید المجاہدین

نے اسی دم جاکر غسل کیا بعد فراغ غسل کے نزدیک ان دونوں بزرگواروں کے

آئے ایک صاحب نے ان میں سے فرمایا کہ اے فرزند آج لیلۃ القدر ہے دعا

اور مناجات کرنے سے جناب قاضی الحاجات میں کسی طور قصور نہ کرنا پھر وہ دونوں

بزرگوار وہاں سے تشریف لیگئے حضرت سید المجاہدین فرماتے تھے کہ اس رات کو

مجھپر نہایت فضل الٰہی ہوا کہ واردات عجیبہ اور واقعات غریبہ مشاہدہ ہوئے کہ بصارت

ظاہری سے ہر شئے کو جس طور سے ہے نظر کرتا تھا میں اور پھر اس حالت میں دیدۂ

دل سے جسکو بصیرت باطنی کہتے ہیں تمام شجر و حجر اور دیوار و در کو سجدے میں تسبیح و

تہلیل کرتے ہوئے دیکھا میں نے عجب طور کا مقام حیرت تھا کہ شرح و بیان سے

اس کے زبان قاصر ہے اسی دم سر سجدہ میں رکھا میں نے اور زبان شکر الٰہی اور دعا

اور مناجات میں کھولی اور اس حالت میں بیہوش و از خود فراموش رہا میں یہاں تک

کہ موذن نے اذان صبح کی کہی دفعتہً آنکھ میری کھلگئی آپنے ہوش میں آگیا میں
اُٹھکر وضو کیا اور نماز جماعت میں شامل ہوا پھر بعد نماز اشراق کے حضرت
امام المحدثین کی خدمت میں حاضر ہوا اور بعد سلام مسنون الاسلام کے جو کچھ
اس رات کو مشاہدہ کیا تہا عرض کیا آپنے بشکر فرمایا کہ شکر ہے اُس
قادر مطلق کا جس نے شاہد مقصود سے تمکو ملایا اور حاجت دلی کو روا فرمایا
بعد اُس کے روز بروز لحظہ بلحظہ آثار ترقی درجات اور لستان علوئے مراتب
کے اپنے میں مشاہدہ فرمانے لگے چنانچہ یہ کل مضمون ہدایت مشحون
کتاب مستطاب صراط المستقیم میں موجود ہے کہ سید المجاہدین نے ایک شب خواب
دیکہا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خرمے اپنے دست مبارک
سے لیکر مجکو کہلائے اس وضع سے کہ ایک کے بعد دوسرا اُس کے بعد تیسرا
میرے منہ میں رکہا جب میں اس خواب سے بیدار ہوا آثار برکات
رویائے صادق کے اپنے میں ظاہر پائے اور یہی واقعہ ابتدائے
سلوک سید طریق نبوت کے حاصل ہوا اور اسی طور فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ

یہ خواب کہ جناب ولایت مآب امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے مجکو
اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور خوب سا شستہ و صاف کیا اور حضرت فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے دست مبارک سے پوشاک فاخرہ مجکو پہنائی لیس
بسبب اس واقعہ کے کمالات طریق نبوت کے جلوہ گر ہوئے اور بیت اسی طرح
کے معاملات عجیبہ اور واقعات غریبہ لے در پے ظہور میں آئے یہانتک کہ ایک
روز حضرت معبود برحق قادر مطلق جل جلالہ و عم نوالہ نے داہنا ہاتھ سید المجاہدین
کا اپنی دست قدرت سے پکڑا اور ایک چیز نہایت عجیب و غریب آپکے سامنے کرکے
فرمایا کہ یہ چیزیں تجہکو عنایت کرتے ہیں اور سوا اسکے اور چیزیں بھی عطا کرینگے
اسی ایام و خندہ و حمام میں ایک شخص نے حضرت سید المجاہدین سے فرجور بیعت و واسطے
بیعت کے کہا ان دنوں تک آپنے کسی سے بیعت لینا نہیں شروع کیا تہا آپنے
اس بات کو قبول نہ فرمایا وہ شخص اس امر میں بیعت الحاح و زاری سے پیش
آیا آپنے بطور تسلی اسکے فرمایا خیر دو یک روز توقف کرو جو کچھ مناسب ہوگا
ظہور میں آئیگا پہر وہ حضرت واسطے طلب اور بسیار عجز و زاری کے عرض کیا کہ خداوندا

ایک بندہ تیرے بندوں میں سے چاہتا ہے کہ ہاتھ پر اس ناچیز کے تیرے بیعت
کرے اور تو نے اس خاکسار نے مقدار کا ہاتھ پکڑا ہے اس دنیا میں جو بندہ
کسی بندہ کا ہاتھ پکڑ لے تو صحبت اپنی دستگیری کا خیال کرتا ہے اور تیرے
اوصاف کو ساتھ اخلاق مخلوقات کے کیا نسبت تو بزرگوں کا بڑا اور بادشاہوں
کا بادشاہ ہے اس معاملے میں کیا منظور ہے جناب باری عزاسمہ سے حکم ہوا
کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے اگرچہ لاکھوں ہوں ہر ایک کو کفایت کروں گا
انتہی لہذا ظاہر ہونے ان واقعوں کے مذکورہ کے حضرت سید العابدین وتاج تھے کہ
جس وقت بیچ عالم مراقبہ کے طرف ارواح مشائخ دہلویہ رحمہم اللہ علیہم کے متوجہ ہوتا
تھا میں آپ کو مرتبے میں اُن کے اکمل و اتم پاتا تھا چنانچہ ایک روز **طرف** روح پرفتوح
حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے متوجہ ہوا میں دیکھا میں نے کہ ایک
چتر نورانی سر پر اس قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین کے پھرتا ہے بعد ایک لحظہ کے کیا
دیکھتا ہوں کہ اسی طور کے دو چتر اوپر چہرہ خاکسار کے نمودار ہوئے یہ واقعہ دیکھ کر
مارے شرم کے گرداب حیرت میں پڑا کہ الٰہی یہ کیسا برعکس معاملہ ہے کہ میں آپ کو لائق

مریدوں اُن حضرت کے سے گنتا ہوں اثر وہ نمایش اور تجبہ یہ مرحمت

اوسیدم آنکھیں کھولدیں میں نے آپ اس کے جواب میں خوش ہوکر فرمایا کہ اے

فرزند ارجمند آثار ولایت نبوت کے یہی ہیں اور یہ تو ابھی ایک مشت نمونہ ہے خروار

سے اور ایک گلدستہ ہے گلزار سے اس طرح کے آثار بیشمار روز بروز تجبہ پر ظاہر ہونے

والے ہیں الغرض بعد طے کرنے مقامات سلوک کے حضرت سید المجاہدین جناب امام المحققین

سے مرخص ہوکر طرف دولتخانہ اپنے کے تشریف تشریف لیگئے اور وہاں قریبا دو برس

قیام کیا اور اسی عرصہ میں موافق سنت سنیہ حضرت خیر الانام علیہ افضل التحیۃ والسلام

کے تمام رسوم و بدعات کو موقوف کرکے اپنا نکاح کیا ایک روز سید المجاہدین

بالہام الہی قصبہ رائے بریلی سے بعضت فرما ہوکر بیچ لشکر ظفر پیکر نواب نامدار والا

اقتدار عالیجناب معلے القاب نواب امیر الدولہ ولہ محمد امیر خاں بہادر مرحوم و مغفور

کے تشریف لائے ان روزوں نواب ممدوح پر فتوح نے ساتھہ افواج پیادہ و سوار

اور توپوں بے شمار کے تمام اس ملک میں صوبہ مالوہ وغیرہ تک دہوم مچا رکہی تھی

تمام اس نواح کے حکام ناکام یعنی راجہائے کفار نا ہنجار کو مغلوب کر رکہا تھا جس

ریاست میں ساتھ فوج کثیر جم غفیر کے جاتے تھے لاکھوں روپیہ بطور نذر کے
لاتے تھے اور اگر رئیس خبیث ادائے نذر میں کچھ قیل وقال کیا بلا توقف اس کی
ریاست کو لوٹ مار کر پامال کیا حضرت امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ خود
اپنی زبان ترجمان سے فرماتے تھے کہ جس وقت میں بیچ لشکر ظفر پیکر نواب
صاحب پر فتوح کے پہنچا اور شرف ملاقات انکی سے مشرف ہوا اُن روزوں
نواب صاحب ساتھ لشکر جرار پیادہ و سوار بشمار کے شاہ پوری کے علاقہ
قصبہ دھیکورہ کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے مستعد جنگ تھے آخر الامر والی قلعہ نے
تنگ ہوکر نواب صاحب مرحوم سے مصالحت کر لیا اور کچھ نقد زر دیکر رخصت کیا اور اُن
روزوں بسبب قحط سالی کے غلہ کا لشکر میں یہ حال تھا کہ اکثروں کے پاس ۱۰ روپیہ پیسہ
موجود مگر غلہ کا نشان مفقود بڑی کوشش و تلاش سے قدر قلیل ہاتھ آتا تھا۔
جب وہاں سے لشکر نے اور طرف کوچ کیا ایک منزل میں یہ واقعہ پیش آیا
کہ اسدن شام کو قریب ایک بستی کے تمام لشکر نے مقام کیا اور حضرت سید المجاہدین
کے حال خیر مآل سے اس فوج ظفر موج میں کوئی آگاہ نہ تھا بعض لوگ جانتے

بیٹھے کہ یہ شخص سید آل رسول پرہیزگار نیک کردار ہے اور تین آدمی رفاقت میں
حضرت سید المجاہدین کے تھے ایک کا نام رحمت اللہ اور دوسرے کا نام قادر بخش تھا اور
تیسرے کا نام یاد نہیں یکبار لطور بھوک کے بیقراری سے کہنے لگے کہ سید صاحب ہم نے
بارہا آپکی زبان مبارک بیان سے سنا ہے کہ ہماری اکثر دعا اللہ تعالیٰ جلشانہ،
قبول فرماتا ہے اس وقت مناسب ہے ہمارے واسطے دعا کیجئے تاکہ وہ رزاق مطلق
معبود برحق اپنے احسان عام سے ہم کو روزی دلوے حضرت سید المجاہدین نے
فرمایا صاحبو بہتر تو یہ ہے کہ پاؤں دامن قناعت میں سمٹ کر بیٹھ رہو صبر
کرو خدا رازق ہے اُن رفیقوں نے کہا کہ حضرت صبر کہاں سے لاویں سگ نفس
نے کہا نے کیونکر سمجھاویں حضرت سید المجاہدین یہ کلام ملالت التیام سنکر کمل اوڑھ کر
لیٹ رہے وہ تینوں رفیق وہاں سے اٹھکر کہیں کھانے کی تلاش میں نکلے بعد
ایک ساعت کے ایک مرد ایک عورت کے سر پر طباق حلوے کا تازہ بتازہ گرما گرم
لیکر حضرت سید المجاہدین کے سرہانے موجود ہوا اور جگا کر کہنے لگا کہ حضرت یہ
نذر اللہ ہے آپنے جلد اٹھ کر لیا اور شکر خدا بجالائے اور اُن دونوں سے کہا

کہ کچھ توقف کرو ہمارے آدمی کہیں گئے ہیں آجاویں تو طباق خالی کر دویں
انہوں نے عرض کیا کہ ہمکو طباق کی حاجت نہیں وہ بھی نذر خدا ہے
اب ہم جاتے ہیں السلام علیکم آپنے کہا وعلیکم السلام کچھ دیر میں وہ تینوں رفیق
بھی آپہنچے آپنے وہ طباق حلوے کا انکے آگے دھر دیا انہوں نے خوب سا کھایا
اور شکر الہی ادا کیا بارہا قریب دو ہفتہ تک یہ حال اپنی آنکھوں . . .
مشاہدہ کیا کہ ان روزوں لشکر ظفر پیکر میں حضرت سید المجاہدین کو بخار
آتا تھا جس وقت بخار کی آمد ہوتی اور لشکر سفر میں ہوتا اپنے لوگوں سے فرماتے
کہ شتاب یہاں کسی جگہ خیمہ کھڑا کرو لوگ عرض کرتے کہ حضرت تمام لشکر آگے
چلا جاتا ہے ہم یہاں کیونکر ٹھہریں آپ فرماتے آج اسی میدان میں مقام ہوگا
لوگوں نکو تعجب ہوتا کہ حضرت یہ کیا مجذوبوں کی سی بڑ مارتے ہیں اسی اثنا میں واسطے
مقام کے جھنڈا کھڑا ہوتا تب لوگوں نکو یقین ہوتا کہ حضرت سچ فرماتے تھے اسی طور
بارہا تمام لشکر مقام میں ہوتا اور جس وقت انکا بخار اترتا اپنے لوگوں سے
فرماتے جلد ڈیرہ اکھاڑو کوچ کی تیاری کرو لوگ عرض کرتے کہ حضرت آپ کیا فرماتے

ہیں ابہی لشکر کے کوچ کی تیاری کا نشان بہی ہوتا فوراً اسی اثنا میں نقارہ
کوچ بجتا لوگ اس حال کے دیکہنے والے تعجب کرتے کہ الہٰی یہ کیا ماجرا ہے
جب یہی حال بارہا معائنہ کیا اور موافق ارشاد کے ظہور میں آیا پہر تو جب دیکہتے کہ
عین سفر میں خیمہ حضرت امام المجاہدین کا لوگ استادہ کرتے ہیں اکثر آدمی اپنے اپنے
کہڑے کرنے میں مشغول ہوتے قبل مقام کرنے لشکر کے اور اسی طور اسباب لادتے واسطے
سفر کے بغیر کوچ کے نقارہ بجنے سے ایک بار لشکر جرار نواب نامدار والاتبار مرحوم و
مغفور کا شیرگڑہ یا اور کہیں سے آتا تہا برسات کا موسم قریب دریائے چل کے شام
کو مقام زیارات کو خوب مینہ برسا صبح کو نواب ستطاب ممدوح پر فتوح نے
لوگوں سے فرمایا کہ دریا کی خبر لاؤ جس گہاٹ پایاب ہو وہاں سے لشکر عبور
کرے موافق فرمان واجب الاذعان کے مخبروں نے اطلاع کی کہ فلانے فلانے
گہاٹ پایاب ہے حکم ہوا کہ اسی طرف لشکر اترے قریب آدہے لشکر کے پار ہوا ہوگا
کہ اچانک دریائے مذکور میں جوش آیا پانی بڑہنے لگا بہت لوگوں کا اسباب بہنے لگا
جو لوگ اترے سو اترے باقی اسی پار مضطرب و بیقرار کہڑے رہے اور حضرت امیر المومنین

امام المجاہدین اتر کر کنارے کھڑے تھے لوگوں کا گرداب و موج اس دیکھکر جناب الہی میں
دعا کرنے لگے کہ خداوندا تو نے اس گنہگار ناچیز سے وعدہ کیا ہے کہ جہاں کہیں کوئی
صدمہ عظیم یا حادثہ الیم پیش آوے تو دعا کیجیو میں قبول کرونگا سو اس صدمہ سے
زیادہ میں نے کوئی حادثہ نہیں اس آفت جانگزا حسرت فزا سے اپنے
بندوں کو نجات دے جناب الہی سے الہام ہوا کہ ہم نے دعا تیری قبول
کی اور اس بلا سے لوگوں کو نجات دی اور تو بھی آپ دریا میں اتر کر
اسباب لوگوں کا بہا جاتا ہے نکال حضرت امیر المومنین اسی دم دریا میں اترے
اور اسباب لوگوں کا نکالنے لگے کچھ دیر کے بعد جا بجا شور و غل اٹھا کہ دریا
اترا جاتا ہے کوئی مت گھبراوے اس اثنا میں امام المحدثین امام المجاہدین نے دریا
میں لگا کہا کہ یہ بیشتر لشکر کا بہ نسبت کے ایک ٹیلہ پر کھڑا ہے ہر طرف سے
آب دریا نے محاصرہ کر لیا ہے حضرت نے ان کو ہاتھ سے اشارہ
کہ ابھی جلدی نہ کرنا شام کو دریا اتر جاویگا پہلے اتنا رستہ انتظار میں
ایک شور دوسرا ہوا کہ غلام حیدر خاں بلکہ بھی لشکر بہے جاتے ہیں

حضرت امام المجاہدین نے دوڑ کر ہراسے تسلی آواز دی کہ خانصاحب میں آپہنچا
کچھ خوف نہ کرنا اور جاکر اُن کا ہاتھ پکڑا اور ایک اونچے پتھر پر جا بیٹھے
اگرچہ خانصاحب ممدوح تیرنا جانتے تھے مگر ماندگی کی وجہ سے بدحواس
ہو گئے تھے بعد کچھ دیر کے خانصاحب موصوف نے حضرت سید المجاہدین
سے کہا کہ آپ دریا کے پار تشریف لیجئے آپ نے فرمایا کہ خانصاحب کچھ دیر
میں جب دریا کم ہو جائیگا تب اتر جانا خان موصوف نے کہا کہ یہ کسکو
معلوم کہ دریا کم ہوگا یا زیادہ آپ نے فرمایا کہ جناب الٰہی سے امید ہے کہ
چند عرصہ میں دریا پایاب ہو جائیگا اور آپ جاکر لوگوں کے اسباب نکالنے
میں مشغول ہوئے جب دریا کم ہوا تب خانصاحب موصوف کو ساتھ لیکر
کنارے پر آئے لیکن اللہ تعالٰے نے آپ کی دعا سے سب کی جان و مال اس
آفت سے بچایا الغرض بآرام تمام دریا اتر کر کئی دن وہاں مقام کیا
پھر جس طرف جانا منظور تھا کوچ فرمایا اس طرح کی جب کئی کرامتیں
اُس حضرت سے ظہور میں آئیں تب اکثر لوگ لشکر کے معتقد ہوئے بعض

شخص کہتے تھے کہ یہ صاحب خدمت اس لشکر ظفر پیکر کے ہیں اور بعض
کہتے کہ مستجاب الدعوات اور صاحب کرامت ہیں لشکر میں نواب
مستطاب مرحوم مغفور کے بسبب کثرت سیر و دور کے اکثر پیادے اور
سواروں پر کہانے دانے کی تنگی اور تکلیف ہوتی تھی مگر اللہ تعالیٰ
کی عنایت نے نہایت سے جماعت میں حضرت سید المجاہدین سب
طرح سے فراغت اور فراخی رہتی تھی یہ حال خیال کر کے اکثر مردم نادان
گمان کرتے تھے کہ ان کو نواب صاحب مرحوم شاید کچھ پوشیدہ
بھیجتے ہیں یا ان کو کیمیا آتی ہے یا دست غیب ہے جو آپکے یہاں تنگی
و تکلیف نہیں اور بعض یار و آشنا یہ بات آپکے سامنے کہتے آپ ان
سے فرماتے کہ ان تینوں باتوں سے ایک بھی نہیں میرا پروردگار
محض اپنے فضل و کرم سے روزی پہنچاتا ہے اور جس روز نواب
مستطاب سے عنایت ہوتا ہے سبکو معلوم ہے کہ میں لوگوں کو اسی
دم تقسیم کر دیتا ہوں الغرض ایک روز منجملہ مشیت و تقدیر الٰہی سے

کچھ کھانے والے کا بندوبست نہ ہو سکا آپنے سب کے ساتھ نماز عشا
ادا کی بعدہ حسب ورد وظیفہ میں مشغول ہوئے قریب گزرنے پہر رات کے
وظیفہ سے فارغ ہو کر اپنے خیمہ میں تشریف لائے لوگوں سے
پوچھا کہ آج کھانے والے کی کیا صورت ہے لوگوں نے عرض کی کہ
اب تک تو کچھ صورت نظر نہیں آتی آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے!
کے یہاں سب کچھ موجود ہے اُسی کو یاد کرو اور آپ خیمہ میں جاکر
پلنگ پر آرام فرمانے لگے اور باقی آدمی اپنے اپنے بستر پر لیٹے
راوی کہتا ہے کہ میں اور ایک عورت بیزار لی سیدانی کی رہنے
والی کچھ باتیں کرتے رہے جب قریب آدھی رات کے گزری
تب وہی سیدانی مذکورہ سے کہا میں نے کہ اب رات بہت گئی
تم بھی جاکر سو رہو اور میں بھی وہاں سے اُٹھکر اپنے بستر پر چلا
جیسے قریب خیمہ کے پاؤں رکھا ٹھوکر لگی ہمارے ساتھیوں میں
شیخ پیر علی نام ایک جوان بڑی سید رکھتے تھے مجھکو گمان ہوا

کہ سینہ کی ٹھوکر لگا میں نے کہا شیخ صاحب بار ہا تم سے کہا میں نے
کہ اپنی سپید کو نے موقع نہ رکھا کرو دیکھو تو میرے پاؤں میں ٹھوکر
لگ گئی ارشدم سپید اُنکی طرف پائیں کے دھری تھی وہ اُٹھ کر
ہاتھ سے بجا کر کہنے لگے بیا صاحب آپ کیا فرماتے ہیں میری سپید
تو میرے پاس یہ موجود ہے تب میں نے جھک کر ہاتھ سے ٹٹولا تو
معلوم ہوا کہ خوان کہانے کا ہے جلد میں نے چراغ جلا کر دیکھا تو
دو خوان تھے اور اُن پر دو دو روٹیوں اور بھنے ہوے سالن کے
حصہ لگے ہوے دھرے ہیں میں نے حضرت امیر المومنین کو جگا کر پوچھا
کہ حضرت کیا کوئی آدمی آپکے پاس اس وقت آیا تھا آپ نے فرمایا
کہ اس جستجو سے کہ کون آیا اور کون گیا تم کو کیا مطلب اللہ تعالے
رازق ہے اپنے بندوں کو ہر طرح روزی دیتا ہے اپنے آدمیوں کو
جگا کر ایک ایک حصہ حوالہ کر دو اور ہمارا حصہ کہیں حفاظت سے
دھر دو صبح کو خدا چاہیگا کہا وینگے میں نے موافق ارشاد حضرت کے

وہ حصے تقسیم کر دئے معہ حضرت امیر المومنین تمام چھبیس آدمی تھے اور اپنے
آپ نے صبح کو بعد نماز اور وظیفہ کے اپنا حصہ طلب فرمایا اور اس میں سے
ایک روٹی اور کچھ سامان کھایا اس وقت خدا بخش نام حضرت کا ساربان
کہیں چلا گیا تھا چارہ لانے کو جاتا تھا آپ نے روٹی اور باقی سامان اس کے
حوالہ کیا بعدہ آپ نواب صاحب مرحوم کے دربار میں تشریف لے گئے اور میں
وہاں سے حاجی زین العابدین خانصاحب کے پاس اس رات کے حال
کو کہنے گیا حاجی صاحب ممدوح اس وقت گھوڑوں کو راتب کھلا رہے
تھے یہ خبر سنتے ہی شکر الٰہی ادا کیا اور کہا کہ حضرت اس وقت کہاں
ہیں میں نے عرض کی کہ دربار کو تشریف لے گئے ہیں وہ کہنے لگے کہ تم ٹھہرو
پھر چلو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں میں وہاں سے دیر سے پھرا یا اتفاقاً اسی
وقت اللہ نور شاہ مغفور نے مولوی مرحمن صاحب مرحوم سے رات کا
حال بیان کیا اُن کو سنکر تعجب ہوا کہ جناب سید صاحب کے ہمراہ
اکثر وقایع سنے مگر یہ سب سے بڑھکر ہوا اسی اثنا میں

حضرت امام المجاہدین بھی دربار سے اُنہیں کے ڈیرے پر تشریف لائے
مولوی صاحب ممدوح نے پوچھا حضرت یہ شب کو کیونکر حال گزرا آپ نے
میرا نام لیا کہ یہ حال دین محمد کو مفصل معلوم ہے اُن سے دریافت کرو
مولوی صاحب ممدوح نے مجھکو بلاکر پوچھا میں نے وہ سارا قصہ جسطور گزرا
روبرو اُن کے عرض کیا پھر حضرت امام المجاہدین نے مولوی صاحب موصوف
سے کہا کہ اسی طور ایک بار اور بھی ایسا ہی حال گزرا کہ ایک طباق
حلوا گرما گرم نہایت نفیس اللہ تعالے نے اپنی عنایت بے غایت
سے بھیجا اور کئی آدمیوں نے کہایا یہ اس حلوے کا مذکور ہے جو آگے
مسطور ہو چکا ہے ایک بار لشکر جرار نواب نامدار دولت مدار کا طرف
شیر گڑھ کے جاتا تھا میں ایک راہوار بادرفتار پر سوار تھا میرے پاؤں میں
ایک قلیل سا زخم دندارو تھا مگر مجھکو خبر نہ تھی دفعتہً اس میں سے ایک رشتہ
سا آپ ہی آپ مقدار نیم بالشت کے باہر نکل آیا میں کبھی نارو سے واقف
نہ تھا دیکھا تو جانا کہ خدا معلوم یہ کیا بلا ہے بے تامل جھٹکے سے کھینچ لیا وہ ٹوٹ گیا

۳

شام کو جہاں تمام کیا ہیروزم کر گیا اور نہایت سخت درد شروع ہوا لوگوں
نے پوچھا یہ کیا حال ہے میں نے بیان کیا وہ کہنے لگے یہ تو نارو تہا ونکیا چاہئے
اب کیا فساد کرے جج کو یہ حال پرملال میں نے حضرت سید الساجدین سے ذکر
کیا آپنے اس زخم پر اپنا لب مبارک لگا کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے نکلا تہا
اور اسی کے حکم سے دفع ہوگا انشاء اللہ تعالی الغرض چار پانچ روز میں
وہ زخم ٹھیک ہو گیا نہ ورم باقی رہا نہ درد یہ قصہ بادل خان خانزادے نے
دیرے میں ایک سپاہی تے سنا وہ بہی بہت روزوں سے اسی بلا میں مبتلا
تہا حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ اگر تم سب
برے کاموں سے توبہ کرو اور پانچوں وقت کی نماز پڑھنے کا اقرار کرو
تو میں اپنے شافی مطلق اور معبود برحق سے دعا کروں وہ اپنی عنایت
نے نہایت سے شفا بخشے وہ سپاہی بیچارہ مصیبت کا مارا اسی دم تمام
افعال شنیعہ سے تائب ہوا اور ادائے نماز پنجگانہ کا اقرار کیا آپ نے
اسی طور اس کے زخم پر بہی لب مبارک لگا دیا اور اسی طرح فرمایا

اور کہا جو کچھ دوا اسپر لگائی ہے دور کر اللہ تعالیٰ نے شفا دیگا حکمت الہٰی
سے کئی روز میں وہ بھی چنگا ہو گیا یہ خبر لشکر میں مشہور ہوئی ان دنوں
لشکر میں کئی آدمیوں کے نارو نکلا تھا جو آپکے پاس آتا اسکی زخم پر
اپنا لب مبارک لگا دیتے اور فاسقوں نے نمازیوں سے وہی آزار تھے
دو چار روز میں فضل الہٰی سے چنگا ہو جاتا ایک پنساری مدار بخش نام
رہنے والا پھولا کبیری کا لشکر ظفر پیکر میں نواب صاحب مغفور کے تھا
حضرت امام المجاہدین کے یہاں اُسکی دوکان سے گھوڑوں کا مصالحہ وغیرہ
آتا تھا اکثر لوگ حضرت امام المجاہدین ممدوح پر موقوف کئے جو اُس کی
دوکان پر سودا خریدنے جاتے اُنکی زبانی مرد تقین وقائع جیسے نارو
کا چنگا ہونا یا روٹیوں کے جوالوں اور حلوے کے طباق وغیرہ جناب
امام المجاہدین کی کرامات سے سنے اُسکو تمنا ہوئی کہ میں بھی اپنے
واسطے حضرت سے دعا کراؤں کہ اللہ تعالیٰ مجھکو فراغت دیوے ایک
روز حضرت کے پاس آیا آپنے پوچھا تم کون ہو اُس نے عرض کی

کہ میں آپ کا پنساری ہوں حضرت کے یہاں میری دوکان سے گھوڑوں کا مسالہ
وغیرہ آتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس وقت آنیکا کیا سبب ہے اس نے عرض کی کہ حضرت
میں بہت تنگ حال رہتا ہوں گھر میں خرچ زیادہ آمدنی کم دوکان میں کچھ خیر و برکت
معلوم نہیں ہوتی یہ آرزو ہے کہ حضرت کچھ میرے حق میں دعا کریں اللہ تعالےٰ
مجھ پر اپنا فضل کرے آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے اور کہاں رہتے ہو
اس نے عرض کی نام میرا مدار بخش بھولا کیکڑا میں گھر ہے آپ نے فرمایا جو
ہم تم سے کہیں اس کو مانو تو ہم اپنے اللہ تعالےٰ سے دعا کریں اس نے کہا
آپ جو ارشاد کریں گے بلا عذر قبول کروں گا کہا آج سے اپنا نام اللہ بخش رکھو
اور سب بُرے کاموں سے تائب ہو جاؤ ہر وقت نماز پڑھو جھوٹ نہ بولو
دغا و فریب جان بوجھ کر نہ کرو اپنا مال کسی کو کم نہ دو اور کسی غیر کا زیادہ نہ لو
اس نے عرض کی کہ یہ سب میں نے مانا انشاء اللہ تعالےٰ کسی امر میں کمی قصور
نہ ہوگا آپ نے فرمایا اب جاؤ اللہ تعالےٰ اپنا فضل کریگا تمہاری دوکان
میں برکت ہوگی وہ اپنی دوکان پر گیا عنایت الٰہی سے اچھی ترقی ہونا

شروع ہوئی اول تو اس کے پاس تین چار بیل لادنے اور ایک چھوٹا سا
پال سایہ کرنے کو تھا قریب دو سال کے عرصہ میں حضرت کی دعاسے
نو دس بیل اور چار اونٹ اور چھ سات نوکر چاکر اور بڑا سا پال
ہوا ایک روز حضرت امیرالمومنین کے پاس آکر التماس کی کہ اللہ تعالیٰ
نے آپکی دعاسے مجھکو سب کچھ دیا اب
میرا یہ آرزو ہے کہ جو کچھ دوا و مصالحہ وغیرہ حضرت کی سرکار میں
درکار ہو ہمیشہ بے داموں میری دکان سے آیا کرے آپ نے
فرمایا یہ ہرگز نہ ہوگا اس نے اس بات میں بہت مبالغہ کیا آپ
نے کسی طرح نہ مانا اور اپنے آدمیوں سے فرمایا کہ خبردار جو چیز اسکے
یہاں سے آوے کبھی بے قیمت نہ لینا فقط

زمین ریگستان نانڈوڈار کا مشہور ہے کہ ستر ہاتھ تک کنواں کھودا جاوے
تب کہیں پانی نکلتا ہے ایک بار نواب مستطاب مغفور مرحوم نے
ایک لشکر بر ملک نانڈوار کے لشکرکشی کا ارادہ گاہ سے جو آئی

اُنکی گرفتی سے دور تھے اُن میں خاک ملوا کر ڈلوا دے اور جو نزدیک تھے
اُن میں زہر ملوا دیا۔ القصہ نوشہ ظفر موج نواب صمد ساہیر فتوح کی
وہاں پہنچی مقام کا حکم ہوا مخبروں نے خبر دی کہ کنوؤں میں خاک پڑے ہیں
یہ حال سنکر حضور پُر نور نے فرمایا کہ آگے چلکر قریب کنوئے کے ڈیرا کرو
وہاں ان لشکر نصرت اثر مانند مور و ملخ کے پہنچا دیکھا ہر کنوئے میں کہیں پانی
کے واسطے مور نشتہ کے بہرہ پا ہے یہ حال لوگوں نے نواب صاحب حضور سے
عرض کیا سنکر عالم حیرت میں رہ گئے کہ الہی کیا تدبیر کریں اب آدمی
یہ تمام ہلاک ہوئے اگر پیویں یا نہ پیویں بہت لوگ جا بجا دوڑ آئے
کہ پانی کا سراغ لاویں حضرت امام المجاہدین نے لوگوں کو نہایت مضطر و
بیقرار دیکھا کہ مارے پیاس کے نیم جان ہو رہے ہیں آپ نے جناب الہی میں
دعا کی کہ خداوندا اپنی مخلوق کو پانی دے اگرچہ یہاں پانی دور ہے
پھر تیرے نزدیک دور و نزدیک سب برابر ہے جناب الہی سے الہام ہوا
کہ دعا تیری مستجاب ہوئی ان ریتلے ٹیلوں کے کنارے کوئیں کھودے جاویں

۴۲ لشکر کے ساتھ بکریاں گھوڑے گدھے جتنی ایک گھونٹ پانی پیا اُسکی جگہ ملا کے ہوا

پانی لگنے لگا آپ نے نواب صاحب مغفور سے کہا کہ جلد بیلداروں کو حکم ہو یہاں
پانو کے نشیبوں کے کنارے کنویں کھودیں حضور پرنور نے کہا کہ حضرت بیلدار
کہاں تک کھودیں یہاں ستر اسی ہاتھ سے کم کنواں نہیں ہوتا آپ نے فرمایا
کہ خدا کے حضور نزدیک و دور سب برابر ہے آخرش نواب صاحب
ممدوح نے فرمایا تمام لشکر کے بیلدار موجود ہوئے اور کھودنے لگے قدرت
الٰہی سے ہر جگہ چار پانچ ہاتھ کے نیچے وہ آب لطیف خوشگوار نکلا کہ
زبان بیان خوبی اُس کی سے قاصر ہے تمام لشکر دلہائے سیراب ہوا
اور وہیں مقام کیا حاکم قلعہ نے اپنے جاسوسوں کو بھیجا کہ دیکھو لشکر والے
پانی کہاں سے پیتے ہیں آکر دیکھا اور حاکم مذکور جاکر عرض کیا کہ ایسا
حال ہے اُس کو باور نہ ہوا اور کئی معتبر آدمی بھیجے انھوں نے بھی اسی
طرح جاکر کہا حاکم مذکور یہ سنکر نہایت متعجب ہوا اور کہنے لگا کہ نواب
صاحب سے لڑائی میں کون جیتے گا ان کے تو گنگا جمنا قدموں تلے
بہتی ہے القصہ فرمایا ایک ہفتہ تک تمام لشکر نے وہاں مقام کیا

اور باقی اُنکی کنروں کا بیٹا پیر قاسم جلو نے نواب نامدار دولت مدار سے
مصالحت کرلی اور کچھ روپیہ دیکر باخوشی رخصت کیا راوی کہتا ہے
کہ یہ قصہ جناب امیر المومنین سید المجاہدین قدس سرہ کئی بار قصبہ
رائے بریلی میں حضرت مولانا عبدالحی اور مولانا محمد اسمعیل سے کئی بار
بیان فرماتے سنے فقط

حضرت سید المجاہدین علیہ الرحمۃ ایک گھوڑا

مشکی سیاہ رانو دو سو روپیہ کا خرید لیا بعد اسکے معلوم ہوا کہ اسوار
اور تیز گام سواری قیمت اسکی بہت ہے نواب فتح علی خان اور رستم علی خان
اور غلام حیدر خان وغیرہ دوستوں آشناؤں نے کہا کہ حضرت گھوڑا
تو آپنے لیا مگر کچھ ہے آپکی سواری کے قابل نہیں یہاں لشکر میں دو روپے
دیکر کے واسطے گھوڑا کرایہ کو زبردست جا بیٹھے خیر ہوا سو ہوا اب
اور کوئی گھوڑا خوش قدم تیز رو لیجئے اور اُسکے ساتھ اسکو بھی
رکھئے لشکر میں ایک گھوڑا نواب خان سوار کے پاس تھا وہ میاں صاحب
حضرت سید المجاہدین کو وہاں لیگئے سات سو روپیہ مول اُسکا ٹھہرا گروہ زر قیمت

لقد مانگتا تھا اور حضرت سید المجاہدین جیبہ جینے کا وعدہ کرتے تھے القصہ کئی دن سے
وہ سب صاحب نواب فتح علی خان کے ڈیرے سے باہر آئے اور حضرت سے ازراہ
تسلی کہنے لگے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اور کوئی اچھا گھوڑا آپ کے واسطے تلاش کر دیں گے
حضرت نے فرمایا کہ بھائیو کچھ ضرورت نہیں ہم اپنے اسی گھوڑے کے واسطے اللہ
تعالیٰ سے دعا کریں گے اس کو وہ اپنے فضل سے چست و چالاک کر دیگا اس کے
نزدیک کچھ دور نہیں چاہے سست کو چست کر دے اور چست کو سست اور اسی
مجلس میں فرمایا کہ بھائیو میں اپنے اللہ تعالیٰ سے اپنے گھوڑے کے حق میں دعا
کرتا ہوں تم سب مل کر آمین کہو سب لوگ موافق فرمانے کے عمل میں لائے
قدرت الٰہی سے روز بروز گھوڑے کا حال اچھا ہونے لگا آپ نے اس کے واسطے
دودھ شکر لیا اور سیدھے سے شروع کر دیا آدھ سیر تک پہنچایا اسی عرصہ میں
انہی ایام نیک فرجام میں ایک روز حضرت سید المجاہدین اور نواب فتح علی خان
اور رستم علی خان اور غلام حیدر خان اپنے لشکر سے نکل کر ایک طرف سیر کو گئے
کئی کوس چلے گئے ناگاہ دور سے نمودار ہوئے اور اسی طرف آنیکا قصد کیا

انکو تشویش کہ خدا خیر کرے کس آفت ناگہانی میں گرفتار ہوئے تینوں صاحبوں
نے عرض کی کہ حضرت آپ اپنے گھوڑے کو ہمارے پیچھے رکھیں کہ یہ کمزور ہے
آپنے فرمایا کہ بھائی تو میں بھی تمہارے ہمراہ برابر چلونگا اور چپکے کچھ گھوڑے
کے کان میں کہدیا بقدرت الٰہی سے وہ گھوڑا اسی دم فوراً مانند برق کے
اوچھل کود میں چپت و چالاک سا ہو گیا اور تینوں گھوڑوں کے آگے چلنے لگا
الغرض وہ غول کفار یا ہتھیار کا ہندو جنیں سرگشتہ ہوئے دور دور سے اور طرف
چلا گیا نزدیک نہ آیا یہ چاروں صاحب شکر خدا کرتے ہوئے اپنے لشکر میں
تشریف لائے جبکہ تینوں صاحبوں نے حضرت سے پوچھا کہ آپ کا گھوڑا جیسا کہ
ہے سب کو معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں مگر آپنے کچھ خدا جانے اسکے کان
میں چپکے کیا کہدیا تھا کہ اسی دم برق وار باد رفتار ہو گیا آپنے فرمایا کہ
بھائی تو میں نے تو اسکے کان میں اللہ تعالیٰ کا نام سنا دیا اور تو کچھ نہیں
کہا یہ سب اسی نام پاک کی برکت ہے اور ایک دوسری کرامت یہ ظہور میں
آئی اُن روزوں موسم برشکال کا تھا ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ

مینہ بہت برسا گو وہ روٹی و کباب لگا مگر وہاں سائیں پکانے کو رخصت نہ ملی
معین صاحبوں نے بازار سے کچھ سائیں وغیرہ منگوا کر کھایا باقی آدمی یوں
ہی رہے اتنے میں حضرت سید المجاہدین باہر سے تشریف لائے اور پوچھا
کہ یہاں سب نے کھایا لوگوں نے عرض کی کہ یہاں لشکروں نے تو کھا لی
مگر اور سب تا حال ہیں سائیں نہیں پکا ایک گھوڑے کا آدھ سیر دودھ
روز مقرر تھا ایک شخص میر چاند علی نام مانیوری کا رہنے والا آپ کے
گھوڑے کا سائیس تھا اس سے پوچھا کہ گھوڑے کا راتب دودھ آیا ہے
یا نہیں اس نے کہا ہاں آیا ہے فرمایا شمار کرو لوگ کتنے ہیں
گنا تو ستاسی آدمی نکلے فرمایا تھوڑا تھوڑا دودھ فی نفر آدھ سیر یا
سیر اک دیا جاوے تو تمام ہو جاوے گا لیکن گھوڑے کو کیا پلاویں آپ نے
فرمایا کہ دودھ سب یہاں لاؤ اللہ تعالی سب کو کفایت کریگا وہ سائیس.
مذکور خفا ہو کر وہ برتن اٹھا لایا آپ نے فرمایا کہ تم لگن لا کر تیلی دیکر
سے تھوڑا تھوڑا گھوڑے کو پلاتے جاؤ اور میں ایک ایک کٹورا لوگوں کو دیتا جاؤں.

جو آپنے فرمایا وہ عمل میں لایا اور آپ ایک کٹورا بھر بھر کر لوگوں کو دینے لگے
یہاں تک کہ عنایت الٰہی سے سب لوگوں کو دودھ پہنچ گیا اور کٹورے نے مزا
رات کے پیا اور قریب سیر بھر کے برتن میں اور قریب آدھ سیر کے لگن میں بچ رہا
اس سائیس مذکور نے عرض کی حضرت آپکے کٹورے کو کسی کی نو کی لگ گئی اس نے کچ
دودھ نہیں پیا آپ نے یا فرمایا یہ کیونکر معلوم ہوا اس نے عرض کی کہ اس میں دو
میں کٹورہ کٹورہ سبکو دیا گیا اور برتن اور لگن میں قریب ڈیڑھ سیر کے موجود
پھر کٹورے نے کیا پیا آپ نے کہا وقت پلانے کے کٹورے کی حلق میں سے
غٹ غٹ کی آواز کیسے آتی تھی اگر یہ پیا نہ تہا تو کیا کرتا تہا اس نے کہا
ہاں یہ تو ہے آپنے فرمایا کہ بہلا کٹورہ کا اندازہ کرو اس میں کتنا دودہ
آتا ہوگا آخر کو سب نے ملکر ڈیڑہ پاؤ کا تخمینہ کیا آپنے فرمایا حساب تو کرو
سب کتنا ہوا اس نے کہا اس حساب سے قریب بارہ سیر کے ہوتا ہے
آپ نے فرمایا دودہ تو آٹھ سیر تہا یہ چار سیر سوا کہاں سے آیا اس نے
کہا میں نہیں جانتا یہ کیا بھید ہے آپنے فرمایا کہ مجھکو کٹورہ کو لیکر بلوایا

تو آخر شش ملوایا تو وہی ڈیرہ پایا نکلا سب کو معلوم ہوا کہ یہ حضرت کی کرامت
ہے آخر الامر چند روز میں اُس گھوڑے کی چالاکی اور چابکی لوگوں میں مشہور
ہوئی قدم اُسکا خوب نکلا کہ وہ تو دو قدموں چلتا تھا اور گھوڑے لشکر کے دوڑتے
تو بھی اُس کو نہ پہنچتے تھے راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ میں نے
یہ تمام حال اپنی آنکھوں دیکھا ایک روز حضرت امیر المومنین سید الحاج
در بعض آثار نواب نامدار دولت مدار سے اپنے مکان ہدایت لسان
کو آتے تھے آپکے ڈیرے کے پاس سید عبد الرزاق کا ڈیرہ تھا وہاں تشریف
تشریف ارزانی فرمائی اور سید ممدوح سے پوچھا کہ میاں صاحب اس وقت آپ
کے یہاں کچھ کھانا موجود ہے اُنہوں نے کہا دال تو پکی ہے ایک ساعت تو قف
فرمائے روٹیاں بھی پک جاویں تو حاضر کروں آپ نے اُس دم لبسبب فرط اشتہا
کے اُن کے باورچیخانہ میں جا کر ایک قاشوں سے فقط دال ہی چھ سات چمچ
دیگچی سے نکال نکال تناول فرمائے اور چمچہ اُسی دیگچی میں دھر دیا اور فرمایا کہ ہم تو
سیر ہو گئے کیا کچھ اب روٹی کی حاجت نہیں اور اپنے ڈیرے مبارک میں

تشریف لائے جب سید ممدوح نے باورچی خانہ میں روٹیاں پک چکیں سب آدمی
اسی ڈیرے سے دال رکابیوں میں نکالکر روٹی کھانے لگے دال دیگچی سے
کم نہ ہوئی تھی یہاں تک کہ قریب ان کے اکثر بالشتوں سے کے سادات
کے ڈیرے سے ایک ایک رکابی میں دال ان کے یہاں بھجوادی تو بھی
دیگچی کا وہی حال تھا مخدوم بخش نام ایک شخص جو روٹیاں پکاتا تھا
اس دیگچی کو ایک رکابی میں اوندھا کر دال نکالنے لگا دیگچی خالی ہوگئی
ہیں تو خدا جانے اس دیگچی سے کتنی دال نکلی ایک روز بوقت عصر تند
آندھی چلنا شروع ہوئی عشاء تک اسکا جوش و خروش رہا
اکثر خیمے اکھڑ کر گر گئے یہاں تک کہ بارہ حضوری کے خیمے اکھڑ
گئے اور چراغ گل ہوگئے مگر حضرت سید المجاہدین کا خیمہ ثابت
رہا اور چراغ بھی جلا کیا جب طغیانی باد تند کی فرو ہوئی اس خیمہ
کے قریب باقر محمد خاں آفریدی جمعدار کا ڈیرہ تھا خاں کا ڈیرہ تھا
خان موصوف حضرت سید المجاہدین کی خدمت میں آکر حاضر ہوئے

اور عرض کی کہ حضرت بڑا تعجب ہے کہ اس زور و شور سے آندھی آئی کہ سب لوگ
واقف ہیں حاجت بیان کی نہیں آپ کا چراغ کیونکر روشن رہا اور خیمہ
بھی نہ اڑا یہ کیا سبب ہے آپ سنکر چپ رہے کچھ جواب نہ دیا جب
کئی بار انہوں نے اسکی تکرار کی تب آپنے فرمایا کہ خان بھائی یہ
عطاء الٰہی ہے اللہ تعالیٰ جسکا چراغ چاہے روشن رکھے اس کو کون گل
کر سکے یہ بات سنکر خان موصوف خاموش ہو رہے اور اپنے ڈیرے میں تشریف
لیگئے دو تین روز کے بعد پھر اس بات کا چرچا شروع کیا آپنے فرمایا کہ خان بھائی
اصل بات تو یہ ہے جب آندھی چلنی شروع ہوئی تب یہ حال پر جلال
خیال کر کے جناب باری ایزد متعال ایکبارگی گریہ و زاری کرنے لگا
کہ الٰہی اس آفت جانکاہ سے اپنے عاجز و ناچار بندوں کو پناہ دے
سوا تیرے اس وقت کوئی معاون و مددگار نہیں جناب الٰہی سے مجکو الہام
ہوا کہ دعا تیری مستجاب ہوئی تیرا ڈیرہ مع چراغ ہم بچا لینگے سو ویسا ہی
ہوا خان بھائی یہ صدمہ بھاری تھا اللہ تعالیٰ نے سب لشکر کو بچا لیا

ہیں تو خدا جانے کیا ہوتا شکر ہے اس پروردگار کا جو لشکر کے فقط ڈیروں
خیموں پر یہ صدمہ ہوا قصبہ شیرگڈہ میں فقیر محمد خاں آفریدی کا عامل دار جب
نواب مستطاب معلی القاب سے اپنے وطن جانے کو رخصت طلب ہوئے دو چھوکر یار
خردسال باجمال ان کے پاس تھیں ایک کا نام جیونی دوسری کا نام عالم
تھا حضرت امیر المومنین سید المجاہدین انکو دیکھکر فرمانے لگے کہ فقیر محمد خاں یہ
یہ دونوں چھوکریاں ان شاء اللہ تعالیٰ بڑی نیکبخت ہونگی خان ممدوح نے
عرض کی کہ حضرت آپ ان کے حق میں دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے
آپ کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا آپنے فرمایا کہ خیر تم آپ ہی انکو دیکھ
لوگے ایک دنیا میں بڑی مالدار دوسری دین میں ہوشیار ہونگی تب حضرت
سید المجاہدین نے فرمایا کہ میرے دو چھوکرے ہیں ایک کا نام غلام غوث
دوسرے کا کریم بخش ہے سو انکو بھی اپنے ساتھ لیتے جاؤ مولوی سید
محمد علی صاحب کو سپرد کر دیا خان ممدوح نے کہا بہت خوب لیتا جاؤنگا

راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ جب خان موصوف بر سفر تیار ہوئے
تب حضرت سید العابدین امیر المومنین نے فرمایا کہ ہمارے دونوں چھوکروں
کو اور خان صاحب کی دونوں چھوکریوں کو دو اونٹوں پر پلنگ باندھ
کر سوار کر دو میں رخصت ہم سے رفیق زمان واجب الاذعان حضرت نے
ان کو سوار کر دیا اور خان صاحب موصوف کو کہہ دور رخصت کر
آیا آخر الامر جب خان مذکور بخیر و عافیت بلدہ لکھنؤ میں داخل ہوئے
وہاں سید محمد اسحق ممدوح کو بلا کر وہ دونوں چھوکرے سپرد کر دئے
سید صاحب ممدوح نے پوچھا یہ دونو چھوکرا کس کا ہے خان موصوف
نے اپنی طرف اشارہ کیا سید صاحب ممدوح وہاں سے اپنے مکان
تشریف لے گئے کچھ صلاح و مشورہ کر کے وہاں سے پھر خان صاحب کے پاس
آئے اور کہا کہ فقیر محمد خان بھائی ہمارے غریب پرور جو سید محمد حسن ہیں
کچھ مدت سے ان کو جنون سا ہو گیا ہے اپنی برادری میں ان کے واسطے

کوئی لڑکی تو ملنا مشکل معلوم ہوتا ہے اگر تم اپنی دونوں چھوکریوں سے ایک
کو شادی کرو تو ان کا گھر آباد ہو جائے خانصاحب نے خوش ہو کر کہا
کہ حضرت دونوں آپ ہی کی ہیں جسکو چاہو بیاہو سید صاحب موصوف
نے عاشوری کو پسند کر لیا چند روز کے بعد اسکا نکاح سید محمد حسن
موصوف سے کر دیا چند روز میں بڑی دیندار اور پارسا و پرہیزگار ہوئی
اور اس دوسری چھوکری کو خانصاحب موصوف اپنی خدمت میں لائے
وہ مال و دولت سے کام کی ہوئی جب اس لشکر ظفر پیکر سے حضرت
سید المجاہدین اپنے دولتخانہ ہدایت آشیانہ کو قصبہ رائے بریلی میں تشریف
لائے ایک روز مولانا عبد الحی اور مولانا محمد اسمعیل اور مولوی وحید الدین
اور حافظ قطب الدین اور حضرت شاہ ابو سعید خلیفہ شاہ غلام علی صاحب
کے اور علاوہ ان کے بہت صاحب جمع تھے کسی نے سید محمد حسن موصوف
کی طرف اشارہ کر کے حضرت سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت
یہ آپ کے عزیزوں میں ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں ہمارے ماموں ہیں پوچھا

کہ ان کا یہ حال کب سے ہوا آپ نے فرمایا چند سال سے آپ کا

یہ طور ہو گیا ہے اور اسی بات پر آپنے مولانا عبدالحی سے مخاطب

ہو کر فرمایا کہ مولانا ایک عجیب حال ہوا کہ ایک روز شید گڑھ میں

فقیر محمد خاں صاحب کے ایسا دو چھوکر بایا ہیں جن میں سے ایک ایک سید

محمد حسن کے گھر میں ہے اور دوسری فقیر محمد خاں صاحب کے یہاں ہے

ان کو دیکھ کر میں نے کہا تھا کہ انشاء اللہ تعالے یہ دونو نیکبخت ہونگے

سو ولسی ہی عنایت الہی سے ظہور میں آیا حضرت شاہ ابوسعید صاحب

نے پوچھا کہ حضرت آپکو ان کا نیکبخت ہونا کیونکر معلوم ہوا آپ نے

فرمایا اللہ تعالے نے مجکو الہام کیا اور علاوہ اسکے کبھی اللہ تعالے

اپنے فضل سے یہ بھی خبر کر دیتا ہے کہ آدمی موجود نہیں ہوتا اسکا جوتہ

دیکھ کر میں بتا دیتا ہوں کہ جس کا یہ جوتا ہے وہ آدمی ایسا صالح یا

مفسد ہے شاہ صاحب ممدوح نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں اللہ تعالے

اپنے مقبول بندوں کو کبھی کبھی ایسی ایسی باتوں سے نیک آگاہ کر دیتا ہے

شیخ محمد شفیع جو لشکر ظفر پیکر کے ہاتھی کا نشان بردار تھا ایک روز اُس نے
حضرت سید المجاہدین کی ضیافت کی آپ حضرت سید ظہور احمد نگراوی
اور ان کے بھائی سید عبدالرزاق اور شیخ محمد عارف کرمانی اور شیخ محمد
نصیر آبادی وغیرہ قریب چودہ پندرہ آدمی لیکر ضیافت کھانے
تشریف لے گئے بعد تناول طعام کے صاحب دعوت نے آپکی خدمت میں
عرض کی کہ حضرت میں روپے پیسے سے تنگ حال اور شکستہ بال ہوں جو
پیر لوگ سمجھتے خرچ دینے کا وعدہ فرماتے ہیں مگر کبھی اب تک کچھ ظہور
نہیں آیا آپ اس میں کچھ للّٰہی اللّٰہ کوشش کیجیے شاید آپ کے دست
سے کچھ ملجاوے آپنے فرمایا کہ بھائی صاحب ہاتھی کا جو راتب سرکار سے
مقرر ہے اُس کی بخوبی حفاظت کیا کرو کوئی اُس میں دست اندازی
کرنے نہ پاوے اللہ تعالی تمکو فراغت عنایت فرماویگا بعد اُس کے
رمضان خان میلیان اس بات کا شکوہ آپسے کیا کہ میں اس بلا میں
مبتلا ہوں آپنے اُسسے فرمایا کہ تم اس بات سے توبہ کرو کہ جو کچھ تمہیں

ہاتھی راتب سے مقرر ہے اسکے سوا اسکے راتب سے ایک پیسہ بھر کوئی
شخص نہ لینے پاوے تم کو بھی اپنے فضل سے اللہ تعالے خوش رکھیگا
بعد اسکے وہاں سے اپنے ڈیرے پر تشریف لائے ایک روز کئی رفیقوں کے
ساتھ بیٹھے تھے اُن میں شیخ محمد موصوف بھی تھے اُنکی طرف مخاطب ہوکر
فرمانے لگے کہ شیخ صاحب اس روز جو ہم تم شیخ محمد عبد السمیع صاحب کے
یہاں دعوت کھانے کو گئے تھے اُنھوں نے جو اپنی تنگ حالی بیان کی
جس کا جواب باصواب ہم نے دیا اور تدبیر اسکی بتائی اس کا
سبب یہ تھا کہ اللہ تعالے نے مجکو چند روز اس سے پہلے الہام کیا
تھا کہ یہ ہاتھی بھوکا رہتا ہے تو اس سے کہدے کہ خدا سے ڈرو اور
اسکے راتب کی محافظت کرو ورنہ تمہاری بڑی خرابی ہوگی میں نے
جناب باری میں عرض کی کہ میں جو اس طرح ان سے کہونگا تو انکو
معلوم ہوگا اور میرا کہنا نہ مانینگے تو ہی کوئی سبب ایسا کردے
وہ یہ پیام باخوشی قبول کرلیں سو اللہ تعالے مسبب الاسباب نے خود یہ سبب پیدا کردیا

کہ انھوں نے گھر بلا کر میری دعوت کی اس واسطے میں نے اُنسے جو کہنا تھا کہدیا آخرالامر
چند روز کے بعد لشکر کشی نواب مستطاب معلی القاب کی ریاست جلپور پر ہوئی
وہاں بہیں بامیں روز تک محاصرہ بندی رہا آخر کو حاکم جے پور سے خاطر خواہ کر کے طرف
ریاست جودہ پور کے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں شیخ موصوف نے حضرت
امیرالمومنین کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت ہمکو سرکار دولتمدار سے ابتک
کچھ حاصل نہ ہوا آپنے فرمایا انشاءاللہ تعالےٰ عنقریب تمہاری مراد پوری ہونے
والی ہے خاطر جمع رکھو آخرالامر جب نواب نامدار جودہ پور مذکور پہنچے وہاں
کا جو مدارالمہام تھا نا نتہ اندرانج نام اُسکو مارا اور وہاں کے رئیس حلبیت سے
معاملہ کیا اور اپنے مستحقوں کو بخوبی انعام تقسیم کیا اس میں شیخ موصوف کو بارہ سو
روپئے نقد سے اور سوا ایک سیلہ متبدل اور دوشالہ اور رومال یہی پایا اور پانسو
روپیہ نقد اور ایک سیلہ متبدل میاں بن نے پایا اور اپنیزہ کو انعام کا اقرار کیا
پھر جدا جانے ملا یا نہ ملا ایک روز حضرت سید المجاہدین ہمراہ فوج ظفر موج
نواب مستطاب کے سیر و سفر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے وہاں ایک جگہ ہرن کرنے

مقام کیا راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ حضرت سید العابدین نے مجکو
اور شیخ محمد عارف کرنالی اور شیخ محمد ناصر نصیر آبادی اور سید عبدالرزاق
نگرانوں اور حاجی زین العابدین خاں رامپوری کو ہمراہ لیکر لشکر کے ایک
طرف دور نکل گئے وہاں مقام شہدا تھا اس میں جا کر بیٹھے اور دیر تک
مراقبہ کیا جب فارغ ہوئے ہم لوگوں سے کچھ فضائل شہدا بیان کرنے
لگے ہم سب خاموش ہو کر سنا کئے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو میں نے تم
سے یہ ذکر کس واسطے کیا سبنے عرض کی کہ ہمکو اسکا حال معلوم نہیں آپنے فرمایا
قریب ڈھائی سو برس کے گذرے کہ یہاں کچھ شہدا مدفون ہیں سو میں نے یہاں
مراقبہ کیا حال ان صاحبوں کا مختلف پایا بسبب بعض اعمال کے کسی قدر کے
مراتب میں نقصان ہے کہ وہ اعمال ان درجوں کے مانع ہو رہے ہیں
سو مجکو الہام الہی ہوا کہ تو فلانے مشہد میں جا کر ان کے احوال معلوم کر اور ان
کے حق میں دعا کر تیری دعا کی برکت سے ان کے نقصان دفع ہو جاوینگے سو
میں اب دعا کرتا ہوں تم سب صاحب آمین کہو پھر آپ دعا میں مشغول ہوئے

ہم سب آمین کہتے گئے جب دعا سے فارغ ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری دعا
مستجاب کی اور نقصان ان کے دور ہوئے اب سب صاحب اپنے اپنے درجہ
میں شاد بامراد ہیں اور فرمایا کہ ایک روز قصبہ راے بریلی میں ہمکو جناب الٰہی سے
الہام ہوا کہ تو یہاں سے نواب نامدار امیر الدولہ بہادر کے لشکر میں جا اور
وہاں کی خدمت ہم نے تجھکو دی اور وہاں ہمکو بعض کام تجھ سے اور بھی ہیں یہ
مژدہ غیبی سنکر میں وہاں سے روانہ ہوا چند روز میں آکر ملازمت نواب صاحب
ممدوح کی حاصل کی اور لشکر ظفر پیکر میں رہنے لگا پھر ایک روز الہام ہوا کہ وہ
جو پہلے ہم نے فرمایا تھا کہ ہم کو تجھ سے کچھ کام لینے ہیں سو ان میں سے ایک
یہ ہے کہ اس ملک میں ایک مشہد ہے وہاں تجھ سے دعا کراوینگے ہم نے تیری
بھی دعا پر موقوف رکھا ہے آج یہاں آنے کا سبب یہ ہے فقط
ایک روز دو شخص حضرت سید المجاہدین کا ڈیرہ پوچھتے ہوئے لشکر ظفر پیکر میں
آئے ایک میرٹھ کے قاضی تھے ان کا نام اللہ بخش تھا دوسرے ناگور کے قاضی
تھے ان کا نام خدا بخش تھا دونوں صاحبوں کو حضرت امیر المومنین نے

مولوی محمد حسن صاحب کے ڈیرے میں اُتارا اور کچھ اُن کے کھانے کو نواب دولتدار

کی سرکار سے مقرر کرا دئے وہ دونوں صاحب وہاں رہنے لگے ایک دن

حضرت امیر المومنین مولوی صاحب کے ڈیرے میں تشریف فرما ہوے دیکھا تو

وہ دونوں صاحب قرآن مجید تلاوت کر رہے ہیں سنا تو نہایت سخت

زبان ناہموار کی ہے کوئی حرف اپنے مخرج سے مطلق ادا نہیں ہوتا آپ

نے فرمایا صاحبو تم سے حروف ادا نہیں ہوتے اس طرح غلط پڑھنے سے

گناہ ہوتا ہے کسی حافظ یا ناظر سے صحیح کر کے پڑھو اُنہوں نے کہا حضرت

ہماری زبان تو اسی طرح چلتی ہے جیسا کہ آپنے سنا اور سوا ہم کس سے

سیکھیں کہ کسیکو جانیں نہ پہچانیں تب آپنے سنا اور مولوی صاحب ممدوح

سے فرمایا کہ آپ ان کے تئیں کوئی حافظ یا ناظر صحیح خوان تلاش کیجئے مولوی صاحب

نے کہا کہ حضرت میں اس میں حتی المقدور کوتاہی نہ کرونگا مگر آپ بھی تلاش

میں رہیں بعد اس گفتگو کے حضرت اپنے ڈیرے میں آئے کئی روز کے بعد آپنے

ان دونوں صاحبوں کی دعوت کی کھچڑی پکوائی تھی سو آپنے ساتھ انکو کھلادیا

اور بعد کھانے کے فرمایا کہ ہم نے تمہاری ضیافت اس لئے کی کہ اللہ تعالے اس
کی برکت سے زبان تمہاری درست کردے گا اب جس کے پاس چاہو جا کر
پڑھو القصہ آٹھ دو ہفتہ کے عرصہ میں ان دونوں نے قرآن پڑھ لیا اور زبان
بھی درست ہوگئی تب انہوں نے حضرت سے کہا کہ اب ہم کو آپ حضور پرنور سے
رخصت کر دیویں ہم اپنے غریب خانہ کو جاویں گے آپنے فرمایا کہ بہت خوب
مگر ایک نصیحت ہماری مانو اور سچ جانو تو اللہ تعالے تمہارا دین و دنیا میں
بھلا کریگا انہوں نے کہا آپ جو فرماویں گے بسر و چشم قبول ہے آپنے فرمایا شرک
کے اقوال افعال چھوڑ دو یہی نصیحت ہے انہوں نے عرض کی کہ حضرت شرک
کیا چیز ہے ہم کو نہیں معلوم تب آپنے تفصیل وار دیر تک سمجھایا اور توبہ کرائی
اور دونوں کو ایک ایک ٹوپی عنایت فرمائی اور رخصت دلادی وہ اپنے وطن کو
گئے راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ بعد مدت مدید اور عرصہ بعید کے
جب حضرت امیر المومنین سید المجاہدین نے مجکو بالاکوٹ سے طرف ہندوستان کے
کسی کام کو بھیجا میں سرلی میں پہنچا ہوا آیا قاضی اللہ بخش صاحب سے ملاقات ہوئی دیکھا

تو مال و دولت سے بہت خوشحال ہیں میری بہت خاطر داری کی اور کہا کہ بھائی
دین محمد یہ سب میرے یہاں مال و دولت حضرت امیر المومنین کی طفیل سے
ہے اور میں نے جبکو وہیں تسلیم کیا اُسکو بھی اللہ تعالےٰ مال و دولت دیا چنانچہ
کئی صاحبزادگان روضہ میں ہم مذہب ہم مشرب ہیں اور ناگور میں قاضی
اللہ بخش کا بھی ایسا ہی حال ہے ایک بار لوہدی سے دو کمانگر
یا چار آدمی اور میں بھی اُن کے ہمراہ تھے حضرت امیر المومنین کے ڈیرے
میں آئے سودا کمانیں اور بہت ترکش تیر ان کے پاس تھے اس وقت
حضرت دربار کو تشریف لے گئے تھے جب وہاں سے آئے کمانگروں سے ملاقات
ہوئی اُن کو دیکھنے بھیجا کہ قریب مولوی محمد حسن صاحب کے ڈیرے میں اتارا
وہ بہت دنوں وہاں رہے کچھ سودا اُن کا نہ بکا اور خرچ جو لائے تھے
ختم ہوگیا مولوی صاحب سے اُنھوں نے اپنی تنگ حالی اور سودا نہ بکنے
کا شکوہ کیا مولوی صاحب ممدوح نے یہ حال حضرت امیر المومنین سے کہا
آپ نے فرمایا کہ اُن سے کہو اگر وہ کمان سب کمانوں سے بہتر اور ایک ترکش

پھر ہم جسکو کہیں اسکو دیویں تو انشاء اللہ تعالی سب اسباب ان کا بک
جاویگا سوا اس کے کچھ اور بھی فتوح حاصل ہوگی مولوی صاحب موصوف
نے جاکر ان سے کہا وہ اس پر راضی ہوئے مولوی صاحب نے حضرت کو
اطلاع کی آپنے ایک شخص کو بھیجا انہوں نے ایک کمان اور ترکش مع تیر حوالہ
کیا راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے خدا جانے وہ کون شخص تھا ہم نے اسکو
نہ اول کہیں دیکھا اور نہ بعد اس کے کبھی ملاقات ہوئی القصہ بعد کئی دن کے
نواب صاحب حضور پرنور نے حضرت امیر المومنین کے پاس شیدی کریم بخش
اور سید علی خدمتگار کو بھیجا کہ آپ کے ڈیرے میں جو سوداگر اترے ہیں
ان کا اسباب ہمارے یہاں لاؤ ہم لیں گے راوی کہتا ہے مجھ کو حضرت امیر المومنین
مجکو ہمراہ لیکر حضور میں تشریف لیگئے نواب صاحب والا مناقب نے فرمایا کہ اسباب
اُنکا منگاؤ تب حضرت نے مجکو بھیجا میں نے وہ اسباب وہاں سے لاکر حاضر کیا
حضور پرنور نے ملاحظہ فرمایا اور قیمت پوچھی حضرت امیر المومنین نے کہا ہمکو اسکی
قیمت نہیں معلوم مگر وہ اسمیں ایک ایک کمان اور ترکش تیر کے بچا میں کا ہیں

روتے کہتے تھے یہ نہیں معلوم کہ یہ قسم اعلیٰ کی تعریف کرتے تھے یا ادنیٰ کی حضور پر نور نے
سب گھاوٴں اور زرکشتہ پیروں کو خوب دیکھکر اور دل میں تخمینہ کرکے فرمایا کہ
ان سے کہو کہ اگر ہزار اشرفی روپیہ پر راضی ہوں تو ہم یہ سب مال خریدتے ہیں
حضرت نے ذکر اُنسے کیا وہ بیچارے راضی خوش ہوگئے کہ اس سے کیا بہتر حضرت
نے جا کر نواب صاحب سے کہا کہ وہ لوگ راضی ہیں تب حضور پر نور نے فرمایا
کہ یہ لوگ بہت روز روں سے ہمارے لشکر میں آئے ہیں اور دیر یا بن اٹھائیں
پانسو روپئے ہماری طرف سے ان کو اور دو الغرض پندرہ سو روپئے اُن کو مالامال
ہوگئے اور حضرت امیر المومنین سے رخصت ہوکر اپنے شہر کو روانہ ہوئے
جب نواب مستطاب منصور نے ریاست تھانے پور بیر موجہ کشی کی اور لشکر
ظفر پیکر قریب سانگا نیر کے پہنچا اور وہاں ڈیرہ کرنے کا ارادہ کیا
اور نوبت نہ پہنچی موضع مخالف کی سانگانیر میں تھی دور سے دیکھا کہ لشکر جرار
نواب نامدار کا آ پہنچا نالی تو بیں سر کرنے لگے اور گولے لشکر میں
آنے لگے سب کو تردد ہوا کہ اب یہاں ڈیرہ کرنے کا موقع نہیں اور پیچھے

ہٹنے کو ہمت تقاضا کرتی ہے آخر الامر وہاں سے آگے بڑھے قریب جھیلے
کے پہنچے اس وقت وہاں ایک پہاڑی موتی ڈونگری مشہور ہے اُس پر ایک
ضرب توپ تیرہ سیری لگی تھی اس کا گولہ آنے لگا لوگوں نے کہا کہ یہ توپ
کسی طور بند ہو تو یہاں ڈیرہ ہو سکتا ہے آخر کار وہاں سے ایک ٹاپو
کا ٹیلہ جو سب سے بلند تھا اُس پر دو ضرب توپ لگا دیں اور حضور پرنور
نے خود بعض بعض پیچ توپوں کا پھیر پھار کر سامنے توپ مقابل کے کیا اور فرمایا
سر کرو پہلی توپ کا گولہ تو کچھ فرق سے لگا مگر دوسری توپ کا گولہ اُس کے
منہ پر لگا توپ چرخ سے گر پڑی لشکر میں شادیانہ بجایا سیٹی باوازت
وہاں ڈیرہ کیا اور نواب صاحب نامدار دولتمدار لشکر جرار لیکر آگے بڑھے
موتی ڈونگری کے قریب ڈیرے ایک نالہ تھا اس میں کئی ہزار کفار نابکار
چھپے تھے وہاں سے بھاگ کر موتی ڈونگری کے پاس کھڑے ہوئے اور حضور پرنور
مع لشکر نصرت رفتار نالے پر جا پہنچے اور عمر خاں رسالہ دار سے فرمایا کہ تم
اپنا مورچہ اس نالہ میں کرو رسالہ دار ممدوح نے اپنے دل میں پس و پیش کیا

کہ میرے ہمراہ سوار ہیں اور طرف تالے میں تمام پیادے ہیں دیکھا چاہئے
انجام کیونکر ہو اس سبب سے کچھ قدر سا کرنے لگے حضرت سید المجاہدین نے
حضور فیض گنجور سے عرض کی کہ مجکو ارشاد عالی ہو تو میں ہمراہ عمر خاں کے
رہوں حضور والا نے فرمایا کہ ہم تمکو اپنے ساتھ رکھیں گے یہاں ہرگز نہ
چھوڑیں گے تب حضرت سید المجاہدین نے عمر خاں رسالہ دار سے کہا کہ صاحب
اس وقت کفار سے مت ڈرو خدا کو یاد کرو کوئی لمحہ میں قریب انشاء اللہ
تعالیٰ تمہاری فتح اور کفار کی شکست ہے اور حضرت نواب والا جناب بھی
رسالہ دار موصوف کو بہت تسلی کی اور فوج پیادوں کی دی اور چند ضرب
توپ عنایت فرمائیں اور ستی ڈونگر کو داہنے طرف چھوڑ کر آگے بڑھے
اس عرصہ میں مخبروں نے خبر دی کہ جانچند سنگھ رسالہ دار راجہ کا قریب تین ہزار
سوار کے ماجی کے باغ کو لپیٹ دیے ہوئے پڑا ہے آگے چلکر جو دیکھا تو
سوار رسالہ دار مذکور کے نمودار ہوئے دیکھ لشکر کے لوگ گھبرائے کہ مقابلہ
بہت صعب پڑا ہے دیکھا چاہئے کیا ہو اس وقت حضرت سید المجاہدین جناب باری

میں با گریہ وزاری دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار تو نے مجھ سے اقرار کیا ہے
کہ جہاں کہیں کوئی سخت مشکل پیش آوے تو دعا کر تا میں قبول کروں گا الٰہی ہم
اسوقت سخت ناچار دعا جز ہیں سوا تیرے کوئی چارہ یا مددگار نہیں ہے ان
کافروں پر ہم کو غالب ومنصور کردیں جناب باری سے الہام ہوا کہ ہم نے
تیری دعا قبول فرمائی تو کئی آدمیوں کو لیکر چل ہم دشمنوں کا منہ پھیر دیں گے
اس وقت حضرت سید المجاہدین نے حضور پرنور سے کہا کہ میں آگے چلتا ہوں آپ
لشکر کو ہمراہ لئے ہوئے میرے پیچھے پیچھے کچھ فرق سے آویں حضور نے فرمایا
کہ آپ اس وقت تنہا ہرگز نہ جاویں حضرت نے ذرا نہ خیال کیا چھ سواروں سے
آگے بڑھے راوی اخبار صداقت شعار کہتا ہے کہ ان میں سے ایک میں تھا اور
دوسرے سید عبدالرزاق اور تیسرے شیخ محمد عارف اور چوتھے نصرت علی خاں امروہہ
والے اور پانچویں قمان خاں اور چھٹے قادر بخش دکھنی جب سوار دشمن قریب ایک گولے
کے مارے رہے تب بیت الٰہی سے چاند سنگھ رسالہ دار مع پیادہ وسوار ماجی کے باغ
میں گیا حضرت سید المجاہدین نے رومال ہلا کر اشارہ کیا آپ جلد فوج کو لئے ہوئے

آویں اس عرصہ میں حضرت ان چھہ سواروں کو لئے ہوئے قریب باغ
کے چھوڑ کر متہروولی کے کٹڑے کی طرف نکل گیا حضرت سید العابدین باغ کے
برج پر چڑھ کر رومال کے اشارہ سے حضور پر نور کو بلانے لگے اور اس وقت
چودہ پندرہ ضرب توپ پر دونوں طرف سے پڑتے تھے قریب باپنو توپ کے
اسطرف اور ہزار گیارہ سو ضرب توپ پر اس طرف اس عرصہ میں نواب
مستطاب معلی القاب باغ میں داخل ہو کر ایک مکان کے گوشہ پر چڑھ گئے
اور دوربین لگا کر طرف فوج مخالف کے دیکھنے لگے اور حضرت سید العابدین
برج سے اتر کر ایک آم کے درخت کے سایہ میں باغبان کے جھوپڑا
کے قریب بیس اکیس آدمیوں سے بیٹھے وہاں بہ نسبت اور جگہ کے زیادہ اثر تھا
ہر طرف توپوں کے گولے مانند اولے کے برابر پڑتے تھے اس عرصے میں اپنے لشکر
کا ایک آدمی قوم پٹھان آکر کچھ دور حضرت سے بیٹھا اور مخالفوں کو دشنام مغلظ
دینے لگا حضرت نے منع کیا کہ منہ سے فحش نہ بکو اس وقت جناب الٰہی سے
خیر چاہو اور دعا مانگو اس نے نہ مانا اور حضرت کو از روے طعن کے بہلا برا کہنے لگا

۵

کہ تم لوگ آخر کو ملا ہو ہتھیار باندھنے سے کیا ہوا اور ہم سپاہی زادے ہیں
اس عرصہ میں ایک گولا نزدیک اس شخص کے گرا کہ تمام گرد و غبار میں آلودہ
ہو گیا تب حضرت نے فرمایا کہ تو یہاں سے اٹھ جا کیوں بیہودہ باتوں سے سر
خالی کرتا ہے وہ وہاں سے چلا گیا کچھ دیر میں پھر آکر موجود ہوا اور اسی طرح
واہی تباہی بکنے لگا پھر ایک گولا اُسکے آگے گرا پھر حضرت نے اُسکو اٹھا دیا اسی
عرصے میں حاجی زین العابدین خاں وہاں تشریف لائے لوگوں نے اس شخص کا بیان
کیا کہ ایک آدمی ایسا بدزبان اور بیہودہ گو تھا اور اسطرح اس کے آگے دو بار
گولا گرا مگر خدا تعالےٰ نے خیر کی اس عرصے میں تیسرا کر پھر وہی شخص آکر حاضر ہوا
اور گالیاں بکنے لگا قدرت الٰہی سے پھر ایک گولا اُس کے آگے گرا پھر حضرت نے
فرمایا کہ اے عزیز تو بار بار آکر ہمکو کیوں ستاتا ہے خدا کیواسطے یہاں سے چلا جا
اور پھر نہ آ اُس نے کہا حضرت سلامت حق بات وہ یہ ہے کہ میں دو بار یہاں
اپنی شرارت سے آیا اور فحش بکا دونوں بار گولا میرے نزدیک گرا خدا نے
مجکو بچا لیا میں اپنے دل میں سمجھا کہ یہ بات بھید سے خالی نہیں ہے ۔

اور تغیرا کر پھر چلو اگر یہی واقعہ پیش آوے تو ایسی حرکت ناشائستہ سے توبہ کرنا
چاہیے سواب کی بار تغیرا کر پھر آیا میں اور پھر وہی حال ہوا سواب یا حضرت
آپکے آگے ہر ایک بُری بات سے توبہ کرتا ہوں اور جو کچھ مجھ سے آپکی خدمت
عالی میں بے ادبی اور گستاخی ہوئی مجکو للہ معاف کریں آپنے فرمایا ہم نے معاف
کیا اور اللہ تعالےٰ تمکو توفیق خیر عطا کرے اس گفتگو کے بعد کچھ دیر میں شام ہوئی
حضرت سید المجاہدین دوبارہ آدمیوں سے پھر اُسی برج پر تشریف لیگئے اور نماز مغرب
وہیں ادا کی بعد فراغ نماز کے لوگ آپسمیں کہنے لگے کہ آج اللہ تعالےٰ نے اپنے
فضل و کرم کیا ہے فتح ہمکو عنایت کی کہ چاند سنگھ باوجود اتنے سواروں کے
ہمارے مقابلہ سے ہٹ گیا اور بعضوں نے حضرت سید المجاہدین سے پوچھا
حضرت جو آپنے چھ سواروں سے پیش قدمی فرمائی اس کا کیا سبب آپنے
فرمایا جبسے آج ڈیروں پر سے کوچ ہوا تب سے میں جناب الٰہی میں اخلاص
ام متوجہ ہوا یہانتک کہ لشکر چاند سنگھ کا نمودار ہوا تب میں نے نہایت عاجزی
انکساری اور گریہ وزاری سے جناب باری میں دعا کی اللہ تعالےٰ نے فوج ہزیمت

فوج مخالف کو شکست فاحش دیکر مغلوب و مقہور کیا اور لشکر نصرت اثر ہمارے کو مظفر و منصور فرمایا آگے بڑھنے میرے کا باعث یہ تھا آخر الامر اس کے تیسرے یا چوتھے روز بعد ادائے نماز عصر حضرت سید المجاہدین اس برج پر بیٹھے تھے وہاں سے اٹھکر چھہ سات آدمیوں سے باہر لشکر کی طرف تشریف لیگئے کہ حاجت ضرور استنجے سے فارغ ہوکر نماز مغرب وہیں ادا کریں الغرض وہاں جاکر لوگ واسطے نماز مغرب کے وضو کرنے لگے قضارا وہاں دو فاختہ آپس میں لڑنے لگیں حضرت سید المجاہدین نے فرمایا کہ یہ دونوں فاختہ لڑتی ہیں اگر میں نے ان دونوں کو پکڑا اور ہیبون کر کیا لیا تو نواب صاحب کی فتح اور راجہ کی شکست ہوگی اور جو ایک ملی اور دوسری اڑگئی تو دونوں میں مصالحہ ہوگا لوگوں نے کہا کہ آپ خلاف قیاس باتیں فرماتے ہیں اُن کے پکڑنے اور فتح و شکست سے کیا نسبت آپنے فرمایا اس بات کو یاد رکھو کہ یہ اس طور سے معاملہ ہے اور آپنے جیبٹ کر منیر و تمام سے آن دونوں فاختہ پر ہاتھ ڈالا قضارا ایک اڑگئی اور ایک ہاتھہ آئی آپنے شاید ازار بند سے چاقو نکالکر اُس کو ذبح کیا اور حقائق

آگ لگا کر اسی جگہ لگا دی پھر میں سمیٹ کر بیٹھا اور کہا لیا اور فرمایا کہ انشاء اللہ

تعالے اب ضرور نواب صاحب اور راجہ کے درمیان مصالحہ ہوگا پھر وہاں

سے اپنے ڈیرے پر تشریف لائے اور معاملہ کئی لاکھ زرنقد پر ہوا لشکر نے وہاں سے

کوچ کیا تب لوگوں کو یقین ہوا کہ جو کچھ حضرت امیرالمومنین سیدالمجاہدین

فرماتے تھے ویسا ہی ہوا راوی اخبار صداقت شعار کہتا ہے کہ اس قصہ کو کئی

بار اکثر لوگوں کے سامنے قصبہ رائے بریلی تکیے پر حضرت سیدالمجاہدین نے فرمایا

اور واسطے صداقت کے مجکو گواہ کیا کہ جس کو باور نہ ہو دین محمد سے دریافت کرے

اس حال سے یہ واقف ہے جب نواب مستطاب معلیٰ القاب مرحوم و مغفور

ریاست جودھپور کو اپنا لشکر فیروزی اتر گئے اور وہاں کا مدارالمہام نام جو

نامتنہ اندراج تہا مقتول ہوا فوج ظفر موج نے وہاں چند مقام کئے فاتوں

لائے نامتنہ مذکور کے نواب نامدار دولت مدار سے عرض کی کہ جو حضور فیض گنجور

نے مجکو تین لاکہ روپے اس کے قتل پر انعام دینے فرمائے تھے سو عنایت ہوں

حضور پر نور السرور نے فرمایا کہ ایک لاکہ روپے ابھی لیلو اور باقی دو لاکہ

جب کسی سے کچھ فتوح حاصل ہوگا ہم دو نیگے انہوں نے کسی طرح نہ مانا اور

نہایت تنگ کیا کہ ہم تو ابھی لیں گے اور اگر نہ دوگے تو ہم آپکو پکڑ کر

انگریزوں کو سپرد کردیں گے یہ گفتار ناہموار نواب نامدار کو نہایت

ناگوار معلوم ہوئی ان غداروں نابکاروں کو بہت سخت سست کہا کہ بڑے

نمکحرام و بیوفا ہو میرے ہی سبب سے تم سب یہ عیش و آرام کرتے ہو اور میرے

ایسے بدخواہ و ناسپاس ہو کر انگریزوں کو مجکو پکڑ دوگے خیر تم سے خدا سمجھے انشاءاللہ

تعالی میری پلاؤ کی رکابی کہیں نہیں گئی مگر تم کو بھیک مانگے نہیں ملیگی آخرالامر کہ

رنج و اندوہ میں چند سوار ہمراہ لیکر وہاں سے رات کو نکے سے کوچ کردیا

چلتے چلتے دوری کوری پر آکر ڈیرہ کیا اور بہت روز وہاں مقام رہا دانہ گہاس

وغیرہ کا وہاں بہت تکلیف ہوئی اکثر لوگوں نے حضور فیض گنجور سے عرض کیا

کہ یہاں سے کوچ فرمائیے لشکر تباہ ہوتا ہے حضور ممدوح پر فتوح نے کچھ

جواب نہ دیا تب یاروں آشناؤں نے حضرت سیدالمجاہدین سے کہا کہ آپ ہی

اس امر میں حضور نامدار سے کہیں تب حضرت نے یہی کہا کہ اللہ تعالی نے اتنے

اپنے بندوں کو آپکے مطیع فرمان کئے ہیں اور انکو یہاں کہانے پینے دانے گہاس کی
نہایت تکلیف ہوتی ہے مصلحت وقت یہی ہے کہ آپ یہاں سے کوچ کریں مجکو
خوف معلوم ہوتا ہے کہ کچھہ آفت الہی یہاں نازل ہو حضور کامگار نے پہلے
کچھہ خیال نہ کیا قضارا رات کو خواب دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے اس میں
سیکڑوں ہزاروں جانور پرند اور اُن کے انڈے بچے ہیں اور مارے بھوک پیاس
کے شور غل مچا رہے ہیں کوئی کوئی جانور کسی کسی بچے کو کچھہ کھلاتا ہے اس
عرصہ میں جگب پڑے آنکھہ کھل گئی دلکو تشویش ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے صبح کو بعد
برخاست ہونے دربار کے میاں محمد چوبدار کو بھیجکر حضرت سید المجاہدین کو بلایا اور
اپنا خواب بیان فرمایا آپنے ارشاد کیا کہ میں نے حضور عالی میں پہلے ہی عرض کیا
تھا کہ یہاں سے کوچ کیجئے یہاں خلق کو تکلیف بہت ہے سو یہی حال اللہ تعالی
جلشانہ نے آپ کو خواب میں دکہا کر آگاہ کر دیا نمونہ یہ عنایت الہی کا ہے
مناسب یہ ہے کہ اس وقت یہاں سے کوچ ہو حضور پر نور نے فرمایا اگر ارشاد ہو
اسی وقت کوچ کریں یا موافق ہمراہ مجکو یہاں سے کوچ ہو آپنے فرمایا کہ آدمی

کہ ہمیشہ لشکر میں خبر کرادو کہ صبح کو کوچ ہے لوگ آج ہی اپنی تیاری کر
رکھیں گویا آج ہی سے کوچ ہوا حضور عالی بہت خوش ہوئے اور موافق
فرمانے حضرت کے عمل میں لائے اور ارشاد کیا کہ حضرت ہمارے حق میں
دعا خیر کریں آپنے دعا کی پھر صبح کو وہاں سے کوچ ہوا

ایک بار ملک ناندوار میں ایک جگہ سے لشکر کا کوچ ہوا چلتے چلتے
قریب ایک بستی کے مقام کیا حضرت امیر المومنین سید المجاہدین نے فرمایا کہ یہاں
ڈیرے کچھ فرق سے کھڑے کرو گھوڑے ٹٹوؤن کو تکلیف نہ ہو لوگوں نے کہا
ڈیرے دور دور کھڑے کرنے سے کیا فائدہ ایک رات بہر صورت گزر جاویگی
آخر صبح کو پھر کوچ ہوگا حضرت نے فرمایا کہ خدا سے امید قوی ہے کہ یہاں کچھ روز
مقام ہوگا لوگوں نے پوچھا کہ آپنے حضور پرنور سے سنا ہے کہ یہاں مقام ہوگا
آپنے فرمایا کہ نہیں مگر خدا چاہیگا یونہیں ہوگا آخر الامر اپنے لوگوں نے موافق
فرمان واجب الاذعان حضرت کے ڈیرے کھڑے کیے کہ گروہ سپاہ نے
اس بستی کو کہ جسکے قریب اترے تھے لوٹنا شروع کیا ہزاروں من غلہ مرتبہ

اور باجرا وغیرہ باندھ لائے اور ایک ٹکا گٹھڑی لشکر میں بیچنا شروع کر دیا
مگر لوگ لیوے سب کو یقین تھا کہ ہیچ کو توجہ ہوگا حضرت امیرالمومنین سید المجاہدین
نے سید عبدالرزاق صاحب سے فرمایا کہ آٹھ دس روپیہ توڑا کر ٹکا گٹھڑی غلہ
بکتا ہے خرید کر لو سید موصوف نے کہا غلہ لینا کیا ضرور کچھ یہاں رہنا ہیں
حضرت نے فرمایا خیر مول لیلو اگر رہنا ہوگا تو اپنے کام آئیگا اور نہیں تو
یہاں کے غربا کے کام آئیگا تب انہوں نے کہا اگر خریدیں تو رکھیں کہاں حضرت
نے فرمایا کہ ایسے ریگستان میں بالو نکالکر بڑے بڑے دو حوض سے کھود لو ایک
میں مونٹھ ایک میں باجرا بھر دو انہوں نے ویسا ہی کیا اتفاقاً وہاں پر قریب
ایک ایک مہینہ کے رہنا ہوا اور دانہ گھاس کی گرانی ہونے لگی یہاں تک کہ
دس سیر کا غلہ ہو گیا تب حضرت امیرالمومنین سید المجاہدین نے لشکر کے اکثر
لوگوں سے فرمایا کہ غلہ ہمارا خرچ کرو اور کہیں گراں مت خریدو القصہ لوگ
اسی غلہ سے خرچ کرنے لگے یہاں تک کہ جس روز لشکر کا کوچ ہوگا اور
بچ رہا جس کو حاجت تھی اُس نے باندھ لیا اور باقی وہیں چھوڑ دیا اگلے

مقام پر جاکر لوگوں نے حضرت سید المجاہدین سے پوچھا کہ آپنے جو غلہ خریدا تھا
جو ہم لوگوں نے خرچ کیا وہاں رہنا اتنے روز رہا کیا آپ کو معلوم تھا
آپنے فرمایا ہاں اللہ تعالے نے اس حال سے مجھکو پہلے ہی آگاہ کردیا تھا
کہ یہاں یہ واقعہ گذریگا ایک بار لشکر جرار نواب نامدار کا ضلع گرگر
میں قریب موضع ٹھٹھوڑا کے پہنچا حضرت امیر المومنین سید المجاہدین کو جناب الہٰی سے
الہام ہوا کہ اس موضع کا جو رئیس ہے اُس کے دو بیٹے ہیں ایک اُن میں جو
چھوٹا ہے اُسکی ہدایت ہم نے تیرے اوپر موقوف رکھی ہے آپنے جناب باری
میں باگریہ وزاری عرض کی کہ اے معبود برحق و اے ہادی مطلق میں اس سے
واقف نہیں اور نہ وہ مجھ سے آگاہ کیونکر میری اس سے ملاقات ہوگی جناب
الہٰی سے ارشاد ہوا کہ تو اس امر میں اپنی خاطر جمع رکھ ہم آپ اسکو
تیرے پاس پہنچادینگے آخر الامر اس موضع کا معاملہ دس ہزار روپیہ جو بہی
پر ہوا وہاں کے وکیل نے پانچ ہزار روپئے تو نقد لاکر حاضر کئے اور باقی پانچ
ہزار کا وعدہ کیا کہ ایک مہینہ میں بلا عذر دے جائینگے حضور پرنور نے

فرمایا کہ ہمارے لشکر کا یہاں سے کوچ ہے خدا جانے کہاں جاویں پھر یہ باقی روپئے
کون تم سے لینے آویگا مگر یہاں کا رئیس اپنا بیٹا ہم کو اول میں دیوے تو تو
منظور ہے والا ہم نہ مانیں گے وکیل مذکور نے بلا انکار اول دینے کا اقرار
کیا اور وہاں سے رخصت ہوا قریب چار پہر کے گزرے اول منظر رہے بعدہ
پچاس سوار جرار اول لانے کو بھیجے اُن میں حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
بھی تشریف لیگئے جب اس رئیس کے مکان پر پہنچے اور دربار میں داخل ہوے اور رئیس
کے سامنے سب سوار جا بیٹھے اور اول کی درخواست کی اُس کے دونوں بیٹے بھی
وہیں دربار میں موجود تھے ان کی طرف اشارہ کیا کہ ان میں سے جسکو چاہو لیجاؤ
سواروں نے کہا کہ ہمکو کیونکر یقین ہو کہ یہ تو تمہارے بیٹے ہیں شاید کوئی اور
ہوں حضرت سید المجاہدین نے فرمایا کہ یہ رئیس اشراف ہے خلاف نہ کہے گا
یہ دونوں بیٹے اسی کے ہوں گے انہیں سے ایک کو لیجاؤ سب نے کہا ہم بڑے
بیٹے کو لیجاینگے رئیس نے کہا آپ تشریف لیجاویں ہم اس کو آج چار گھڑی رات
گئے آپکے لشکر میں پہنچا دینگے یہ سنکر سوار اپنے لشکر میں آئے انہوں نے

سو رقم اپنے اقرار کے رات کو پہنچا دیا صبح کو نشست کرنے بعد مہینے کے اس رئیس کا وکیل
آیا اور پانچ ہزار روپے دیکر اپنے اصل کو لیگیا اور وہ چھوٹا بیٹا جسکے واسطے ہدایت
کے جناب الہیٰ سے الہام ہوا تھا اس کا احوال جیرال اس طرح پر تھا کہ اکثر رات
کو خواب میں نماز پڑھتا دیکھتا کہیں بتوں کو توڑتا اور ذلیل کرتا دیکھتا جب
بیدار ہوتا اپنے باپ چچا وغیرہ سے بیان کرتا کہ ایسا ایسا خیال خواب میں
دیکھتا ہوں وہ لوگ برہمنوں پنڈتوں سے پوچھنے لگے کہ یہ لڑکا ایسے ایسے خواب
مستوحش خلاف اپنے دین و آئین کے دیکھتا ہے اسکا انجام کیا ہوگا وہ سنکر خاموش
ہوتے کہ یہ مسلمانوں کا معاملہ دیکھتا ہے دیکھا چاہئے آخر کو کیا ہو اور اسکو
نہلا دھلا کر ٹھاکر دوارے میں لیجاتے اور بتوں کے آگے سجدہ کراتے اور بتوں کی پرستش
پر رغبت دلاتے کہ اس کا عقیدہ دین دھرم پر مستحکم رہے مگر اُس کے دل
سے بتوں کی بزرگی و عظمت جیسا کہ ہندوؤں کے نزدیک ہے مطلق جاتی رہی
اُن کی پرستش محض لغو اور بیہودہ جاننا جیسے نادان لڑکوں کا کھیل اور دین اسلام کی
طرف روز بروز اس کا مائل ہوتا اور اس کا لگنا واسطے طلب ہدایت کے

اس طور سے ہوا کہ جس بستی میں یہ شخص رہتا تھا یہاں کے لوگوں سے اور شاہ پورا
والوں سے ہمیشہ قصہ قضیہ رہتا تھا مگر کبھی شاہ پوری والے ان پر غلبہ نہیں پاتے
تھے ایک بار لشکر شاہ پوری والے کا آکر اپنی سرحد پر اترا اس بستی والے غافل
تھے رات کو دھوکا دیکر اس بستی کا محاصرہ کر لیا یہاں والوں نے اپنے اہل و عیال
کو بستی کے ایک ناکے سے نکال کر اپنی دوسری بستی میں گئے جمع کر ان سے اور
شاہ پوری والوں سے جدال و قتال ہوا آخر الامر شاہ پوری والوں کو مار لیا
یہاں تک کہ ان کے کئی گاؤں لوٹ لئے بعد فتح لڑائی کے سب بھائی بیٹے اس شخص
منصور و مظفر کے جمع ہوئے آپس میں صلاح و مشورہ کر کے سب اہل و عیال اپنے
اپنے اس بستی سے جس میں گئے تھے بلائے اور اپنے اس چھوٹے بیٹے کو جس کا بیان
بیان ہو چکا ہے پچاس پیادے اور دس سوار ہمراہ کر کے نسبت شگفتہ بہار کے
پاس جو ڈھکر شہر کا کوٹے والے کی طرف سے بلہ کے پرگنہ میں ان دنوں
وارد تھا بھیجا تاکہ شاہ پوری والوں کو معلوم ہو کہ جیسا ان کا چچا اول کوٹے
والے کے یہاں پیش تھا اب انہوں نے وہیں آمد و رفت شروع کی اس سبب سے

کر شاہ پوری والے ہماری بستی پر پھر فوج کشی نہ کریں گے القصہ بسنت سنگھ مذکور
کے پاس کچھ روز وہ نوکر رہا بسنت سنگھ نے کوٹے میں موتی سنگھ کو لکھا کہ فلانے
فلانے کا بیٹا اتنے دنوں سے ہمارے پاس آیا ہے موتی سنگھ مذکور نے اس کے
جواب میں بسنت سنگھ موصوف کو لکھا کہ اس شخص کے چچا نے ہمارے یہاں
بہت نمک حلالی کی ہے اس کو ہمارے یہاں بھیج دو سرکار سے اسکی بخوبی
پرورش اور خاطر داری ہوگی موافق فرمانے کے بسنت سنگھ نے اس لڑکے کو
موتی سنگھ کے پاس بھیج دیا موتی سنگھ نے کہا جس مکان پر ان کا چچا رہا کرتا
تھا سورج پول دروازے کو دو سال میں وہیں انکو اتارا اور سات روپئے خرچ کے
مقرر کردئے اور حویلی اور دیوانی وغیرہ میں خلعت اور انعام دینے کا وعدہ کیا چنانچہ
دوبار خلعت ملی بھی مگر طبیعت اسکی جبتک وہاں رہا پریشان و پراگندہ رہی
آخر الامر ایک روز ایک گھوڑی پر سوار ہوکر ایک سائیس کو ساتھ لیکر
بے اجازت و بے رخصت موتی سنگھ کے وہاں سے سیر و شکار کے بہانہ
چلا گیا جاتے جاتے ماندری میں ہوکر ہلکر کا لشکر رام پوری میں تھا وہاں پہنچا

چند روز ادھر ادھر لشکر کی خوب سیر کی لیکن انتشار طبیعت کا دور نہ ہوا
وہاں سے ہمراہ لشکر مذکور کے یاہ پوری میں آیا وہاں لشکر ظفر پیکر نواب
مستطاب مرحوم مغفور کا اترا ہوا تھا اس میں آمد رفت شروع کی مگر کہیں
طبیعت کو تسکین و قرار نہ ہوتا بتقدیر الٰہی سے ایک روز سیر کرتے ہوئے حضرت
امیر المومنین سید المجاہدین کے ڈیرے کے قریب آیا لوگوں نے پوچھا تم کہاں سے
آئے ہو اور مطلب کیا ہے اس نے کچھ بیان کیا اس عرصے میں حضرت
سید المجاہدین (~~ڈیرے کے قریب آیا~~) بھی اپنے خیمہ سے وہاں تشریف
فرما ہوئے اور کہلایا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی ہدایت کے واسطے جناب الٰہی سے
مجھکو الہام ہوا تھا اور فرمایا کہ اس سوار کو بٹھاؤ وہاں ایک ٹاٹ بچھا تھا اس پر
بٹھایا حضرت بھی آکر وہاں بیٹھے اور احوال پوچھنا شروع کیا اس نے کچھ کچھ اپنا
حال کہا بعد کچھ دیر کے رخصت چاہی آپنے فرمایا پھر کسی روز ہمارے یہاں آنا
وہ شخص آپکے اخلاق حمیدہ اور اشفاق پسندیدہ سے بہت راضی ہوا اور کہا کہ پھر
کسی وقت حاضر ہونگا صبح کو پھر آیا اور گھوڑا سائیس کو پکڑا کر آپ حضرت کے نزدیک

بیٹھا اور اپنے اگلے خوابوں کا بیان کیا جن کا آگے مذکور ہو چکا ہے حضرت کو
معلوم ہوا کہ یہ شخص طرف دین اسلام کے مائل ہے آپنے بھی دین اسلام کے
فضائل بیان کرنے شروع کئے وہ شخص بہت خوش ہوا اور کہا اب تو جاتا ہوں
کسی وقت پھر حاضر ہونگا حضرت سید المجاہدین نے سید عبدالرزاق صاحب سے
فرمایا کہ تم ان کو ڈیرے پر پہنچا آؤ سید ممدوح اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے
ساتھ ہوئے رستہ میں سید عبدالرزاق صاحب سے اپنا حال اور ارادہ سب
مفصل بیان کیا اور ڈیرے پر جا کر کچھ بازار سے شیرینی منگائی اور ہمراہ سید
موصوف کے کھائی اور وقت رخصت سید مذکور سے کہا کہ میں صبح کو آپ کے
یہاں آؤنگا اسی طرح نے کئے روز بلاناغہ آمدورفت رکھی پھر دو تین روز اتفاق
جانے کا نہ پڑا القصہ حضرت سید المجاہدین نے سید عبدالرزاق کو اس کے بلانے
کو بھیجا جب سید ممدوح اس کے ڈیرے پر گئے وہ سید صاحب کو ہمراہ لئے
ہوئے بازار میں گیا کئی سو روپیہ کی اشرفیاں پاس تھیں ان کو خورده کرا کر
وہیں سے فقیروں محتاجوں کو دینا شروع کیا سید موصوف نے ہر چند منع کیا

کہ یہ روتے نے ضرورت کیوں صرف کرتے ہو اُس نے نہ مانا اور کہا کہ میں یہ

روتے ایک بھی اپنے پاس نہ رکھونگا پھر اپنے ڈیرے پر آیا نائی کو بلاکر

بال منڈوائے اور وہاں بھی کچھ اسباب اپنا لوگوں کو تقسیم کر دیا پھر سوار ہوکر

سید عبدالرزاق صاحب پاس چلا رستے میں ایک نالہ تھا اُسمیں غسل کیا

پھر وہاں سے حضرت سید المجاہدین کی خدمت میں جاکر حاضر ہوا دیر تک حضرت

سے کچھ باتیں کرتا رہا حضرت نے فرمایا کہ اب دیر کیوں کرتے ہو کار خیر میں

تاخیر نہ چاہئے اُس نے کہا میں حاضر ہوں جو ارشاد ہو بجالاؤں آپ

نے کلمہ طیبہ پڑھا اور ایک کٹورا پانی منگایا پہلے آپ پیا پھر اُسے پلایا بعد اُسکے

سر برہنہ ہوکر جناب الٰہی میں دعا کی پھر ایک فقیر کھیرا بادی وہاں حاضر تھا

اس سے کچھ پیسے دیکر بازار سے روٹی اور گوشت اور کچھ کباب منگائے اور اس

شخص کو اور فقیر کو بھی اپنے ساتھ کہلایا اور وقت کہانے کے حضرت فرماتے تھے

کہ یہ گوشت گائے کا ہے وہ شخص نے کراہیت طبیعت کے خوشی میں تعریفیں کرکر

کہاتا تھا بعد کہانے کے وہیں حاضر رہا یہ خبر لشکر میں مشہور ہوئی کہ ایک شخص ایسا

ایسا آج سید المجاہدین کے ڈیرے میں مسلمان ہوا آخر لوگ ملاقات کرانے لگے
کوئی مصافحہ کرتا ہے کوئی معانقہ کرتا ہے یہ خبر رفتہ رفتہ حضور پر نور مرحوم مغفور
کو پہنچی کہ ایک کہیں کا سوار آج حضرت سید المجاہدین کے ڈیرے میں مسلمان ہوا ہے
چوبدار بھیجکر بلا بھیجا حضرت سید المجاہدین اپنے ساتھ لیگئے حضور سے مصافحہ کرایا۔
پھر وہاں سے اپنے ڈیرے پر لائے اور لوگوں سے فرمایا کہ ہم اس لڑکے کو
اپنے بیٹے کی طرح رکھیں گے پھر بعد پندرہ بیس روز جو اپنے ہمراہی کوئی میں چھوڑ
چھوڑ گیا تھا ان میں سے تین سوار اسکی تلاش کرتے ہوئے آئے جب قریب
ڈیرے کے پہنچے تب اس نے دیکھا اور ڈر گیا کہ خدا خیر کرے کہیں مجھکو دیکھ نہ
لیویں اور گھبرا کر حضرت سے کہا کہ وہ تین سوار میری تلاش میں پڑے ہیں ایسا میں
کہاں چھپوں حضرت نے فرمایا کچھ اندیشہ نہ کرو اللہ تعالے مددگار ہے کوئی تمکو
نہ دیکھیگا اور نہ پاویگا اور آپ ڈیرے سے نکلکر باہر کھڑے ہوئے وہ تینوں
جاسوس مایوس ہوکر چلے گئے اور یہ شخص حضرت امیر المومنین سید المجاہدین کی خدمت
میں رہنے لگا راوی اخبار صداقت شعار کہتا ہے کہ وہ شخص میں ہوں اور یہ

تمام سرگذشت میری ہے   جب فوج کشی نواب مستطاب معلی القاب کا

ما دہو راج پوری پر ہوئی اور سپاہ نے گرد شہر پناہ کے مورچہ بندی کی اور

قریب خندق شہر کے سلامت کوچے کھڑے تھے ایک روز بعد نماز عصر کے حضرت

امیر المومنین سید المجاہدین سلامت کوچے کو تشریف لئے جاتے تھے تقدیر الہٰی سے

ایک گولا توپ مخالفین کا آیا اور آپکے سینہ مبارک پر لگا مگر بسبب محافظت

الہٰی کے کچھ اثر نہ ہوا اس وقت چند رفیق شفیق آپکے حاضر تھے اُن میں سے

عثمان خاں جو گنج پوری کے نواب زادوں میں سے تھے عرض کی کہ حضرت بڑا

تعجب ہے کہ آپکے گولا لگا اور کچھ اثر نہ ہوا یہ کیا سبب ہے کیا اس کا کچھ عمل ہے

جسکی برکت سے بچ گئے آپنے فرمایا بہا صاحب کچھ تو کچھ عمل اس کا یاد

نہیں مگر خدا ئے تعالے نے اپنی قدرت سے بچا لیا پھر جب وہاں سے اپنے ڈیرے

میں تشریف لے گئے صبح کو پھر لوگ جمع ہوئے اور اسی گولا لگنے کا ذکر چھیڑا تب حضرت

نے فرمایا کہ اللہ تعالے جل شانہٗ کی طرف سے مجھکو اس امر میں کہ میں یہاں کسی

صدمہ سے اور کسی بیماری سے نہ مرونگا میری شہادت اللہ جل شانہٗ نے جہاد فی سبیل اللہ

میں لکھی ہے میں کفار سے جہاد کروں گا وہاں شہید ہونگا جدال و قتال کا گرم
ہوا ناگہاں حضرت کے ساق پا میں گولی لگی زخمی ہوئے بعد چند روز کے شافی
مطلق و حکیم برحق نے شفائے کامل عطا فرمائی اور مورچے لشکر کے اسی طرح بدستور
تھے آخر الامر لشکر کے عاقلوں نے تدبیر کر کے سرنگ کھودنا شروع کیا چند روز
میں سرنگ درست ہوا آگ لگانے کی دیر تھی اس درمیان میں فرنگی کی طرف سے
شتر سوار فرمان انگریزی کا لیکر حضور پرنور کے پاس آیا دیکھتے ہی اس کو وہاں
حضور وہاں سے سوار ہو کر ڈیرے پر تشریف لائے اور مضمون فرمان کا اپنے سب
مصاحبوں کو پڑھ کر سنایا اور نہایت طبیعت کو رنج و الم ہوا آخر الامر فرنگی
سے ملنے کی صلاح ٹھہری حضرت سید المومنین و امام المجاہدین نے ہر چند فہمائش
کی اور منع کیا کہ حضور پرنور کفار لعینوں سے نہ ملیں بلکہ نصرت خدائے تعالےٰ
آپکے ساتھ ہے اگر آپ کو فتح ہوئی فہو المراد وگر شہید ہوئے تو بھی بہتر
مگر ان سے ملنا اور مصافحہ کرنا بہت برا ہے تو نواب نامدار و تمدار نے فرمایا
کہ حضرت میں بھی یہی چاہتا ہوں مگر ناچار کیا کروں لشکر ساتھ نہیں دیتا

تمام لوگ خود غرض آپس میں اتفاق ہیں اس وقت ملنا ہی مناسب ہے اُن سے
دس پانچ لاکھ روپے لیکر جیسے مہاراج ملکر نے ئے اور پہر بدل گیا پہر ساز و
سامان لشکر کا درست کر کے لڑینگے حضرت فرمایا بعد مصالحہ کرنے کے آپ سے
کچھ نہ ہوسکیگا حضور کے خیال شریف میں اس وقت سوا ملنے کے کچھ بھی نہ آیا
اور تیاری ملنے کی کرنے لگے حضرت نے فرمایا اگر آپ لفا بلی سے ملنے کو جاتے ہیں
حضور سے میں رخصت ہوں حضور نے بہتیرا سمجھایا حضرت نے نہ مانا چند آدمی ہمراہ
لیکر وہاں سے بے پور کو چلے گئے ادہر حضور پر نور کوچ کر کے ملنے کو چلے جب
موضع بنوا میں جاکر دیرہ کیا راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ میں وہاں
سے حضرت سید المجاہدین کی خدمت میں گیا اور سارا احوال حضور پر نور کا بیان کیا
جب فجر ہوئی حضرت نے مجھکو رخصت کیا اور کہا جب نواب صاحب فرنگی سے
ملیں تو اس طرف چلے نا آخر الامر میں وہاں سے شام کو آپنے لشکر میں آیا قریب
آدہی رات کے حضرت سید المجاہدین بھی آکر موجود ہوئے اس وقت حضور کو خبر ہوئی
صبح کی نماز میں مسجد تشریف لائے وہاں حضرت سے ملاقات کی اور حضرت کا ہاتھ پکڑے

باتیں کرتے ہوے میرے ڈیرے میں تشریف لائے حضرت امیرالمومنین سیدالمجاہدین
نے کہا نواب صاحب ابھی کچھہ نہیں گیا اختیار باقی ہے اب یہی آپکی فہمائش کو آیا ہوں
اگر میرا کہنا مانو تو ان کافروں سے لڑو اور ہرگز نہ ملو بعد ملنے کے آپ سے
کچھہ نہ ہوسکیگا یہ کفار بڑے دغاباز و مکار ہیں کچھہ آپکے واسطے جاگیر یا تنخواہ
وغیرہ مقرر کرکے کہیں بٹھا دینگے کہ روٹیاں کہایا کیجئے پھر یہ بات ہاتھہ سے جاتی رہیگی
نواب نامدار دولت مدار نے پھر وہی جواب دیا کہ میں لڑکر عہدہ برآ نہونگا اسوقت
ملنا ہی مناسب ہے آخرالامر سیدالمجاہدین نے کہا کہ خیر آپ مختار ہیں میں آپ سے رخصت
ہوتا ہوں اور مجھہ سے فرمایا کہ دین محمد میں آگے چلتا ہوں تو میرے پیچھے سے چلے آنا
آخرالامر جب رانوال میں حضور پرنور اور فرنگی سے ملاقات ہوئی میں چند لوگوں کو
ساتھہ لیکر وہاں سے جے پور میں حضرت سیدالمجاہدین کے پاس آیا آپنے نواب صاحب
کا حال پوچھا کہ کیونکر فرنگی سے ملاقات ہوئی میں نے جو کچھہ دیکھا تھا عرض کیا پھر وہاں
جے پور میں آپنے مقام کیا اور لشکر حضور کا اپنی جگہہ پر رہا ایک روز حضرت لشکر میں
پھر تشریف لائے جس کسی سے کچھہ لینا دینا تہا لیا دیا اور نواب صاحب سے ملاقات

کا حضور پیر نور بیت آ یدیدہ ہوئے کہ حضرت جو کچھ تقدیر میں تھا وہی ہوا حکم الٰہی
سے چارہ نہیں آپ اگر دہلی کو جاتے ہیں تو صاحبزادہ محمد نور پیر خاں کے ہمراہ جائے
آپنے قبول کیا پھر کئی دن کے بعد ایک نیاز نامہ حضرت خاتم المحدثین مولانا شاہ
عبدالعزیز کو لکھا کہ یہ خاکسار سراپا انکسار حضرت کی قدمبوسی میں عنقریب حاضر
ہوتا ہے یہاں لشکر کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا نواب صاحب فرنگی سے
ملگئے اب یہاں رہنے کی کوئی صورت نہیں آخرالامر حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
وہاں سے ہمراہ صاحبزادہ ممدوح پر فتوح کے بلدہ مراد شاہجہان آباد میں تشریف
لیگئے صاحبزادہ موصوف تو قاضی کے حوض بلند بیگ خاں کے مکان میں اترے اور
حضرت سید المجاہدین اجمیری دروازہ کی سرا میں آئے رات کو وہیں رہے صبح کو نہا دھو
پوشاک بدل کر واسطے ملاقات حضرت خاتم المحدثین پیر و مرشد کے تشریف لیگئے
اور ملاقات مسرت آیات سے شرف یاب ہوئے اور کچھ روپئے نذر دئے آپ
نے قبول کئے پھر جو کچھ خاتم المحدثین نے حال لشکر ظفر پیکر کا استفسار کیا جناب
سید المجاہدین نے مشروحاً اظہار کیا بعد اس کے خاتم المحدثین نے فرمایا کہ قبل آنے

نہارہے کہ میں نے ایک رات کو خواب دیکھا کہ گویا حضرت سرور کائنات مفخر موجودات
علیہ افضل الصلوات والتسلیمات یہاں کی جامع مسجد میں تشریف فرما ہیں اور خلائق
بےشمار ہر گوشہ و کنار سے واسطے دیدار فرحت آثار اس سید ابرار رسول مختار کے
چلی آتی ہے پہلے سب کے دست بوسی سے میں مشرف یاب ہوا اس وقت اس خیر الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک میں ایک عصا ہے مجھہ خاکسار سے ارشاد فرمایا
کہ اے عبدالعزیز یہ عصا لے اور دروازہ مسجد پر بیٹھ آدمیوں کے گروہ مور و ملخ
کے سے انبوہ ہر جانب و اطراف سے واسطے زیارت ہماری کے آتے ہیں ہر کسی
کا حال حیرتاں ہم سے عرض کیا کر جسکو ہماری طرف سے اجازت ہو آنے دے
سو میں فرمان واجب الاذعان اس شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین کا بجا لایا ہے میں
ہر شخص کا حال جاکر عرض کرتا جسکو اجازت ہوتی اسکو لاکر حاضر کرتا اور باقی سبکو
روکتا ہوں بعد اس کے آنکھ کھل گئی میں جگ پڑا صبح کو واسطے ملاقات مسرت آیات
حضرت شاہ غلام علی صاحب کے جو خلیفہ حضرت مرزا جان جاناں کے ہیں گیا اور اس خواب
ہدایت انتساب کو بیان کیا اور اسکی تعبیر چاہی شاہ صاحب ممدوح پر فتوح

فرمانے لگے کہ طرفہ ماجرا ہے کہ آپ تو یوسف زمانہ اور ابن سیرین دوراں ہیں
اور تعبیر مجھسے پوچھتے ہیں میں نے کہا یہ آپ اپنے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ
بیان فرماتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ اس خواب باصواب کی تعبیر آپ کی زبان
فیض ترجمان سے سنوں شاہ صاحب موصوف ایک لحظہ سرگریبان تفکر ہیں
لگے بعد اس کے شادمان و فرحاں فرمانے لگے کہ صاحب میری رائے ناقص میں
تو یوں آتا ہے کہ زیارت جناب مستطاب خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اگرچہ
وقت وفات حضرت سید حسن رسول نما کے سے کم و بیش ڈیڑھ سو برس گذرے موقوف
ہے شاید کہ ہدایت بدایت وارشاد کا آپ کے یا آپ کے کسی مرید رشید کے
ہاتھ سے مفتوح ہو میں نے عرض کی کہ اس خاکسار ذرہ بیمقدار نے بھی تعبیر اس کا
اپنے دل میں سوچا تھا مگر واسطے اطمینان طبیعت اور تسکین دل اپنے کے اس امر کو
آپ کی خدمت فیضدرجت میں گزارش کیا سو اب آپکے فرمانے سے تسلی کلی ہوگئی
فقط سواس خواب کو ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ تم آج آپہنچے اور فرمایا کہ اب کہاں
اترنے کا ارادہ ہے حضرت سید المجاہدین نے عرض کی کہ جہاں ارشاد ہو وہاں اتروں اپنے

فرمایا کہ اپنی قدیم اسی مسجد اکبر آبادی میں اترو اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور مولانا
عبدالحی اور حافظ قطب الدین اور مولانا محمد یعقوب اور مولوی محمد یوسف اور
مولوی وحید الدین اور کئی صاحبوں اور کو فرمایا کہ حضرت سید المجاہدین کا اسباب
سرائے سے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز نفل ادا کی پھر جس حجرے میں حضرت
مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم مغفور رہا کرتے تھے وہاں گئے مگر مولانا
ممدوح پر فتوح کئی برس پہلے انتقال فرما چکے تھے پھر صحن مسجد میں آکر بیٹھے
اور لوگوں سے ملاقات راوی کہتا ہے کہ دوسرے ہم لوگوں نے مولانا رفیع الدین
صاحب نے حافظ قطب الدین سے فرمایا کہ مسجد میں جون سے حجرے پسند کریں
ان میں ان لوگوں کا قبضہ کرا کر اسباب انکا رکھوا دو پھر ہم نے پانچ حجرے
پسند کئے جن ایام نیک انجام میں حضرت امیر المومنین سید المجاہدین علیہ
مراد شاہجہان آباد میں لشکر ظفر پیکر بموجب مستطاب معلی القاب کے سے تشریف
فرما ہوئے موسم گرمی کا تھا ایک روز آپکی ملاقات کو ایک شاہزادہ
آیا اور آپ کی نذر کو ایک اچاری اچار اور دو شیشیاں سرکے کے لایا ...

حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ یہ اچار توخیچ میں لانا مگر یہ دوستینی سرکے
کے حفاظت سے رہنے دینا آخرالامر بعد چند روز کے شہر دہلی میں وبا آیا اکثر لوگ
مرنے لگے حضرت امیرالمومنین سیدالعابدین نے اپنے لوگوں سے پوچھا کہ تم نے جو
دوستینی سرکے کے رکھا گئے تھے کہاں ہیں لوگوں نے حاضر کئے آپ نے تھوڑا تھوڑا
سرکہ بیٹھنے والے کو دینا شروع کیا مگر جس کو دیا فضل الہیٰ سے اچھا ہو گیا کئی دن میں
وہ سرکہ تمام ہوا اور وبا شہر میں بدستور باقی رہا لوگوں نے عرض کی کہ حضرت اس
شہر میں جو سرکہ بہت ہے منگوا لئے آپ نے فرمایا اس کام کا یہی تھا اللہ تعالےٰ
جلشانہٗ نے مجکو الہام کیا تھا کہ اس سرکہ میں میں نے شفا رکھی ہے اسکو حفاظت سے
رہنے دینا بعد چند روز کے شہر میں وبا آویگا اسمیں خرچ کرنا آخرالامر ایک
روز حضرت سیدالعابدین جناب فیضمآب خاتم المجتہدین کی خدمت سراپا برکت میں تشریف
لیگئے اور عرض کی کہ حضرت شہر میں وبا بکثرت ہے مخلوق بہت ضائع ہوتی ہے جناب
الہیٰ میں دعا کیجئے کہ یہ بلا یہاں سے دفع ہو آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جلشانہٗ نے اس
کے دور کرنے کی تدبیر تم کو بہی بتائی ہے کہ کو عنایت الہیٰ سے یہ بلا دفع ہو جائیگی

حضرت سید المجاہدین فرماتے تھے میں نے جو مراقبہ کیا تو چار بلائیں بشکل شیروں کی سوا تھی
سو وہ چاروں بلائیں آدمیوں کو تباہ کرتی ہیں ایک روز حکم الہیٰ سے میں نے
ان میں سے ایک بلا کا تعاقب کیا یہاں تک کر شہر سے باہر نکال دیا اسی طرح
دوسرے دن دوسری بلا کو اور تیسرے دن تیسری بلا کو خارج شہر کیا مگر چوتھی
وہ بڑی سرکش تھی اسکا جو پیچھا لیا اس نے بہت حیران کیا کبھی کسی طرف بھاگتی
تھی اور کبھی کسی طرف مگر قابو میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ میں اس روز تھک
گیا دوسرے روز پھر نہایت حیران ہوا آخر الامر وہ بلا بھاگتے بھاگتے حضرت مولانا
رفیع الدین صاحب کے مکان میں گھس گئی پھر وہاں سے بھی اسکو نکال کر راجگہاٹ
کی طرف سے باہر کیا مگر مولانا صاحب ممدوح اسی بلا میں انتقال کر گئے بعد اسکے
فضل الہیٰ سے تمام شہر میں امن ہو گیا — ایک شخص رہنے والا بخارا کا اس
کو سب ملا بخارا کہتے تھے واسطے طلب علم باطنی کے حضرت خاتم المحدثین عمدۃ المفسرین والا تمیز
مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت سراپا برکت میں آیا اور اس امر کا سائل ہوا
اور کہا کہ میں گلشن زمانہ میں ایک مدت لیل و نہار مانند باد بہار کے ہر گوشہ و کنار

پھرا مگر اتناب جیسا کہ میں چاہتا ہوں کل مقصود سے بہبود نہ ہوا آخر کو میں آپکی خدمت
بابرکت میں آیا ہوں سو آپ مجکو کچھ اسرار علم باطنی کی تعلیم فرماویں حضرت قدوۃ المہتدین
زبدۃ المفسرین نے فرمایا کہ تم یہاں میرے پاس چند روز ٹھرو ایک شخص میرے مریدوں
میں سے آنے والا ہے اس سے مقصد تمہارا حاصل ہوگا یہ بات سنکر وہ ملا بخاری خاموش
ہو رہا ظاہر کچھ نہ کہا مگر اپنے دلمیں اوداس ہوا کہ حضرت یہی مجکو لیت ولعل میں رکھنا
چاہتے ہیں دیکھا چاہئے انجام اسکا کیونکر ہو اس عرصہ میں چند روز کے بعد حضرت امیر المومنین
سید المجاہدین رح لشکر فیروزی اثر نواب مستطاب معلی القاب کے سے بلدہ مراد نشان بجہان آباد
میں تشریف لائے اور جناب سعادت مآب خاتم المحدثین عمدۃ المفسرین کی ملاقات
مسرت آیات سے شرف یاب ہوئے جناب ممدوح پر فتوح نے اس ملا بخاری کو بلا
کر حضرت سید المجاہدین سے مصافحہ معانقہ کرایا اور سپرد کیا کہ یہ شخص طالب خدا
ہے اسکو اپنے ساتھ رکھو اور علم الہی اسے تعلیم کرو اور اس ملا کو رسے فرمایا
کہ ہم تم سے کہتے تھے کہ ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے آنے والا ہے سو وہ
یہی صاحب ہیں تم ان کی خدمت میں چند روز رہو انشا اللہ تعالی مراد تمہاری
ہ

حاصل ہوگی ملا مذکور نے حضرت سید المجاہدین کی وضع سپاہیانہ دیکھکر اپنے دل میں کہا کہ یہ تو ایک مرد سپاہی صورت ہیں یہ مجھکو کیا تعلیم دینگے اور حضرت سید المجاہدین سے پوچھا کہ آپ نے کون کون سی کتاب پڑھی اور کیا کیا علم تحصیل کیا ہے آپ کچھ نہ بولے حضرت خاتم المحدثین نے آپ کی طرف سے جواب یوں دیا کہ ملا صاحب تمکو اس گفتگو لمبے فائدہ سے کیا مطلب اپنے دل میں یہ سمجھ لو کہ جو تم کو میرے پاس بارہ برس میں ملیگا ان کی خدمت میں تم کو وہ بارہ دن میں حاصل ہوگا یہ بات سنکر ملا صاحب وہاں سے مدرسے کے حجرے میں اپنا بستر لینے گئے حضرت سید المجاہدین نے جناب خاتم المحدثین سے عرض کی کہ اللہ تعالےٰ جلشانہ نے لشکر میں الہام کیا تھا کہ ایک شخص چند روز سے دہلی میں وارد ہے اسکی تعلیم ہم نے تجھ پر موقوف رکھی ہے سو وہ شخص یہ ہے پھر وہ ملا بخاری اپنا بستر لیکر ہمراہ سید المجاہدین کے مسجد اکبر آبادی میں گئے اور حضرت کے حجرے کے برابر دوسرے میں رہنے لگے اور حضرت نے انکو تعلیم شروع کیا چند روز میں وہ اپنے شاہد مراد سے ہم آغوش اور ماسوائے اللہ سے فراموش ہوئے حضرت

امیرالمومنین سید المجاہدین اس ایکام غربت انجام میں اکثر فرماتے تھے کہ ہم نے شائق طالب خدا نہیں دیکھا اور وہ ملا صاحب بھی یہی کہتے تھے کہ میں بھی بہت شہروں میں پھرا مگر ایسا مرشد شفیق تعلیم کرنیوالا نہیں پایا ایک روز حضرت سید المجاہدین ملا بخاری کو کچھ تعلیم اسی مسجد میں کر رہے تھے دفعتہً ملا صاحب کو استفراغ شروع ہوا حضرت سید المجاہدین نے مٹی کی چلیچی اٹھا کر ان کے آگے کی کہ فرش مسجد ناپاک نہ ہو اس عرصے میں ملا کا حال دیکھکر حضرت کو بھی قے آنے لگی چلیچی چھوٹی تھی حضرت نے کرتے کے دامن میں رکھ لی اور دونوں صاحب قے کرتے ہوئے اس چلیچی اور دامن میں مسجد کے چبوترے کے کنارے آئے جب قے موقوف ہوئی دونوں صاحب کلی غرغرہ کرکے فارغ ہوئے بعد چھ سات روز کے پندرہ بیس آدمیوں کے روبرو حضرت سید المجاہدین نے فرمایا کہ اس روز جو ملا بخاری کا استفراغ میں نے اپنے ہاتھ میں لیا کہ مسجد نجس نہو اس کام سے اللہ تعالے جلشانہٗ مجھ سے بہت راضی ہوا اور اس کے عوض میں اس نے مجھکو بڑی نعمت عطا فرمائی کہ اس کا شکر ادا کر نہیں سکتا اور فرمایا کہ تو نے ہماری مسجد کا

ادب کیا ہم نے تجہکو یہ انعام دیا ایک روز ایک عجیب واقعہ گذرا اس مسجد کے قریب
چوکی میں غازی الدین خاں کی مشہور ہے اسمیں ایک درزی رہتا تھا وہ اکثر
بے قصور اپنی عورت کو مارتا اور برا بہلا کہتا تہا اس عورت کی گود میں ایک
شیر خوار لڑکا بہی تہا ایک روز وہ بیچاری آفت کی ماری مایوس ہوکر اپنی جان سے
ہاتھ دہوکر بعد نماز عشا کے اپنے لڑکے کو لیکر مسجد کے کنوئیں میں گر پڑی قریب مسجد
کے کئی گہوسی بہی رہتے تھے ان میں ایک اس کنوئیں پر پانی بہرنے گیا اسمیں کچھ آدمی
کی سی آواز معلوم ہوتی ہے پانچ سات آدمی وہاں جمع ہوگئے حضرت سید المجاہدین
اور ملا بخاری بہی وہاں گئے حضرت نے ان گہوسیوں سے کہا کہ جاؤ تم ایک کہٹولا اور
رسی لاؤ میں اس میں خود اتروںگا ملا بخاری نے عرض کی کہ میں ہرگز آپ کو کنوئیں میں
اترنے نہ دونگا میں خود اتروںگا اس امر میں جانبین سے بار بار تکرار ہوئی ۔۔
آخر الامر کہٹولا اور رسی آئی ملا صاحب کہٹولے پر بیٹھکر کنوئیں میں اترے جب قریب
نصف راہ کے پہنچے تب گہبراکر لوگوں کو پکارنے لگے کہ جلد مجہکو کہینچو اس میں تو کوئی بلا
ہے جب لوگوں نے انکو نکالا تب حضرت امیر المومنین سید المجاہدین نے فرمایا کہ

اسمیں بلا بھوت کوئی نہیں ہے فقط فلانے درزی کی عورت اور اس کا لڑکا ہے اللہ

تعالیٰ جل شانہ نے مجھکو اس امر سے پہلے آگاہ کیا تہا کہ فلانی عورت اپنے لڑکے کو لیکر

فلانی رات کو اس کنوئیں میں گرے گی سو تم اس کے واسطے دعا کرنا ہم اسکو بچا لیویں گے

اور سپاہیوں نے اس کو باہر نکالا پہر حضرت سید المجاہدین بنفس نفیس آپ اس کنوئیں میں گھوڑے

پر بیٹھ کر اوترے پانی اس کنوئیں میں کہیں تو گلے تک تہا اور کہیں گھٹنوں تک وہ عورت

بیچاری مرمیت ایک طرف جہاں پانی کم تہا اپنے لڑکے کو لئے ہوئے بیٹھی تہی حضرت

سید المجاہدین نے اس کو لڑکا سمیت گھوڑے پر سوار کیا اور لوگوں سے کہا رسی کھینچو جب

وہ اوپر آئی تب دوسرا کے حضرت کو بہی اس گھوڑے پر نکالا پہر حضرت سید المجاہدین

نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو بہیجکر اس کے خاوند کو بلوایا ایک طالب علم نے اس سے پوچھا

کہ تیری عورت کہاں ہے اس نے کہا دیر ہوئی کہیں لڑکے کو لیکر مجھ سے خفا ہو کر چلا

گئی ہے اس نے کہا تیری عورت تو کنوئیں میں گر پڑی تہی سو ابہی حضرت سید المجاہدین

نے اس کو نکالا ہے اس کو جلدی وہاں سے اپنے گھر لیجا کہیں تہانہ دار نہ سنے تو تیرے

حق میں کچھ قباحت ہو اور حضرت سید المجاہدین نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو اشارہ

کیا انہوں نے اس کے خاوند کو خوب دھمکایا کہ اے بیوقوف پھر کبھی ایسی حرکت
ناشائستہ نہ کرنا نہیں تو قید ہو جاویگا اور ایک نائی خیر اللہ نام انگریز کی طرف
سے مسجد کے حجرے میں رہتا تھا اور وہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا
مرید بھی تھا اس کو خوشامد تمام سمجھا دیا کہ اس امر کی اطلاع تھانہ دار کو نہو نے
پاوے اس عرصہ میں کسی سے سنکر تھانہ دار بھی آ پہنچا مرد مسلمان اور مولانا صاحب کا
آشنا تھا مولانا صاحب نے اس سے کہا کہ یہ اپنے گھر کی لڑائی تھی خیر جو ہوا سو ہوا اسکی
خبر انگریز کو نہ ہونے پاوے ورنہ یہ بیچارہ وزری بلا میں گرفتار ہوگا اس نے کہا آپ
ہمارے پیر و مرشد ہیں آپ کا فرمانا ہمارے سر آنکھوں پر اس امر کی ہرگز
کسی کو اطلاع نہوگی پھر ہر ایک آدمی جو وہاں تھے اپنے مکان چلے گئے بعد چند روز
کے ملا فارحانی اپنے وطن جانے کو حضرت سید المجاہدین سے رخصت چاہی اور
کہا کہ حضرت آپکی خدمت بابرکت سے جدا ہونا دلکو گوارا نہیں مگر نے اسکا کوئی
چارہ نہیں میری نیت یہ ہے کہ جو کچھ میں نے آپکی صحبت فیضدرجت میں نعمت
حاصل کی ہے اس سے اپنے عزیز و اقربا کو محروم نہ کروں وطن میں جا کر ان سے

بیعت لوں جو کچھ میں نے سیکھا ہے ان کو سکھاؤں شاید ہدایت ازلی سے راہ راست
پر آویں عاقبت بخیر ہو یہ بات سنکر حضرت نے فرمایا کہ میرا بھی دل نہیں چاہتا ہے
کہ اپنے پاس سے جدا کروں مگر جو تم نے جو عذر معقول بیان کیا اس سے میں ناچار
ہوں اور قبل اسکے ملا صاحب نے کچھ زر نقد واسطے زاد راہ کے جو ان کے پاس تھا
حجرے کی دیوار میں کہیں کوئی رخنہ تھا اس میں لوگوں کی نظر بچا کر مٹی سے لیپ دیا تھا
کہ وقت چلنے کے نکال لونگا سو تقدیر الٰہی سے وہ کوئی کھود لیگیا وہاں تلاش کیا
کچھ نہ پایا حال لوگوں سے ظاہر کیا سب کو افسوس ہوا حضرت سید العابدین نے سنا
فرمایا کہ ملا صاحب صبر کرو اس میں کچھ خیر تھی اللہ تعالٰی مسبب الاسباب ہے اور کہیں سے
کچھ سامان موجود کر دیگا اور واسطے خرچ راہ کے ایک روپیہ انکو اپنے پاس سے
عنایت فرمایا اور کہا اس کو بحفاظت تمام اپنے خریطے میں رکھنا اور جو اس میں
ہو اس کو اٹھانا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی یوسف صاحب اور حافظ
قطب الدین صاحب اور سوا ان کے اور بعض اسوقت حاضر تھے ان میں سے کسی نے
کہا کہ حضرت جانا تو بہت دور ہے ایک روپیہ سے کیا ہوگا حضرت

سید العلما بدین نے فرمایا کہ مجھکو اللہ تعالے جلشانہ کیطرف سے ایک روپیہ کی اجازت

ملی ہے مرضی الہی جب میں کسی کو دیکر کہدیتا ہوں کہ اس روپے کو اور روپیوں

میں نہ ملانا جدا رکھنا تو پھر اُسکو کفایت کرتا ہے جتنا خرچ جسکا روزمرہ کا ہوتا

ہے ایک روپیہ خواہ زیادہ خواہ کم کار اس کا بند نہیں رہتا اس میں سے روپے

ملے جاتے ہیں سو یہ اسی قسم کا روپیہ ہے جو میں نے ملا صاحب کو دیا ہے بعد اس کے

ملا صاحب کو جناب خاتم المحدثین کے پاس لیگئے اور عرض کی کہ اپنے وطن کو جاتے

ہیں آپ سے رخصت ہونے آئے ہیں جناب ممدوح نے فرمایا کہ ملا صاحب جس مراد

کو تم یہاں آئے تھے وہ سید صاحب سے بر آئی ملا نے عرض کی کہ حضرت مجھکو اللہ تعالے

ان کی صحبت کی برکت سے بہت کچھ عنایت کیا کہ اس کا شکر ادا نہیں کرسکتا ہوں

حضرت خاتم المحدثین نے فرمایا کہ اور جو کچھ تمکو پوچھنا ہو ان سے پوچھ لو اب وقت

جدائی کا ہے پھر خدا جانے ملاقات ہو یا نہ ہو کوئی تمنا باقی نہ رہے پھر ان کو مصافحہ

کرکے رخصت فرمایا کہ جاؤ تمکو خدا کو سپرد کیا پھر ملا صاحب کو حضرت

سید المجاہدین وہاں سے اپنے حجرے میں لیگئے اور ایک پاجامہ کو جمعہ کے روز

پہنچا کیجیو یا جب کبھی کسی کو وعظ و نصیحت کرنا منظور ہو تب بھی اللہ تعالے سے
امید قوی ہے تمہاری نصیحت اُسکو اثر کریگی پھر مصافحہ کرکے رخصت فرمایا کہ
جاؤ ہم نے تم کو خدا کو سونپا   ایک بار بعد نماز بعد نماز اشراق کے چار پانچ
گھڑی دن چڑھے حضرت سید المجاہدین گھبرائے ہوئے اپنے حجرے سے جناب خاتم المحدثین
کے پاس گئے جناب ممدوح مرقوم نے پوچھا خیر تو ہے آپ اس طرح گھبرائے
ہوئے بے وقت آئے ہو کیا سبب ہے اس وقت کئی طالب علم بھی مدرسے کے وہاں
موجود تھے حضرت سید المجاہدین نے عرض کی کہ واسطے اطلاع کے آیا ہوں آج پاپی
مردود کا بڑا غلبہ ہے یہاں تک دھوپ کا رنگ بھی متبدل ہو گیا ہے اور ہوا بھی تیز ہے
راوی کہتا ہے فی الحقیقت دھوپ اس روز ایسی تھی جس طرح کہ دن زرد و
بے نور ہوتا ہے جناب خاتم المحدثین نے فرمایا کہ ہاں سچ ہے اسی طور ایک بار
اور بھائی عبد القادر کے وقت میں) اس خبیث نے غلبہ کیا تھا وہ بھی میرے پاس
اسی طرح آئے تھے سو میں نے اس کے دفع ہونیکی تدبیر انکو بتادی تھی سو وہ
دور ہو گیا مگر بہ نسبت اس بار کے آج اس کا بڑا زور شور ہے سو تم میری طرف

سے نے فکر مت کرو جو کچھ اس کے دفع کرنے میں ہو سکیگا کوتاہی نہ کرونگا مگر تم اپنے
مکان پر جا کر اس کے دور ہونے کی تدبیر کرو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا یہ بات سنکر
حضرت سید المجاہدین اپنے حجرے میں آئے بڑی دیر تک قریب ایک پہر کے بیٹھے رہے
خدا جانے کیا کیا تدبیر کرلی اور وہ کئی طالب علم جو حضرت خاتم المحدثین کے پاس حاضر
تھے انھوں نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا مذکور تھا جو سید صاحب بیان کرتے تھے یا یہ باتھ
کون شخص ہے کچھ ہم کو بھی معلوم ہو آپ نے تبسم کیا اور جواب دیا کہ اس حال کے دریافت
کرنے سے تم کو کیا کام ایک آفت الٰہی ہے خدا سے دعا کرو کہ اسکو دفع کرے وہ خاموش
ہو رہے جب وقت ظہر ہوا حضرت سید المجاہدین حجرے سے باہر آئے استنجا اور وضو کیا نماز
ظہر ادا کی اور وہ طالب علم نماز جماعت کو آئے بعد نماز کے اس مسجد کے رہنے والوں سے
پوچھا کہ آج سید صاحب نے یہاں کس امر کا تذکرہ کیا تھا سب نے کہا ہم کو کچھ خبر نہیں
خیر تو ہے انہوں نے وہ تمام قصہ بیان کیا کہ آج حضرت سید المجاہدین ایسے کلام
لوگوں کو تعجب ہوا حضرت سے پوچھا کہ طالب علم ایسا ایسا ذکر کرتے ہیں وہ باپر ناتھ
کون ہے آپ نے بھی مجمل اسی طرح فرمایا کہ تم کو اس امر سے کیا غرض کوئی آفت الٰہی

کمی سوا گھڑی تک آنسو نہ تھمے پھر وقت مغرب ایک دوسرے سے سنکر اور حاضروں نے
حضرت سے پوچھا کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے کچھ تو بیان فرمائیے پارس تا پتہ کیا
شے ہے پھر بھی آپنے وہی جواب دیا مگر بیان مفصل نہ کیا خدا جانے یہ کیا راز
تھا ایک رات حضرت سید المجاہدین نے خواب دیکھا خلاصہ اس کا یہ ہے
کہ کوئی بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ مسجد جب سے بنی ہے کسی نے اسکی چھت کو کبوتروں
ابابیلوں وغیرہ کی بیٹ سے گندہ ہو رہا ہے آپ بھیں کیا سو تم اسکو صاف کرو جب
آپ بیدار ہوئے صبح کو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے پوچھا کہ تمکو معلوم ہے کہ یہ مسجد
جب سے بنی ہے کبھی کسی نے اسکی چھت بھی صاف کی ہے آپنے کہا یہ حال
مجھکو معلوم نہیں مگر اس سے آپکا کیا مطلب آپنے کہا اسکی تحقیق منظور ہے
مولانا ممدوح نے کہا میاں شمس الدین صاحب جو خلیفہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب
کے ہیں بڑے معمر ہیں اس سے حال کو دریافت کریں آپ اس کے پاس گئے
اور پوچھا کہ تمہاری عمر کیا ہے اس نے کہا قریب سو برس کے آپنے کہا
تمہارے زمانہ میں کبھی اس مسجد کی چھت بھی صاف کی گئی ہے انہنے کہا

حضرت میری یاد میں تو کسی نے صاف نہیں کی آگے کا حال خدا جانے تب حضرت
سید المجاہدین وہاں سے مسجد میں آئے اور مولانا محمد اسمعیل صاحب سے کہا کہ مجھکو خواب
میں حکم ہوا ہے کہ اس مسجد کی چھت کو صاف کرو سو اب اسکی تدبیر کیا چاہئے مولانا
ممدوح نے کہا مسجد بلند ہے چھت اونچی ایسی لمبی سیڑھی بھی نہیں جو لگ سکے حضرت نے کہا
اس بات کا کچھ اندیشہ نہیں ہم کئی سیڑھیاں آپس میں باندھ کر لگا دینگے مولانا صاحب
نے کہا تو بہتر ہے اسکی تیاری کیجئے پھر حضرت ایک روز کئی سیڑھیاں باندھ کر
اور ایک طرف مسجد کے لگا کر چھت پر چڑھے دیکھا تو جھکڑوں بیٹ جانوروں کی
گندگی اور بال پر جمع ہیں کہیں تو کمر تک کہیں زانو تک کہیں اس سے کم آپ نے
پھاوڑا اور کدال منگا کر ایک طرف سے کھودنا شروع کیا آپ کو دیکھکر بیس
پچیس آدمی اور بھی آپکی اتباعیت کے واسطے چڑھ گئے آپ نے فرمایا کہ اس امر کا
تو حکم جناب الٰہی سے مجھی کو ہے مگر اس کار خیر میں جو شریک ہو میں مانع نہیں آپ
تو پھاوڑے سے کھودتے تھے اور لوگ ٹوکریاں بھر بھر کر نیچے ڈالتے تھے صبح سے تیسرے
پہر تک تمام چھت صاف کروائی پھر مشکوں میں پانی منگوا کر چھت کا دھولا گیا

دعوکر فارغ ہوے اترے بعد کئی دن کے حضرت سید المجاہدین لوگوں کے سامنے
فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے اس حبیب معاف کرنے کے عوض میں مجھکو
بڑی نعمت عطا فرمائی کہ اس کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہو سکتا اتنا ہی ارشاد کیا
اور اس نعمت کی تفصیل بیان نہ فرمائی واللہ اعلم بالصواب
اکبر آبادی مسجد کے حجروں میں گھوسی رہتے تھے ان میں ایک گھوسی کی بھینس بہت دودھ
دیتی تھی سو خدا جانے کسکی نظر لگی یا اور کوئی سبب ہوا بالکل ایک دودھ
اسکا خشک ہو گیا اس نے ایک روز مسجد مذکور میں وہاں کے لوگوں سے یہ شکوہ
کیا بعضوں نے موافق اپنی رائے کے کچھ کچھ تدبیر بتائی کسی نے اس سے کہا کہ تو سید
صاحب سے اسکا حال جاکر بیان کر خدا چاہے تیرا مقصد پورا ہوگا وہ حضرت
سید المجاہدین کے پاس آیا اور اپنا حال بیان کیا حضرت نے اس سے ایک لوٹا
پانی منگوا کر اس میں کچھ پانی پیا اور کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا پھر اسکو دیا
اور اس سے فرمایا کہ یہ پانی لیجا اس سے اس کے تھن دھو دے اور کچھ اسکی
پشت پر چھڑک دے اور اس کا منہ بھی دھو دے اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا

اس نے جاکر ویسا ہی کیا عنایت الہٰی سے کئی روز میں وہ بھینس جیسے اول دودھ دیتی تھی اسی طور دینے لگی کچھ نقصان باقی نہ رہا ایک روز وہ لنگوٹی اگر کہنے لگا کہ حضرت تمہاری دعا سے میری بھینس چنگی ہوگئی سو میری نیت ہے کہ میں کچھ شکر ادا کروں حضرت نے فرمایا کیا تمہارا ارادہ ہے اس نے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کچھ کھیر پکا کر اپنے لوگوں کی اور مسجد کے سب طالب علموں کی ضیافت کروں سو یہ تمام آدمی کتنے ہونگے حضرت نے فرمایا البتہ قریب سو آدمی ہونگے یہ بات سنکر وہ مکان گیا اور ایک بڑی سی دیگ بھر کے کھیر پکا کر وقت ظہر کے آیا کہ حضرت کھانا تیار ہے اگر مرضی مبارک آپکی ہو تو لوگوں کو تیرے مکان پر بھیجو لیکن میرے غریب خانہ کا حال حضرت کو معلوم ہے کہ بسبب برسات کے آجکل تعفن زیادہ ہے اور اگر ارشاد ہو تو میں کھانا اسی جگہ لا کر حاضر کروں آپنے فرمایا اس جگہ لاؤ تو خوب ہے وہ بہت سے کونڈوں میں کھیر نکال کر وہیں لایا حضرت حضرت نے فرمایا کہ تم کو جو کھانا لانا منظور تھا سو لا چکے اب ہم جسکو چاہیں کھلاویں اس نے کہا آپ مختار ہیں مجھ سے پوچھنے کی کیا حاجت جسکو چاہیں کھلاویں

حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ حضرت خاتم المدینین کے مدرسے کے جو طالب
علم ہیں انکو بھی بلالو کہ وہ بھی کھاویں یہ بات سنکر مسجد کے طالبعلم آپس میں گفتگو کرنے
لگے کہ یہ کھانا ہملوگوں کو بمشکل کفایت کرتا ہم نے اس امید پر صبح سے کچھ کھایا
پکایا نہیں حضرت فرماتے ہیں کہ وہاں کے مدرسے کے لوگوں کو بلاکر کھلاؤ ان کی یہ
گفتگو حضرت سید المجاہدین نے سنکر فرمایا صاحبو ہراسا ہتو کھانا بہت ہے خدا چاہیگا
تم سب آسودہ ہوکر کھاؤ گے اور کھانا بچ رہیگا ان میں سے کسی طالبعلم نے کہا کہ حضرت
اس بات کا آپ کو کیا خدا کے یہاں سے الہام ہوا کہ ہم سب لوگ شکم سیر ہوکر کھاویں
گے اور کھانا بچ رہیگا ان میں سے کسی طالب علم نے کہا کہ حضرت اس بات کا آپ کو
کیا خدا کے یہاں سے الہام ہوا کہ ہم سب لوگ شکم سیر ہوکر کھاوینگے اور کھانا بچ
رہیگا حضرت نے فرمایا کہ اس بات میں کیا تم میں کسی کو شبہہ ہے لوگ یہ کلام سنکر
خاموش ہو رہے آخر الامر کوئی چالیس طالبعلم وہاں کے بھی بلوائے اور سب کو
بٹھا کر آپنے کونڈوں میں بھر بھر کے وہ کھیر دینی شروع کی اور وہ سب لوگ
کھانے لگے یہاں تک کہ سب شکم سیر ہوگئے اور کھانا کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں کا

بچ رہا تب یہ حال دیکھکر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے پھر حضرت
نے فرمایا کہ صاحبو تم سب آسودہ ہوکر کھا چکے سب نے عرض کی کہ ہاں خوب کھا چکے
آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باقی کھانا اور مسجدوں کے طالبعلموں کو
بلاکر کھلا دوں مگر اسوقت رات کو کسکو کسکو بلاؤں لوگوں کو تکلیف ہوگی
سو تم سب صاحب اس کھانے کو حفاظت تمام رکھو فجر کو پھر سب ملکر کھا لینا
الغرض صبح کو وہ باقی کھانا ان ساٹھ آدمیوں نے اور کوئی بیس آدمی حضرت
خاتم المحدثین کے مدرسے کے آئے سب نے آسودہ ہوکر کھایا پھر بھی جیسے سات آدمیوں
کے موافق بچ رہا آپ نے فرمایا کہ یہ باقی کھانا سقے کو حوالہ کرو یہ اس کا حق ہے
پھر وہ باقی کھانا سقے کو دیا پھر کچھ دن چڑھے مسجد میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
تشریف لائے طالب علم سبق پڑھنے میں مشغول ہوئے بعد فراغت کے ان طالب
علموں نے رات کے کھانے کا حال مولانا ممدوح سے عرض کیا کہ حضرت اس قدر
قلیل کھانا تھا اور اس قدر جم غفیر نے کھایا اور باقی کھانا اس قدر لوگوں نے آج صبح کو
نوش جان فرمایا سو اس کا حال آپ سید صاحب سے پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ تھا

ہمارے کچھ خیال میں نہیں آتا مولانا موصوف نے فرمایا کہ تم آپ ہی کیوں نہ پوچھو
انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہماری جرات نہیں پڑتی کہ عرض کریں آپ ہی
پوچھیں مولانا صاحبؒ نے فرمایا کیا مضائقہ اگر موقعہ پاؤنگا دریافت کروں گا
اس عرصے میں حضرت امیر المومنین سید المجاہدین بھی وہیں تشریف فرما ہوئے اور
مولانا ممدوح سے کچھ باتیں کرنے لگے اس عرصے میں لوگوں نے مولانا صاحب کو اشارہ
کیا کہ وہی حال پوچھیں تب مولانا صاحبؒ نے اس رات کے کھانے کا حال پوچھا کہ یہ
لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں آپؒ نے فرمایا کہ ہاں یہ طالب علم رات کو کھانے کی
قلت کا شکوہ کرتے تھے سو میں نے اپنے دلمیں خیال کیا کہ ایسا نہ ہو جو یہ لوگ
کہتے ہیں ~~آپ نے فرمایا~~ سو میں نے جناب الہٰی میں دعا کی اللہ تعالےٰ نے قبول فرمائی
کہ تو لوگوں کو کھانا کھلا دے سب سیر ہو کر کھاوینگے اور اس قدر بچ رہیگا سو
ویسا ہی ہوا   راوی اخیار کہتا ہے کہ میں ایک بار قصبہ سوجت علاقہ
جودھ پور میں واسطے ایک اونٹ خریدنے کے گیا وہاں چھیپوں کی مسجد میں ٹھہرا
جب وہ لوگ نماز کو آئے ملاقات ہوئی ان سے میں نے کہا کہ مجھکو ایک واسطے

سواری کے درکار ہے کہیں تمہاری نگاہ میں ہو تو لے دو ایک نے ان میں سے کہا
کہ ایک ٹوبا ڈیرہ برس کا فلانے شخص کے یہاں بکاؤ ہے اگر مل جاوے تو بہت
خوب ہے اس واسطے کہ ماں اسکی ایک دن میں سو کوس چلتی ہے اور باپ بھی
اس کا نسل میں بڑا قوی ہے یہ سنکر میں اس کے لینے پر راضی ہوا آخر الامر ساٹھہ
روپے کا خرید کر میں اپنے لشکر میں آیا اور اس کو پرورش کرنا شروع کیا
چند مدت میں وہ قابل سواری کے ہوا مگر جیسا کہ ان لوگوں نے اس کے خریدنے کے
وقت اس کی ماں باپ کی نسل کا بیان کیا تھا اس کا آدھا بلکہ تہائی بھی نہ
نکلا لیکن شکل و صورت اور ڈیل ڈول میں نہایت خوب تھا اس لئے میں نے اسکو
بیچا نہیں الغرض وہ پاس میرے رہا جب لشکر ظفر پیکر نواب مستطاب معلی القاب کے
سے میں حضرت سید المجاہدین کے ہمراہ شاہجہاں آباد کو گیا اور چند مدت رہنے
کا اتفاق پڑا ایک روز حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رح نے فرمایا کہ ذبح کد
تو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر شیخ محمد عارف کے پاس کرنال میں جا کچھ کار ضروری
ہے میں نے عرض کی بہت خوب میں جاونگا مگر گھوڑے یا بہلی پر سوار ہو کر

اس واسطے کہ اونٹ میرا چلنے میں نہایت کند گام ہے کہ میں اس کا کچھ
بیان نہیں کر سکتا آپ نے فرمایا کہ نہیں اپنے ہی اونٹ پر سوار ہو کر جاؤ
اس بات میں میں نے کئی بار انکار کیا اور حضرت نے بھی کئی بار فرمایا آخر الامر
حضرت ممدوح پر فتوح کی خدمت میں ایک شخص عبداللہ نومسلم بڑے صالح
اور امانت دار تھے ان سے فرمایا کہ تم دین محمد سے ہماری طرف سے کہو کہ جو کچھ ہم
کہیں وہ بات مانیں اور اسمیں کچھ چون و چرا نہ کریں میاں عبداللہ نے یہ حال
مجھ سے بیان کیا میں نے کہا میں حضرت کا مطیع و فرمانبردار ہوں جو فرماوینگے بلا
انکار مان لونگا پھر ایک روز حضرت سید المجاہدین نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی
میاں عبداللہ کو دیا کہ دین محمد کے اونٹ پر چھڑک دو انھوں نے ویسا ہی کیا
پھر میاں عبداللہ نے فرمایا کہ کل تم فجر کو بعد نماز کے اسی اونٹ پر سوار ہو کر قطب
صاحب تک آؤ مگر وہاں دیر نہ لگانا جلدی چلے آنا پھر صبح کو میاں عبداللہ
اسی اونٹ پر سوار ہو کر قطب صاحب تک گئے اور چار گھڑی کے عرصہ میں
اونٹ بھی آئے حضرت سید المجاہدین نے ان سے پوچھا کہ کہو یہ اونٹ چلتے

میں کیسا ہے انہوں نے کہا بہت خوب چالاک ہے اس میں کوئی عیب معلوم
نہیں ہوتا پھر مجھ سے فرمایا کہ دن محمد جح کو تم سوار ہو کر اپنے اونٹ پر تغلق آباد
تک ہو آؤ میں بھی اسی طور وہاں گیا اور پھر چلا آیا تب حضرت نے مجھ سے پوچھا
کہ کہو تمہارا اونٹ چلنے میں کیسا ہے میں نے عرض کی کہ حضرت اب تو خوب تیز
چلتا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے جناب الہی میں تمہارے اونٹ کے واسطے دعا
کی سو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور عیب اس کا دور فرمایا پھر فرمایا کہ جح کرنال جاؤ
انشاء اللہ تعالیٰ عصر کے وقت پہنچو گے سو ولیسا ہی ہوا کرنال دہلی سے ساٹھ کوس مشہور ہے
میں جح کی نماز پڑھ کر سوار ہوا قبل نماز عصر کے کرنال جا کر داخل ہوا اور پھر دوسرے روز
وہاں سے سوار ہوا اسی وقت عصر کے دہلی میں آیا حضرت امیر المومنین سید المجاہدین علیہ الرحمۃ
کے بڑے بھائی مولوی سید محمد اسحاق صاحب شاہجہاں آباد میں سید ممدوح پر فتوح
کے پاس آئے اور ملے بعد کئی سال کے ملاقات ہوئی حضرت نہایت خوش ہوئے
اور پوچھا کہ بھائی صاحب کیونکر آپ کا آنا ہوا سو مولوی صاحب موصوف نے فرمایا
کہ تمہاری خبر مجھکو لکھنؤ میں ملی کہ تم ان دنوں لشکر ظفر پیکر نواب نامدار دو تعداد

نواب امیر الدولہ بہادر کے سے بہیج خدمت فیضدرجت حضرت خاتم الفقہا والمحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز کے آئے مجہکو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو تم کہیں دور چلے جاؤ پہر ملاقات ہونی دشوار ہو اسی خیال سے میری طبیعت کو قرار نہ ہوا میں جلد محسن خان کو ساتھہ لیکر وہاں سے ادھر روانہ ہوا قصبہ پالی میں لشکر عبدالباقی خان قندہاری کا متعین تہا اس لشکر میں ہمارے سید عبدالرحمن بہی تھے انکے ڈیرے میں آکر اترا انہوں نے حال پوچہا کہ یہاں آپ کا کیونکر آنا ہوا اور یہاں سے کہاں کا ارادہ ہے میں نے تمہارا بیان کیا ان کو بھی کمال خوشی ہوئی پہر تین روز وہاں رہا چوتھے روز ادھر کو چلا فرخ آباد تک سید عبدالرحمن بہی میرے ساتھہ آئے پہر میں نے انکو وہیں سے لوٹا دیا وہ تو ادھر اپنے لشکر کو روانہ ہوئے اور میں محسن خان کو ہمراہ لئے ہوئے ادہر آیا یہ حال خیر مآل سنکر حضرت نے فرمایا کہ خیر بہتر کیا جو آپ تشریف لائے اسمیں بہی کچہہ حکمت الٰہی تہی اور میں تو سوا گھر کے یہاں سے کہیں نہ جاتا وہاں چلکر جو ہوتا سو ہوتا یہ بات سنکر سید محمد اسحاق صاحب خوش ہوئے پہر وہاں حضرت کے پاس چند روز رہکر فرمایا کہ اب تو ہم مکان چلینگے اور تم

بھی جلد آنا ہم وہاں چلکر تمہاری بیماری کی تدبیر کریں پھر حضرت نے مجھے اور میاں عبداللہ سے فرمایا کہ بیاہ صاحب گھر جاتے ہیں انکے لئے کچھ خرچ راہ کی تدبیر کرنی چاہئے ہم دونوں نے عرض کی کہ بیٹے کے کچھ کم زیادہ سو روپے قرض ہو چکا ہیں اب اس سے جو اور مانگیں تو شاید دینے میں پس وپیش کرے آپنے فرمایا کہ خیر اللہ تعالیٰ اور کہیں سے کچھ سبب پیدا کریگا پھر بعد دو تین روز کے شاہ میر صاحب ایک آپکے آشنا تھے ان کے پاس سے دو سو روپے لاکر آپنے ہم دونوں کو دیے اور فرمایا کہ ان میں سے بیاہ صاحب کو بھی خرچ دیکر رخصت کرنا ہوگا اور بیٹے کو بھی دیا جاویگا مگر ایکبار نہ دینا پانچ روپے روز کر دو اس طور سے اس کا قرض انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہو جاویگا اور باقی روپیہ ہمارے خرچ میں آویگا ہم دونوں نے عرض کی کہ پانچ ہی روپے روز آپ کا خرچ ہے آپنے فرمایا یہ روپے تھیلی میں کرکے صندوقچے کے اندر رکھو بقدر حاجت اس میں سے نکال لیا کرنا مگر ایکبار کی مٹھی بھر کر نہ نکالنا پھر موافق فرمانے کے آپکے ہم دونوں اس میں سے خرچ کرنے لگے یہاں تک کہ بنئیے کا بھی قرض ادا ہو گیا اور اپنے یہاں کا بھی خرچ روز مرہ کا جاری

رہا پہر جب مولوی سید محمد اسحاق صاحب نے گہر جانیکی تیاری کی تب ہم دونوں
نے عرض کی کہ آپکے بہائی صاحب کو کیا خرچ دنیا ہوگا فرمایا کہ تم دونوں کو اختیار ہے
آپسمیں صلاح و مشورت کر کے جو مناسب جانو دے دیا کرو رخصت کرو مجہہ سے
پوچہنے کی کچہہ حاجت نہیں پہر ہم نے عرض کی مولوی صاحب کے ہمراہ کتنے آدمی جاوینگے
فرمایا کہ ہم محسن خاں کو رکہہ لیوینگے اور محمد محسن خاں کو ان کے ہمراہ کردینگے اور کوئی
نہیں جاوے گا پہر ہم دونوں مشورہ کر کے اہنیں روپوں سے ساٹہہ روپے نکال کر جمع
کو آپکے پاس گئے آپنے پوچہا کہ بہائی صاحب کو تم نے کیا خرچ دیا ہم نے وہ روپے
آپکے روبرو دہر دے فرمایا کہ یہ کتنے ہیں ہم نے عرض کی کہ ساٹہہ روپے آپ بہت خوش
ہوئے کہ تم نے بہت خرچ دیا پہر آپنے وہ روپے دے کر مولوی صاحب کو رخصت فرمایا
اور کہا کہ انشاء اللہ تعالے آپ کے پیچہے کچہہ روز میں ہم بہی آتے ہیں او تکملہ اس کا زبانی
حضرت سید عبد الرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالے یہ ہے کہ جب مولوی سید محمد اسحق صاحب
مع الخیر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس سے لکہنؤ میں محمد محسن کو ہمراہ لیکر آئے
اور حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس سے ایک بچہڑا کاہٹیاواری لائے جو لوگ برادری کے

موجود تھے واسطے ملاقات کے حاضر ہوے اور حضرت علیہ الرحمۃ کا حال خیر مآل پوچھنے لگے
کہ آپ کے بھانجے صاحب سید احمد کا کیا حال ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ عنایت الٰہی سے
سید احمد کو وہ رتبہ حاصل ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا ہوں اپنی تو عمر میں نہ اس رتبے
کا آدمی دیکھا ہے نہ سنا ہے اللہ تعالے نے اپنی عنایت بے غایت سے ایسا علم باطنی ان
کو عطا فرمایا ہے کہ تمام علما اور فضلا دہلی کے طرف انکے رجوع ہیں اور ان کی تقریر
کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا اور ہم سے مولویوں کا وہاں کیا شمار کہ ان کے
آگے بولیں اور چون وچرا کا کھولیں ان کو علم وہبی ہے کسبی نہیں ہے یہ تمام
گفتگو سنکر وہ سب برادری والے ہنسنے لگے کہ وہ آپکے بھائی ہیں جو چاہئے سو فرمائے
والا ہم ان کو خوب جانتے ہیں یہ ماوہ اور لیاقت کہاں ہے ان میں وہ تو امی محض ہیں
مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں ازروے مبالغے کے نہیں کہتا ہوں وہ حقیقت میں یوں ہی
ہیں اگرچہ تمہاری فہم میں یہ بات نہ آوے جب تم ان کو دیکھوگے تب جانوگے اور سوائے
فرمان برداری کے تم سے نہ بن پڑیگی اور تم تو کیا ہے بلکہ تمام علمائے نامدار اور فضلائے
کامگار اور تمام اہل کرامات اس زمانہ کے ان کے مطیع اور فرمان بردار ہو جاینگے انشاء اللہ
تعالے

مگر ان لوگوں کو یقین نہ ہوا پھر کئی روز وہاں رہکر مولوی صاحب ممدوح تکیہ شریفہ کو تشریف

لیگئے اور میں بھی قصبہ پالا سے رائے بریلی کو گیا اور ان روزوں رہکر مولوی صاحب ممدوح

بخیال اس بات کے کہ شاید کوئی عزیزوں مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز کے سے ہمارے

سید احمد کے ہمراہ تشریف لاویں طیاری پلنگ و چارپائی فرش وغیرہ کی کرنے لگے اس عرصہ میں تقدیر

الٰہی سے بیمار ہوئے اور بعد کئی روز کے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون اور ان روزوں

تکیے میں میرے سوائے مولوی صاحب مرحوم کے مکان پر کوئی نہ تھا بعد کئی دن کے برادری کے

لوگ جمع ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ کوئی آدمی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس واسطے خبر کے بھیجا جائے

آخر الامر ایک آدمی کو کچھ اجرہ مقرر کرکے اور ایک خط دیکر حضرت کے پاس شاہجہان آباد

کو روانہ کیا انتہی پھر بعد کئی روز کے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے میاں عبد اللہ سے

اور مجھ سے فرمایا کہ موسم جاڑے کا آپہونچا ہے ہمارے واسطے کچھ جڑاول بناؤ ہم نے

عرض کی کہ جو ارشاد ہو بنایا جاوے آپنے فرمایا کہ ایک سپید دگلا اور دو سپید دوہر اور

دو سرمئی مرزئی اور ایک لبادہ اور دو پگڑی سرمئی اور چار جوڑے کپڑے اور جو لوگ

دس بیس ہمارے ہمراہ ہیں ان کے واسطے جڑاول بناؤ اور ان سے دریافت کر دیکھو

کر جو چاہے ایک دگلا اور ایک دوھر بناوے اور جو چاہے ایک مرزئی اور ایک رضائی
بناوے پہر ہم نے جو لوگوں سے پوچھا تو اکثر صاحبوں نے دگلا اور دوھر بنانا منظور کیا
اور بعضوں نے مرزئی اور رضائی بنائی فرمائی الغرض اس تمام لباس و پوشاک میں قریبا
اسّی روپئے کے صرف ہوئے پہر ایک روز حضرت سید المجاہدین نے ہم دونوں شخصوں
سے فرمایا کہ اب کچھ اور بہی ہتیلی میں باقی ہیں ہم نے عرض کی کہ ہاں کچھ ہونگے
مگر ہمکو تعداد ان کی معلوم نہیں فرمایا وہ ہتیلی صندوقچہ سے نکال لاؤ ہم نے لاکر حاضر
کی اس میں سے سب روپے نکالکر گنے تو بیس یا بتیس روپئے نکلے آپ نے فرمایا کہ اتنے
سے اتنے روزوں سے جب سے ہم لائے تھے کتنے روپئے خرچ ہوئے ہونگے ہم نے
عرض کی کہ حضرت ہم کو شمار اس کا پورا پورا تو نہیں معلوم مگر اٹکل سے کہتے ہیں کہ کم و
بیش قریب چار سو روپئے کے البتہ خرچ ہوئے ہونگے آپنے فرمایا کہ ہم غریب لوگ
ہیں اللہ تعالے اسی طور سے ہماری پرورش کرتا ہے کیونکہ سوا اس جناب پاک
کے ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں یہ سب اسی کی عنایت ہے اور وہ بیس یا بیس
روپیہ پہر ہم کو سپرد کئے کہ انکو بہی وقت حاجت کے صرف کرنا پہر خدا

خدا رزاق ہے اور کہیں سے دیگا مگر اس روز سے پہر وہ برکت ان روپیوں
نہ رہی کئی روز میں خرچ ہو گئے حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ
کے معتقدوں میں ایک مرزا غلام حیدر شاہزادے تھے سو وہ ایک روز دو لڑکے
سات سات آٹھ برس کے اپنے ساتھ لیکر اکبرآبادی مسجد میں مولانا محمد اسمٰعیل
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا یہ دونوں لڑکے نہایت کند ذہن اور بد لہجہ
اور نے حافظ ہیں آپ انکو جناب سید المجاہدین کے نزدیک لیجائیے اور ان کے واسطے دعا
کرائے شاید اللہ تعالیٰ حضرت کی دعا سے کچھہ اپنا فضل کرے تو ان کا یہ نقصان دور ہو
مولانا صاحب ان میں سے ایک کو لیکر حضرت ممدوح پر فتوح کے پاس لیگئے حضرت نے
ان کے سر پر اپنا دست مبارک پہیرا اور مولانا صاحب ممدوح سے پوچھا کہ یہ کس کا لڑکا ہے
انہوں نے کہا مرزا غلام حیدر صاحب کا ہے حضرت نے فرمایا کہ مرزا صاحب کہاں ہیں
مولانا صاحب نے وہیں سے ان کو آواز دیکر پکارا وہ دوسرا لڑکا بہی اپنے ساتھ لیکر
حضرت کے پاس حاضر ہوے حضرت نے اس لڑکے کے سر پر بہی ہاتہ پہیرا اور فرمایا کہ
مرزا صاحب کچھہ فرمائیے انہوں نے وہی نقصان جو ان لڑکوں میں تہا بیان کیا حضرت

یہ بات سنکر ایک لحظہ خاموش ہو رہے پھر فرمایا کہ کل ہمارے پاس آنا یہ سنکر مرزا صاحب اپنے مکان کو تشریف لیگئے وہیں حضرت کے پاس اور ایک حافظ صاحب حاضر تھے انہوں نے وہی نقصان جو ان لڑکوں میں تہا بیان کیا۔ یہی عرض کی کہ حضرت میرے حق میں بہی کچھ دعا کیجئے میری آواز نہایت پست ہے اور لہجہ بہی کچھ اچھا نہیں جو کبہی میں امامت کرتا ہوں تو سوا صف اوّل کے میری آواز کوئی نہیں سنتا حضرت نے انکو ٹہرا رکھا جب وقت مغرب کا آیا مسجد کے جو امام تہے ان سے فرمایا کہ اسوقت جو حکم ہو تو یہ حافظ صاحب نماز پڑھا دیں امام نے کہا بہت خوب ہے امامت کریں پھر حافظ صاحب نے نماز پڑھائی حضرت نے ان کا پڑھنا سنا حقیقت میں جیسی وہ آواز کہتے تھے ویسی ہی تھی حضرت نے فرمایا کہ حافظ صاحب آپ کل پھر تشریف لاویں دوسرے روز مرزا صاحب بہی اپنے دونوں لڑکوں کو لیکر آئے اور حافظ صاحب بہی تشریف لائے حضرت نے پہلے روز کی طرح ان دونوں لڑکوں کو کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ میاں کوئی سورۃ قرآن کی جو تم کو یاد ہو پڑھو تو ان دونوں لڑکوں نے ایک سورۃ جسطرح پڑھتے تھے پڑھی آپنے کہا کہ مرزا صاحب یہ تمہارے صاحبزادے تو خوب پڑھتے

انہوں نے کہا ہاں حضرت اسی طرح پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مرزا صاحب انشاءاللہ تعالیٰ
یہ صاحبزادے خوب پڑھینگے اور بڑے ذہین ہونگے ایک چھ مہینے کے بعد ان کو دیکھنا
کہ ان کا کیا حال ہوتا ہے اور ان حافظ صاحب سے فرمایا کہ آپ آج تشریف لیجائیے
مگر کل ضرور پھر آئیے دوسرے روز وہ پھر آئے حضرت نے بعد نماز مغرب کے ان کو اپنے حجرے
میں بلا کر بٹھایا راوی کہتا ہے کہ یہ مجکو نہیں معلوم کہ دونوں صاحب دیر تک حجرے میں
کیا کرتے رہے حضرت نے انکے واسطے دعا کی یا ان کو کچھ تعلیم فرمایا پھر حافظ صاحب
حجرے سے نکلکر اپنے مکان کو چلے گئے بعد چند روز کے حضرت سید العابدین مع تمام
رفقا اپنے کے سہارن پور کو تشریف لیگئے وہاں قریب چھ مہینے کے اتفاق رہنے کا ہوا
بعد اس کے وہاں سے پھر جب دہلی میں تشریف فرما ہوے تو مرزا صاحب بھی اپنے دونوں
لڑکے ان لڑکوں سے تھوڑا تھوڑا پڑھوایا جو لوگ وہاں سنتے تھے تحسین و آفرین کرتے
تھے پھر ایک روز وہ حافظ صاحب حضرت کی ملاقات کو آئے حضرت نے ان سے پوچھا
کہ کہو حافظ صاحب آپکی آواز قرآن مجید پڑھنے میں کیسی ہے انہوں نے عرض کی کہ حضرت اب
اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا سے میری آواز خوب بلند کر دی حضرت سید العابدین نے اس روز

مغرب کی نماز حافظ صاحب سے پڑھوائی اس طرح کی آواز نہی کہ تمام مسجد گونج اٹھی اور نہایت خوش الحانی اور جوش لہجے سے پڑھتے تھے کہ سننے والوں کو مزہ معلوم ہوتا تہا حکایت راوی اخبار کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین نے فرمایا ایک بار واسطے کسی کار کے مجہکو کرنال میں شیخ محمد عارف کے پاس بہجا جب میں وہاں گیا شیخ صاحب ممدوح نے بہت میری خاطرداری کی اور رات کو میٹھے چاولوں میں تل بہی پڑے تھے میری مہمانی کی جب میں کہانے لگا تو میرے دانتوں کے نیچے معلوم ہوا کہ شاید چاولوں میں تل بھی پڑے ہیں بعد فراغ کہانے کے میں نے شیخ صاحب ممدوح سے پوچہا کہ حضرت کیا آپکے یہاں میٹھے چاولوں میں تل بہی پڑتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ نہیں مگر آج یہ سبب ہوا کہ شکر اسوقت موجود نہ تھی کچہہ ریوڑیاں جو حضرت ابو علی قلندرؒ کی درگاہ شریف سے آتی ہیں اُن کا شربت کر کے چاولوں میں پڑا تھا شاید کہ شربت چہاننے میں کچہہ تل بھی چلے گئے ہونگے اس کا یہ سبب ہے میں نے پوچہا کہ آپ کیا درگاہ کے خادموں میں ہیں انہوں نے کہا ہاں وہیں کی آمدنی سے ہماری گزران ہے یہ آمدنی تو ہمارے بزرگوں سے جاری ہے ہمارا اور کوئی پیشہ نہیں میں نے کہا شیخ صاحب یہ آپ برا کرتے ہیں اس نذرو

نیاز کا کھانا اچھا نہیں انہوں نے کہا ہاں صاحب یہ تو ہم بھی جانتے ہیں مگر کیا کریں اور کوئی صورت
اوقات بسری کی ہے نہیں میں یہ بات سنکر چپ ہو رہا پھر وہاں سے حضرت سید المجاہدین کے ہاں
دہلی میں آیا حضرت نے پوچھا کہو دین محمد شیخ محمد عارف صاحب نے تمہاری کیا مہمانی کی میں نے وہ قصہ
تمام بیان کیا کہ اس طور سے میٹھے چاول کھلائے اور اس طرح کی باتیں ہوئیں حضرت نے کہا
کیا وہ درگاہ کے مجاور ہیں آپنے فرمایا کہ تم نے برا کیا وہ کھانا نہ کھاتے میں نے کہا حضرت مجھکو
تو بعد کھانے کے یہ حال معلوم ہوا اگر پہلے سے خبر ہوتا تو ہرگز نہ کھاتا پھر حضرت سید المجاہدین
کئی روز کے بعد ایک اور آدمی کو بھیجکر ان کو بلوایا جب وہ حضرت کی خدمت میں آکر
حاضر ہوئے اور چند روز رہے ایک دن حضرت نے پوچھا شیخ صاحب کیا آپ شاہ بو علی قلندر
رحمۃ اللہ علیہ کے درگاہ کے خادموں میں ہیں اور وہاں کی نذر و نیاز کھاتے پیتے ہیں
انہوں نے کہا ہمارے اہل و عیال کا وہیں سے گزران ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہم سے
تم سے اتنے برسوں سے ملاقات ہے اور ایک جگہہ کا اٹھنا بیٹھنا ہے مگر یہ حال ہم کو
معلوم نہ تھا خیر جو کچھہ ہوا سو ہوا مگر اب سے توبہ کرو اور وہاں کی نذر و نیاز کھانا پینا
چھوڑ دو انہوں نے کہا حضرت یہ تو ہم سے چھوٹنا دشوار ہے اس لئے کہ یہ ہماری روزی ہے

اور کوئی ہمارے پیشہ نہیں ہوتا اگر اس کو ترک کریں تو بہو کہوں مریں حضرت نے فرمایا
شیخ صاحب آپ کا خیال نیراف کس طرف ہے روزی خدا کے قبضہ قدرت میں ہے
یہ تمام حیلے اور بہانے ہیں آپ خدا پر توکل کر کے خالص دل سے توبہ کیجئے خدا رزاق ہے
اور کہیں سے تمہاری روزی مقرر کر دے گا پہر انہوں نے کوئی عذر پیش کیا حضرت نے اسکا
بہی جواب دیا آخر کو انہوں نے توبہ کی اور کہا کہ میں تو اپنی ذات سے وہاں کی آمدنی سے
دست بردار ہوا اور وہاں کی نذر و نیاز کہانے سے بیزار ہوا ہرگز اس کے نزدیک نہ جاوں
گا اور جو خدا دیگا کہاؤں گا مگر آپ میرے حق میں واسطے کشائش رزق اور فراخی کی دعا کریں
یا اس قسم کا روپیہ عنایت فرما دیں جو ملا بخاری صاحب کو وقت رخصت کے دیا تہا حضرت
نے فرمایا کہ ہاں ہم کوئی تدبیر آپ کے واسطے ضرور کریں گے پہر نہیں معلوم ان کے واسطے
دعا کی یا اس قسم کا روپیہ دیا مگر کئی روز کے بعد فرمایا اب آپ اپنے مکان کو تشریف لیجاویں
آپکے واسطے اللہ تعالیٰ نے کہیں سے روزی مقرر کر دی ہے انہوں نے عرض کی کہ مجہکو
بہی کچہہ اسکا حال معلوم ہو کہاں سے روزی مقرر ہوی حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو
جاؤ وہیں اسکا حال دریافت ہو جاویگا پہر وہ دہلی سے کرنال کو تشریف لیگئے اور اپنے

گھر والوں سے اپنے توبہ کرنیکا حال بیان کیا یہ سنکر وہ تمام درہم برہم ہوئے لڑائی بکھیڑا
ہونے لگا یہ بات تمام شہر میں مشہور ہوئی محمد خاں وہاں کے نواب تھے یہ حال سنکر شیخ محمد
عارف کو بلایا اور فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم نے درگاہ شریف کی نذر و نیاز لینی چھوڑ دی
یہ بات سچ ہے انہوں نے عرض کی بیشک یوں ہی ہے نواب ممدوح نے فرمایا اگر تم خالص
دل سے تائب ہوئے تو شاباش صد آفرین تمہارے حوصلہ عالی کو آج سے جو خرچ تمہارے
اہل و عیال کا ہے وہ سب میرے اوپر ہے آپ اس سے نلے غم رہیں پھر اسی روز سے
ان کا سارا خرچ اپنی سرکار دولت مدار سے مقرر کر دیا اب سن بارہ سو چہتر ۱۲۷۴ ہجری ہیں
اس سے پیشتر قریب سات برس کے ہوئے ہونگے اپنی آنکہ کی دوا کیواسطے انبالہ کو گیا تہا ایک
شب شیخ صاحب ممدوح کے مکان پر رہنے کا اتفاق ہوا سب حال دریافت کیا وہی خرچ
ان کا تب تک نواب صاحب موصوف کی سرکار سے مقرر تہا مگر نواب جہدی فوت ہو گئے
تھے ان کے بیٹے یا بہتیجے نواب احمد علی خاں ان کی گدی پر برقرار تھے کشمیر کے رہنے والے
حیدر شاہ نام اکبر آبادی مسجد کے امام تھے اور بارہ تیرہ برس کا ان کا ایک بیٹا تھا
ایک روز حضرت امیر المومنین سید العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے گوشہ تنہائی میں جا کر کہنے

کہ حضرت میں نے مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کے دست مبارک پر بیعت کی ہے اور جو میرے
مقدر میں تہا ان کی صحبت بابرکت میں حاصل ہوا اب میں چاہتا ہوں آپ سے بیعت کروں
اور اپنے بیٹے کو بہی بیعت کراؤں میں جو آپکے حالات احوال فیض مآل کو مولانا شاہ
عبدالقادر صاحب کے حال سے ملاتا ہوں تو نہر اور بحر کا فرق پاتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ وہ
ہمارے پیرو مرشد تھے ان سے مجہکو کیا نسبت اگر یہ آپ کا ارادہ ہے تو ایک چار روز توقف
کیجئے پہر میں اس کا جواب باصواب دونگا بعد انقضائے مدت معہود کے پہر شاہ صاحب نے
وہی سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ آپ کا مقصود اصلی اس بیعت سے کیا ہے پہلے اس
کا حال بیان فرمائے انہوں نے عرض کی کہ مقصد دلی میرا یہ ہے میں چاہتا ہوں کہ متوکل
تارک الدنیا ہو جاؤں سوائے ذات خدا تعالیٰ کے کسی سے کچہہ کام نہ رکہوں بس یہی آرزو ہے
آپنے فرمایا کہ چار روز اور توقف کرو پہر میں تم سے بیعت لونگا بعد چار دن کے آپ نے
ان سے اور ان کے بیٹے سے بیعت لی پہر یہ ہہتیں اسلام انکو کیا تعلیم و تلقین فرمایا مگر مدت
بیس روز کے عرصے میں ان کا یہ حال ہو گیا کہ گیروا کرتہ اور گیروا عمامہ اور اسی رنگ کا تہبند
باندھے ہوئے خاموش اپنے مصلے پر بیٹہے رہتے نہ کسی سے بولتے نہ کسی سے بات کرتے

جب وقت جماعت کا آتا تب اٹھکر نماز پڑھا دیتے اور اسی طور خاموش اپنے مصلے پر بیٹھ رہتے
ایک روز ایک شاہزادہ مسجد میں تشریف لایا اور کہا ہم نے سنا ہے کہ حیدر شاہ کسی سے کلام نہیں
کرتے بالکل خلائق دنیا کو ترک کرکے بیٹھ رہے ہیں لوگوں نے عرض کی کہ بیشک چند روز سے
ان کا یہی حال ہوگیا ہے انہوں نے فرمایا کہ بادشاہ کے خزانہ معمورہ سے جو کچھ تین چار روپیہ انکے
ہیں سو ہیں ہم نے اپنے یہاں سے پانچ روپیہ شاہرہ اور مقرر کئے اس روز سے اللہ تعالے
نے انکو نان نفقے میں زیادہ فراغت کردی پھر کم یا زیادہ تین مہینہ گزرے ہونگے ایکروز
حضرت سید المجاہدین نے شاہ صاحب ممدوح کے اس لڑکے اس فرزند ارجمند کی طرف اشارہ
کرکے مولانا محمد اسماعیل صاحب سے پوچھا کہ اس لڑکے کی امامت درست ہے یا نہیں مولانا صاحب
نے کہا حضرت یہ لڑکا ابھی بالغ نہیں معلوم ہوتا ایسے کی تو امامت کو علما نہیں فتوے
دیتے اور جو بالغ ہوگا تو کچھ مضائقہ نہیں پھر دو تین روز حضرت نے مولانا ممدوح سے یہی
مسئلہ پوچھا مولانا صاحب نے وہی جواب پھر دیا مگر دل میں ایک تردد سا پیدا ہوا کہ یہ
کیا سبب ہے جو حضرت دوبارہ اسی بات کی تکرار کر چکے ہیں کئی روز کے بعد حضرت
نے پھر وہی مسئلہ مولانا صاحب سے پوچھا تب مولانا صاحب نے حضرت سے پوچھا کہ حضرت

آپ کئی روز سے اس امر کے در پئے ہیں اس کا کیا سبب ہے آپنے فرمایا میں یوں ہی پوچھتا ہوں اور اپنے حجرے میں تشریف لیگئے پیچھے سے مولانا صاحب بھی وہیں گئے اس وقت حجرے میں فقط چار شخص تھے حضرت اور مولانا صاحب اور ایک میاں عبد اللہ نو مسلم اور ایک میں مولانا صاحب نے حضرت سے پھر پوچھا کہ حضرت اس کا کچھ حال معلوم ہوا آپنے ادھر ادھر دیکھا کہ یہاں کوئی اور تو نہیں اور فرمایا کہ مولانا صاحب یہ بات کہنے کی نہیں ہے مجھکو اللہ تعالی کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ حیدر شاہ کی وفات کا وقت قریب آیا ہے اور وہ لڑکا امامت کا مستحق ہے سو جس روز بعد شاہ صاحب کے ہم اس کو واسطے امامت کے کھڑا کریں کوئی چون چرا اس امر میں نہ کرنے پاوے میں بھی اس کے پیچھے نماز پڑھونگا اور آپ بھی لے لکان پڑھ لینا یہ سبب ہے مولانا صاحب نے کہا شاہ صاحب کی وفات کس روز ہوگی آپنے فرمایا کہ یہ علم خدا کو ہے مگر اب قریب ہی جانیں پھر چند روز کے بعد شہر میں ہیضہ کا مرض شروع ہوا اسی میں شاہ صاحب بھی انتقال فرما گئے اور مولانا شاہ رفیع الدین صاحب بھی رحلت گزین ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون پھر بعد شاہ صاحب کے تیسرے یا چوتھے دن حضرت سید المجاہدین کے فرمانے سے سبنے اس لڑکے کو امامت کی پگڑی بندھوائی اور اسکے باپکے

کے عہدے پر قائم کیا ایک روز وہی شاہزادے صاحب مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں نے
حیدر شاہ کے مرنے کا ان سے بیان کیا کہ یہ بیٹا انکی جگہ پر ہے انہوں نے فرمایا کہ جو شاہ صاحب کا
ہمارے یہاں سے مبلغ تھا وہ اب انکو ملا کریگا ایک بار حضرت خاتم المحدثین امام المفسرین
والا تمیز مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کی برادری کے تین شخص قصبہ پھلت سے شاہ صاحب
ممدوح پر فتوح کی خدمت سراپا برکت میں آئے اور دو شخص غیر انہیں کے یاروں سے شاہجہان آباد
کے تھے یہ پانچوں آدمی حضرت مولانا سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے پیرو مرشد ہیں ہمارا جو اعتقاد
آپ کی جناب مستطاب میں ہے وہ اور کہیں ہرگز نہیں مگر اس امر میں ہم چاہتے ہیں کہ آپ
ہمارے واسطے حضرت سید المجاہدین سے کچھ سفارش کریں تو نہایت شفقت اور پرورش ہے
آپنے فرمایا کس بات کی سفارش چاہتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ ہم روزی روزگار سے
بہت تنگ حال شکستہ بال ہیں آپ ان سے فرمادیں کہ جس طرح کا روپیہ ملا بخاری صاحب کو
عطا کیا تھا ہم کو بھی عنایت کریں یا اور کوئی دعا بتادیں جس سے کشائش روزی اور
فراخی رزق کی ہو حضرت نے فرمایا کہ بہت خوب اور یہ حال مولوی محمد یوسف صاحب
سے بیان کیا کہ ہماری طرف سے تم جاکر سید صاحب سے کہو کہ ہماری برادری کے

کئی آدمی آئے ہیں سو وہ آپ سے اس بات کی امید رکھتے ہیں مولوی صاحب ممدوح نے
یہ حال تمام حضرت سید المجاہدین سے جا کر عرض کیا آپ نے انہیں مولوی صاحب کے زبانی کہلا بھیجا
کہ حضرت پیر مرشد کا جو ارشاد ہو تو میں وہیں خدمت بابرکت میں حاضر ہوں اور اگر مناسب
ہو تو انہیں صاحبوں کو یہاں بھیج دویں مولوی صاحب نے یہ پیام جا کر شاہ صاحب سے
گزارش کیا انہوں نے فرمایا کہ وہ تو ہمارے پاس آتے ہیں بلا تا کچھ حرج نہیں اور ان پانچوں
صاحبوں سے فرمایا کہ تم آپ ہی ان کے پاس جا کر اپنا حال جو کہنا ہو بالمشافہ اظہار کرو
پھر وہ سب صاحب حضرت سید المجاہدین کے پاس گئے اور ملاقات سے مشرف یاب ہوئے
اور اپنا سارا مطلب دلی بے تکلف بیان کیا حضرت نے ان تینوں صاحبوں کو جو شاہ صاحب
کے برادری میں تھے اسی طرح کا ایک ایک روپیہ دیا اور سمجھا دیا کہ اس روپے کو تم خرچ
نہ کرنا بحفاظت تمام نگاہ رکھنا انشاء اللہ تعالیٰ کھانے کپڑے کو محتاج نہ رہو گے اور ان دو صاحبوں
سے جو شاہ جہان آباد کے تھے فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے تو سوا لاکھ بار سورہ مزمل پڑھو
اس طور سے کہ پاک جگہ ہو اور پاک تن اور پاک پوشاک اور کچھ خوشبو بھی سلگاتے
جاؤ اور بعد نماز عشا کے علیحدہ مکان میں گیارہ بار درود اور گیارہ بار سورہ فاتحہ اول

پڑھو اور پھر نے مرتبے سورہ مزمل پڑھی جاوے پڑھو پھر آخر کو وہی گیارہ بار درود اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھو جب کچھ مدت میں سوالاکھ بار پورا ہوچکے موقوف کرو پھر انشاءاللہ تعالےٰ تمہارے یہاں اسقدر روزی کی فراخی ہوگی کہ میں اسکا کچھ بیان نہیں کرسکتا اور اگر تم سے نہ ہوسکے تو اکتالیس روز یا مغنی اور یا باسط گیارہ گیارہ ہزار اسی قید سے پڑھو مگر اس میں اول آخر سات سات بار درود اور سورہ فاتحہ پڑھو جب چلہ پورا ہوچکے تب موقوف کرو اس کے برابر تو اسمیں فائدہ نہ ہوگا مگر تو بھی اپنے اہل و عیال کے کہانے کا محتاج نہیں ہوگا انہوں نے کہا حضرت ہم سے تو یہی ہوسکے گا اور وہ تو بہت دشوار ہے اسی میں اللہ تعالےٰ جو ہم کو دیگا وہی بہت ہے پھر حضرت نے انکو رخصت کیا وہ اپنے اپنے گھر گئے اس عرصہ میں کچھ روزوں کے بعد حضرت سید المجاہدین نے سہارنپور کا سفر کیا وہاں چھہ یا سات مہینہ رہنے کا اتفاق ہوا جب وہاں سے شاہجہاں آباد کو تشریف لائے وہی دونوں صاحب جنکو وظیفہ پڑھنا فرمایا تہا کچھہ نذرانہ لیکر آپ کی ملاقات کو آئے حضرت نے پوچھا کہو اب تمہارا کیا حال ہے انہوں نے عرض کی کہ حضرت اب تو بخوبی گزران ہوتی ہے جب ہم نے وہ وظیفہ اکتالیس دن پڑھا اس کے کئی روز کے بعد ایک سوداگر اسی شہر کے نے ہم کو بلا کر نوکر رکہا اور ہزار روپیہ

روڑلے کا مال واسباب ہم کو سپرد کر دیا اب ہم دونوں اسی کی دوکان پر ہیں آپکے طفیل
سے چین کرتے ہیں کس بات کی تکلیف نہیں حضرت سید المجاہدین نے کہا اگر تم سورہ مزمل
سوا لاکھ بار پڑھ لیتے تو ایسے ایسے سوداگر تمہارے گماشتے ہوتے مگر خیر جو کچھ ہوا وہی بہتر ہے
یہ جاین تو یہاں تک ہو چکا اب رہے وہ تین شخص حضرت خاتم المحدثین رح کی برادری کے
ان کا حال حضرت سید المجاہدین کے دورہ حیات نہ معلوم ہوا مگر بعد شہادت حضرت
سید المجاہدینؒ کے میں نے ایک بار مولانا محمد اسحق صاحب سے مولانا محمد یعقوب کے روبرو پوچھا کہ وہ جو تین
شخص شاہ صاحب کے زمانہ میں رتنہک سے آئے تھے جن کو حضرت سید المجاہدین نے ایک ایک روپیہ
دیا تھا ان کا اب کیا حال ہے مولانا صاحب ممدوح نے فرمایا کہ میاں زین محمد وہ تو اب
دال روٹی سے بہت خوش و محفوظ تب سے ہم کئی بار ان کے یہاں گئے ہیں سب طرح سے
ان کے یہاں روپیہ پیسہ کی فراغی ہے کسی چیز کا ہرج نہیں حکایت راوی اخبار صداقت شعار
اس حال ہدایت مآل کو یوں اظہار کرتا ہے کہ ایک بار حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ
مجھکو اور حافظ عبد اللہ سہارنپوری کو حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین خواجہ باقی باللہ
رحمتہ اللہ علیہ کے مزار فیض آثار پر تشریف لیگئے وہاں ایک درویش مجذوب صاحب خدمت

ایرانی شاہ نام ایک حجرے میں رہتے تھے ان سے حضرت سید العابدینؒ نے ملاقات کی
اور پوچھا آپ جو اسوقت کہاویں تو ہم لاویں انہوں نے کہا اچھا کیا مضائقہ دودھ اور روٹی
منگاؤ وقت مغرب کا قریب تھا حضرت نے مجھکو اور حافظ عبداللہ صاحب کو شہر میں بھیجا
کہ جلد جاؤ اور دودھ روٹی لے آؤ اور آپ کچھ باتیں کر کے حضرت خواجہ ممدوح پر فتوح
کے مزار پرانوار پر تشریف لیگئے اور ہم دونوں شہر کو رخصت ہوے اسوقت دوکان
میں دودھ نہ ملا مگر دہی اور روٹی لیگئے وہ شاہ صاحب اپنے حجرے کے اندر تھے اور ہمارے
حضرت مزار شریف کے وہاں تھے ہم کو وہاں کوئی نظر نہ آیا حجرے سے دور کھڑے رہے
اس عرصہ میں شاہ صاحب نے اندر سے آواز دی کہ حافظ عبداللہ دین محمد روٹی لاؤ ہم
دونوں لیکر گئے آپنے تناول فرمایا اور ہم دونوں نے نماز مغرب پڑھی اس عرصے میں
ہمارے حضرت بھی آپہنچے اور ہم دونوں سے فرمایا کہ اب آؤ مکان چلیں جب وہاں سے
شہر کو تشریف لیچلے جو چند آدمی اسوقت ہمراہ ہم دونوں کے سوا اور بھی تھے ان سے
فرمانے لگے کہ اب بعد چند روز کے ایرانی شاہ صاحب کا حال مبدل ہوا چاہتا ہے
انہوں نے پوچھا کہ کچھ حال ان کا ترقی پر ہوا چاہتا ہے آپنے فرمایا کہ نہیں تنزل پر ہوگا

انہوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے آپنے فرمایا کہ ہم سے اوران سے کسی امر میں کچھ
گفتگو ہوگئی سو یہ بات گستاخی انکی جناب الہی میں ناپسند ہوئی مجھکو اللہ تعالی کی طرف
سے اشارہ ہوا کہ ہم اس شخص کو اسکی خدمت سے معزول کرینگے تجھکو ہم نے اختیار دیا ہے
میں نے چاہا کہ کچھ ان کے واسطے دعا کروں حکم ہوا کہ ہم اس امر میں دعا نہ قبول کریں گے
تجھکو ہم نے اختیار دیا ہے اسکی جگہہ پر اور کسی کو منصوب کر سو ایسا کچھ معلوم ہوتا ہے کہ
حال ان بزرگ کا نہ پکے دینداروں کا سا رہیگا اور نہ پورے دنیا داروں کا سا کچھ ایک
اور ہی طرح کا ہو جائے گا وہاں راہ میں اتنا فرماکر اپنے مکان اقامت کو تشریف لیگئے پھر بعد
چند روز کے جب وہاں سے پھر دہلی میں آئے ایک روز پھر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ
علیہ کی زیارت کو تشریف لیگئے اور انہیں شاہ صاحب سے پھر جاکر ملاقات کی اور گوشۂ
تنہائی میں جاکر خدا کو معلوم کیا ان سے کلام کیا مگر جب وہاں سے اپنے مکان اقامت کو
چلے فرمانے لگے کہ یہ شخص اپنے عہدہ خدمت سے معزول ہو گیا اب اور کوئی اسکی جگہہ پر قائم
کیا جائیگا پھر بعد کئی روز کے حضرت مولانا اسمعیل صاحب فرمانے لگے کہ میاں انکی ناہ
کی جگہہ پر ہم نے ایک اور شخص کو مقرر کر دیا ہے مولانا ممدوح نے پوچھا وہ کون صاحب ہیں

آپنے فرمایا ان کا نام دین علی شاہ ہے بس اس سے زیادہ کچھہ نہ فرمایا کہ کہاں رہتے ہیں
اور کون ہیں اور ان کے ساتھہ ہی دوسری جگہہ پھر ایک اور صاحب کو مقرر کر دیا ہے
یہ بھی فرمایا اور ان کا بھی کچھہ نام اور نشان نہ بتلایا لیکن پھر جب حضرت سید المجاہدینؒ
شاہجہاں آباد سے چالیس پینتالیس شخص بہت سہارنپور دہلی وغیرہ کے ہمراہ لیکر
قصبہ رائے بریلی کو تشریف لیگئے اور وہاں قریب ایک سال کے رہکر سب
لوگوں کو ان کے گھر رخصت کیا اور فرمایا اپنے گھر ہو آؤ پھر ہم تیاری جہاد کی کرینگے
پھلت وغیرہ کے لوگ پھلت کو گئے اور مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلی کو آئے بعد چند روز
کے مولانا ممدوح نے حضرت سید المجاہدین کو لکھا کہ یہاں ایرانی شاہ کا حال تو موافق
فرمانے آپکے مبدل ہوگیا وہ جذبہ اور درویشی کچھہ نہ رہا انہوں نے کسی عورت سے نکاح
کرلیا اب ان کے مکان قدیم سے ایک سو قدم کے فاصلے سے ایک برج ہے اس میں ایک
بڑا سا طاق ہے اس میں ایک شخص دین علی شاہ نام درویش مجذوب رہا کرتے ہیں
ایک روز میں انکی ملاقات کو گیا تھا اول تو وہ کسی سے بات کم کرتے ہیں اور دوسرے
انکی باتیں ہر ایک کی سمجھہ میں نہیں آتی ہیں مگر مجھہ سے ہوشیارانہ کلام کیا اور فرمایا کہ

جناب سید المجاہدین کو اس بات کی اطلاع کرنا چاہیے اگرچہ انکو بھی خبر ہوگئی کہ آپ
جو میرے ساتھ ایک صاحب دوسرے کو ایک جگہہ پر مقرر فرما گئے تھے سو اب انکی
رحلت کا وقت قریب آگیا ہے ان کی جگہہ اب اور کسی کو تجویز کرکہیں فقط جب یہ
خط مولانا ممدوح کا حضرت سید المجاہدین کے پاس گیا اس کے جواب میں مولانا صاحب
ممدوح کو حضرت نے لکہا کہ خط انکا ہمکو پہونچا حال اسکا واقف ہوا اور جو ورین علی شاہ
مجذوب کی طرف سے لکہا تہا سو اللہ تعالیٰ نے مجہکو پہلے اس حال سے مطلع کردیا تہا
مگر ابہی اس شخص کی زندگی سے کچہہ روز باقی ہیں بعد انتقال اس کے کوئی اور اسکی جگہہ
پر قائم کیا جائے گا کہیں میرے خیال میں آتا ہے کہ ایک جو عورت اس کی خدمت او کہانے
پانی کی خبر گیری میں رہتی ہے اس عہدہ کی وہی مستحق ہے آگے جو مرضی الہیٰ ہو پہر چند
روز کے جب اس شخص کی وفات ہوئی تب حضرت سید المجاہدین نے الہام الہیٰ
سے اسی عورت مذکورہ کو اسکی جگہہ پر قائم کیا راوی اخبار راست گفتار یوں کہتا ہے
کہ حضرت امیر المومنین سید المجاہدین جب وہاں سے سہارنپور کو جانے لگے مجہہ سے فرمایا
کہ تو بہی ہمارے ساتہہ چل میں نے عذر کیا کہ میرا جانا نہ ہوگا مجہکو حضرت اس سفر سے معذور کہیں

آپ نے نہ مانا فرمایا کہ تجھکو چلنا ہوگا اور مجھکو جانا منظور نہ تھا جس روز سہارنپور کو جانے
لگے میں وہاں سے کہیں ٹل گیا آپنے لوگوں سے فرمایا کہ ہم تو جاتے ہیں دین محمد کو ہمارے
پیچھے ضرور بھیج دینا پھر حضرت نے سہارنپور جا کر جناب خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز
قدس سرہ العزیز کو لکھا کہ دین محمد کو آپ ہمارے پیچھے ضرور بھیج دیویں میں ہر روز کہانا
حضرت خاتم المحدثین کے پاس کہاتا تھا اور رات کو اکبر آبادی مسجد میں رہتا تھا حضرت
نے مجھ سے فرمایا کہ تم کو سید صاحب نے بلایا ہے سو تم سہارنپور کو جاؤ میں نے حضرت شاہ
صاحب سے اس وقت اقرار کیا کہ وہاں بن پڑے گا تو جاؤں گا مگر جانے کا اتفاق نہ ہوا پھر حضرت
سید المجاہدینؒ نے حافظ قطب الدین صاحب کو اور شیخ ولی محمد صاحب کے بھانجے سید الدین
کو میرے لینے کیلئے بھیجا میں نے ان سے بھی عذر کیا کہ میں یہاں قرضدار ہوں بغیر ادا کئے اسکے
میرا جانا نہ ہوگا انہوں نے جا کر یہ حال حضرت سید المجاہدین سے کہا کہ وہ یہ عذر کرتا ہے حضرت
نے پھر جناب خاتم المحدثین کو لکہا کہ دین محمد کے ذمہ جو ہو حضرت اس سے دریافت کر کے
مجکو اطلاع فرماویں سو پچاس روپے جو ہوں میں یہاں سے بھیجوں مگر جس صورت سے بنے یہاں
بھیجدیں اور اس سے خبر کر دیں میری طرف سے کہ تیرا حق مجھ پر بہت ہے جیسے اور کئی صاحبوں کا

سواب اس کا وقت آیا ہے سب کے سامنے تو بھی یہاں اگر اپنا حصہ لے خباب شاہ صاحب
نے یہ حال مجھ سے کہا میں اس ایام میں کچھ جھگڑے کے حال سے واقف نہ تھا کہ حضرت نے
یہ کیا معمہ لکھ بھیجا ہے پھر میں کچھ عذر سا کرنے لگا خباب شاہ صاحب مرحوم مغفور نے فرمایا کہ تم
کو اگر جانا ہو تو جلد رخصت ہو الا ہم تم کو باندھ کر گاڑی پر سوار کر کے چار طالبعلموں کیساتھ
بھیج دینگے تم بہت واہی تباہی عذر و حیلے کرتے ہو تب میں نے حضرت سے واسطے جانے
کے پکا اقرار کیا کہ اب میں دو تین روز میں ضرور جاؤنگا اس عرصے میں پھر حافظ قطب الدین
صاحب اور شیخ سعید الدین کچھ روپے لیکر آ پہنچے اور کہنے لگے کہ جس جس کا قرضہ تمہارے ذمہ ہو
ہم سے روپے لیکر ادا کرو اور ہمارے ساتھ چلو میں تو کسی کا قرضدار تھا ہی نہیں فقط بہانہ
تھا اپنے جی میں بہت شرمندہ ہوا اور ان کو رخصت کیا کہ تم آگے چلو میں پیچھے سے آتا
ہوں پھر کئی روز کے بعد گاڑی کرایہ کی کر کے میں سہارنپور کو روانہ ہوا اس عرصے میں
حضرت سید العابدین بھی سہارنپور سے دہلی کو روانہ ہوئے اگر راہ میں ایک سر راہ
مسجد تھی اسمیں ٹھہرے میں بھی جا کر وہیں پہنچا حضرت نماز فرض ظہر کی پڑھ چکے تھے
دور سے مجھکو دیکھکر دو رکعت سنت پڑھنے لگے اتنے میں میں بھی جا پہنچا اور آپ بھی

سنت سے فارغ ہوئے اُٹھ کر مجھ سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور اپنے دست مبارک سے
میری کمر کھولی اس وقت میں کاسنی انگا اور گلابی دوپٹا گوٹا لگا ہوا اور ٹوپی بھی گوٹہ دار
پہنے تھا آپنے میری ٹوپی اتار کر ایک اور آدمی کے حوالہ کی اور اپنی ٹوپی میرے سر پر رکھدی
اور اپنے واسطے اور ٹوپی منگوائی اور انگا دوپٹا میرا اتار کر حافظ ولی محمد صاحب کو دیا کہ
اس کو ابھی دھلوا لاؤ اور مجھکو اسی مسجد میں بٹھا کر مرید کیا اور حافظ ولی محمد صاحب سے فرمایا
کہ ان کو ایک گوشہ میں جا کر توجہ دو حافظ صاحب ممدوح نے مجھکو بٹھا کر توجہ دیا جو کچھ حال
مجھکو اسمیں معلوم ہوا میں نے حضرت سے اظہار کیا حضرت بہت خوش ہوے پھر لوگوں نے
حضرت سے پوچھا کہ وہی محمد امین کا نام ہے جن کا آپ اکثر بیان کرتے تھے آپنے فرمایا ہاں
یہی ہیں پھر مجھ سے لوگوں نے کہا تم حافظ صاحب سے توجہ کیوں لیتے ہو حضرت ہی سے کیوں
نہیں لیتے میں نے یہ حال حضرت سے کہا کہ مجکو آپ ہی توجہ دیا کریں آپنے فرمایا کہ خیر کیا
مضائقہ ہم ہی دیا کرینگے اور فرمایا کہ دہلی کا تو کچھ بیان کرو تم پر کیا معاملہ گزرا میں نے
حضرت خاتم المدین رح کی خیر وعافیت کا بیان کیا اور اپنے رہنے اور کھانے پینے کا حال
کہا آپنے فرمایا کہ یہ ہم نہیں پوچھتے ہیں اس کے سوا اور جو تم پر گزرا ہو بیان کرو تب

مجھکو ایک معاملہ یاد آیا اور میں نے کہا ہاں اور بھی ہے کہ ایک روز بادشاہ سوار ہوکر
حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز کے مزار پرانوار پرواسطے زیارت کے تشریف تشریف
لیگئے تھے اور ہمارے نواب صاحب کے صاحبزادے بلند اقبال خجستہ خصال محمد وزیر خاں صاحب
دام دولتہ بھی گئے تھے ان کے ہمراہ رکاب میں بھی گیا تھا جب سواری شاہ جہاں پناہ
کی وہاں سے مراجعت فرماکے قلعہ کو گئی اور ہمارے حضور پرنور کے صاحبزادے بلند اقبال
اپنے مکان اقامت کو آئے وقت نماز مغرب کا تھا میں وہاں سے شتاب اپنی مسجد میں
آیا دو رکعت نماز ہوچکی تھی تیسری رکعت میں شریک ہوا اس حال میں میرے کان میں آواز
آئی کہ کسی نے کہا کہ تو حج کی تیاری کر اور شتاب آ میں سنکر متفکر سا ہوا کہ یہ کون کہتا ہے
پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد میں باقی نماز پڑھنے کو اٹھا دوسری رکعت میں پھر وہی
آواز آئی کہ ہم تجھ سے کہتے ہیں کہ تو حج کو جا پھر تیسری رکعت میں بھی آواز آئی کہ
تو کس بات کی فکر کرتا ہے اپنے حج کی تیاری کر اور جا جب میں نماز پڑھ چکا میرے
دلمیں ایک تشویش پیدا ہوئی کہ الہی یہ کیا معاملہ ہے مسجد میں جاکر حوض پر پاؤں لٹکا کر
بیٹھا اور بیت آواز سے کہا میں نے کہ میں مضمون ان تینوں آوازوں کا خوب سمجھا نہیں

جو کچھ حال ہو مجھکو آج رات کو خواب میں معلوم ہو جاوے پھر اس رات کو مجھ سے کسی نے
خواب میں کہا کہ تو حج کے جانے کی تیاری کر اور ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے ہیں کسی کے
بھیجے ہوئے ہیں پھر میں جاگ پڑا صبح کو مجھے اس بات کا خیال ہوا کہ اب کسی طرح حج کو
جانا چاہئے تیسرے پہر کو میں نخاس میں گیا وہاں بائیس روپیہ کا ایک ٹٹو خریدا مگر تین روز
کا اقرار کر لیا کہ اگر اس عرصہ میں کوئی عیب اسمیں ظاہر ہوگا تو ہم نہ لینگے جب ٹٹو لیکر
میں وہاں سے اپنے مکان کو چلا راہ میں ایک شخص اجنبی ملا اس نے پوچھا کہ یہ ٹٹو جو تم
نے لیا کیا کہیں سفر کا ارادہ ہے میں نے کہا ہاں سفر حج کا ارادہ ہے اس نے کہا یہ ٹٹو
تو لنگڑا ہے سفر کے کام کا نہیں میں نے کہا بھائی صاحب یہ تو اچھا تندرست ہے
لنگڑا تو نہیں اس نے کہا تم نہیں جانتے ہو یہ ٹٹو لنگڑا ہے میں وہاں سے لا کر اسکو
اپنے مکان میں باندھا رات کو دانہ گھاس دیا صبح کو جو کھولا تو لنگ لنگ کرنے لگا
اسی دن تیسرے پہر کو میں نے اس کے مالک کو پھیر دیا اور اپنے روپے لے لئے پھر ایک رات
کو میں نے خواب میں آپکو دیکھا کہ آپ مجھ سے فرماتے ہیں کہ دین محمد خاطر جمع رکھ
اللہ تعالیٰ چاہیگا تو سب کام تیرا درست ہوگا کسی بات کا اندیشہ نہ کر بعد اسکے میں

جگ پڑا پھر کئی روز کے بعد گاڑی کرائے کی کرکے میں اسطرف روانہ ہوا یہاں آکر آپ سے ملا فقط آپنے فرمایا یہی میں پوچھتا ہوں سوخوب کیا جو تم ہمارے پاس چلے آئے اور اس سفر وسیلۃ الظفر میں ایک یہ عجیب واقعہ گذرا کہ اس نواح میں ایک بستی شکار پور مشہور حضرت سید المجاہدین کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنکر وہاں کے اکثر شرفا او رعایا آئے اور آپ کو بہ تعظیم و تکریم تمام اپنی بستی میں لیگئے اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی اور اسی بستی میں ایک کسی بزرگ ولی اللہ کے مزار فیض آثار تھے وہاں کے مجاور بھی آئے اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بات کے درپے ہوئے کہ آپ درگاہ شریف لیچلیں وہاں جنگل بھی ہے طاؤسوں کا شکار کھیلیں اور اس بزرگ صاحب مزار کا یہ خدا کیطرف سے یہ خاصہ مدت مدید سے تھا کہ جو کوئی وہاں بے ادبی کسی نوع کی کرتا یا وہاں کا کوئی جانور مارتا یا درخت کاٹتا تو ضرور اس کو کوئی صدمہ پہونچ جاتا اندھا ہوجاتا یا کوڑھی یا لولا یا لنگڑا یا اور طرح کی بلا میں مبتلا ہوجاتا اور اس بزرگ کی اس کرامت سے اس ضلع کے سب لوگ واقف تھے حضرت سید المجاہدین نے فرمایا مجاوروں سے فرمایا کہ تم ہم کو وہاں نہ لیجاؤ اور وہاں شکار کھیلنا کیا ضرور اگر میں وہاں جاؤنگا اور شکار کھیلوں گا تو پھر یہ

کرامت اس بزرگ کی جو مشہور ہے سو موقوف ہو جاویگی اور جانور بھی وہاں کے چلے جاوینگے
اس سے بہتر یہی ہے کہ مجھکو وہاں جانے سے معاف کرو یہ بات سنکر ان لوگونکو تعجب ہوا
اور بہی حضرت کے لیجانے پر مجوز ہوئے کہ حضرت جو کچھ ہو سو ہو مگر آپ وہاں تشریف لیجائیں آخرالامر
حضرت ان کے اصرار کرنے سے وہاں تشریف لیگئے اور طاؤسوں پر دو تیر چلائے مگر ایک بہی
نہ لگا لیکن اسی روز سے وہاں کے طاؤس اور تمام جانور خدا جانے کہاں جاتے رہے اور آج
تک وہاں کوئی جانور نہیں رہتا اور پہر حضرت اس بزرگ کے مزار پر انوار پر تشریف لیگئے
اور وہاں کشف قبور کا مراقبہ کیا اور ان کی روح پر فتوح سے ملاقات ہوئی حضرت کے
قدوم ہدایت لزوم سے ان کو بڑا فائدہ حاصل ہوا اور اسی عالم برزخ میں کہنے لگے کہ حضرت
افسوس ہے اگر میں عالم حیات میں ہوتا تو ہمیشہ آپکے ہمراہ رکاب رہتا اور آپکی خدمت
فیضدرجت سے فائدہ حاصل کرتا اسی طرح سے اور بہت سے کلام کئے پہر حضرت وہاں سے
جہاں اترے تھے وہاں تشریف لائے لوگوں نے حضرت سے پوچھا کہ اب کوئی وہاں کے جنگل کا
درخت کاٹے کچھ نقصان تو نہیں ہوگا آپنے فرمایا کہ وہ حال جو اول تہا بالکل جاتا رہا کہ کوئی
اندہا لولا لنگڑا یا بیمار خوار ہوئے تم اپکی صلاح و مشورے سے کاٹو اور جو کوئی وہاں کی ملکیت

کا دعوے کرے کہ میں مالک ہوں اور کوئی دوسرا کہے میں مختار ہوں اس ظاہری
لڑائی جھگڑے کا خیال رکھو اور کبھی اندیشہ ہے پھر آخر کو موافق فرمانے حضرت
کے وہاں کا یہ حال ہوا کہ چند مدت کے بعد جس مسجد میں حضرت اُترے تھے موسم
برشگال میں طغیانی باران سے تینوں گنبد مسجد کے بیٹھ گئے اور کسی طرف کی دیوار بھی ٹوٹ
گئی وہاں کے غریب غرباء نمازیوں نے آپس میں اتفاق کرکے دیوار تو اسکی درست کر لی
مگر گنبد نہ بن سکے آخر کو یہ مشورہ ٹھہرا کہ اس درگاہ میں پرانی شیشم کے درخت ہیں سو دو
چار درخت کاٹ کر اسکی کڑیوں سے چھت مسجد کی پاٹیں مگر مارے خوف کے کسی کی جرات
نہ پڑتی تھی آخر کو ایک شخص لنگڑا اہرا طالاک اور بیباک تھا اس نے کہا چلو پہلے میں خدا
پر توکل کرکے ہاتھ لگاتا ہوں پھر سب لوگوں کو لیکر وہاں گیا اور ایک درخت میں دو چار
کلہاڑیاں اپنے ہاتھ سے لگائیں پھر مزدوروں سے کہا کہ اب تم کاٹو تو یہ حال دیکھکر
پھر تو ہر کوئی کاٹنے لگا چند روز میں اس جنگل کے درخت تمام ہوگئے اسی لکڑی سے
مسجد بھی پاٹی اور لوگوں نے اپنے گھر بھی پاٹے اور چوکی تخت کواڑ وغیرہ جو چاہے بنائے
کسی کا سر تک نہ دکھا یہ تو قصہ تمام ہوا پھر وہاں سے حضرت سید العابدین موضع ارلی

تشریف لیگئے اس کا حال یوں ہوا اس موضع مذکور میں ایک خیراتی خان حضرت سید المجاہدین کے آستانہ رہتے تھے آگے وہ نواب جمشید خاں کے پاس نوکر تھے یہ نہیں معلوم ان سے کیا قصور صادر ہوا تھا جس کے سبب سے نواب ممدوح نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پہر وادی تھیں سو اس کے صدمہ سے وہ بالکل اندھے تو نہیں ہو گئے تھے مگر آنکھیں سبز ہو گئی تھیں اور نگاہ بھی کم ہو گئی تھی سو انہوں نے سنا کہ شکارپور کی مسجد میں کوئی بزرگ پیرزادے اترے ہیں وہ وہاں ملاقات کو گئے دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو ہمارے سید احمد صاحب ہیں لپٹ گئے اور وہاں سے حضرت کو اپنی بستی میں لیگئے ضیافت کی اور حضرت سے اپنی نظر کا شکوہ کیا کہ میری آنکھوں کی نگاہ روز بروز کم ہوتی جاتی ہے سو آپ کچھ جناب الٰہی میں دعا کریں حضرت نے اپنا دست مبارک ان کی آنکھوں پر پھیرا اور دعا کی اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اب جتنی نظر ہے اس سے زیادہ تو ہوگا نہیں مگر کم نہ ہوگی پھر خان ممدوح نے اپنی معاش اور کثرت خرچ کی شکایت کی کہ بادشاہ ہوئے کے وقت سے کچھ جاگیر ہمارے آبا و اجداد کی مقرر تھی اور اب بھی ہے سو اس میں ایسی پیدائش نہیں کہ سال بھر با خوبی گذران ہو حضرت کچھ اس کے واسطے بھی دعا کریں

آپنے فرمایا کہ وہ زمین معاف کہ جہاں ہے وہاں ہمکو لیچلو پھر خان موصوف حضرت کو
اپنی جاگیر میں لیگئے وہاں آپنے دعا کی اور فرمایا کہ اب اللہ تعالے اس میں ایسی برکت
کریگا کہ باخوبی تمہاری گزران ہوگی اور اس میں اتنا غلہ پیدا ہوگا کہ سال بہر تمہارے
ہی کہانے اور خرچ کرنے سے نہ چلیگا وہیں پہر اس بستی کا ایک اور شخص موجود تہا
اُسنے کہا حضرت کچھ میرے کہیت واسطے بہی دعا کریں میرے یہاں بہی اللہ تعالے برکت
کریگا کہ اس کا غلہ تمہارے کہانے اور خرچ کرنے سے سال بہر نہ چلیگا پھر ایک شخص
اور بہی اپنے کہیت میں لیگیا وہاں بہی آپنے دعا کی اور اسی طرح فرمایا پھر وہاں سے
مسجد میں جہاں اُترے تہے تشریف لائے اور رات بہر رہے صبح کو وہاں کچھ لوگوں نے
آکر آپکے دست مبارک پر بیعت کی اس عرصے میں ایک شخص نے کہا میں روزی سے
بہت تنگ حال ہوں کچھ ایسا فرمائے کہ کشائش ہو آپنے فرمایا کہ تم ہر روز اول
آخر درود اور گیارہ سو بار اللہ الصمد پڑہا کرو اللہ تعالے تمہاری روزی میں برکت
کریگا اتنے میں ایک شخص نے اور یہی سوال کیا اس کو فرمایا کہ تم اول آخر درود
اور گیارہ سو بار ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین پڑہا کرو اللہ تعالے تم کو کسی

چیز کا محتاج نہ کرے گا یہ قصہ یہاں تک ہو چکا راوی اخبار کہتا ہے کہ جب حضرت

امیر المومنین سید المجاہدین وہاں سے شاہجہان آباد کو گئے اور چند روز میں وہاں سے

قصبہ رائے بریلی جا کر حج کو تشریف لے گئے اور وہاں سے آکر جہاد کی تیاری کر کے ولایت

کو گئے ان روزوں حضرت سنجار میں تشریف رکھتے تھے مجھ کو کسی کام کو ہندوستان

میں بھیجا میں وہاں سے آتے آتے قصبہ شاملی علاقہ سہارنپور میں مولوی خدا بخش صاحب

جو حضرت کے خلیفہ تھے ان کے پاس آیا ان روزوں مولوی صاحب ممدوح سرکار

انگریزی میں سررشتہ دار تھے واسطے کسی معاملہ کے چھ سات آدمیوں سے خیراتی خان بھی آئے

تھے مجھ کو دیکھ کر پہچانا اور کہا تمہارا دین محمد نام ہے میں نے کہا ہاں تمہارا کیا خیراتی خان

نام ہے یہ سنکر وہ اٹھے مجھ سے ملے اور مصافحہ کیا اور حضرت امیر المومنین سید المجاہدین

کا حال پوچھا جو کچھ تھا میں نے بیان کیا پھر میں نے ان کا حال پوچھا اور انکی آنکھوں کا

وہ کہنے لگے سب طرح سے خدا کا فضل ہے جب سے حضرت امیر المومنین نے میری آنکھوں

کے واسطے دعا کی تب سے نظر کچھ زیادہ تو ہوئی مگر کم نہیں اور جو میری جاگیر کے حق میں

دعا کی تھی اس میں بھی خدا کے فضل سے اتنا غلہ پیدا ہوتا ہے کہ با خوبی امیرانہ گذاری گذر ہوتی

ہے پھر میں نے پوچھا کہ جو اور صاحبوں نے اسی روز دعا کرائی تھی ان کا کیا حال ہے
انہوں نے کہا کہ سب خوش اور محفوظ ہیں چین کرتے ہیں وہ لوگ جو خانصاحب
ممدوح کے ہمراہ تھے کہنے لگے کہ افسوس اس وقت یہ حال حضرت کی دعا کا نہیں جانتے
تھے ورنہ ہم بھی دعا کراتے اور مجھ سے کہنے لگے کہ بھائی دین محمد جو کچھ تم کو حضرت نے
تعلیم فرمایا ہو وہ ہم کو بتاؤ میں نے کہا صاحبو مجھکو کچھ نہیں آتا اور میرے سکھلانے سے
کیا ہوتا ہے وہ برکت کا اثر حضرت ہی کی زبان فیض ترجمان پر تھا پھر خیراتی خاں
نے مجھ سے کہا کہ مولوی خدا بخش صاحب حضرت کے خلیفہ ہیں اور میں بھی حضرت کا
مرید اور معتقد ہوں اور انہیں کے حکم سے میں اپنے مکان پر بیٹھا ہوں نہیں تو
جہاد میں جا کر میں بھی شریک ہوتا اور میاں میرا ایک معاملہ مولوی صاحب کی کچہری
میں دائر ہے میں جو اپنی رفاقت کا حال بیان کرتا ہوں کہ میں حضرت کا ایسا رفیق
اور خادم ہوں اور مجھ پر حضرت ایسی شفقت اور مہربانی رکھتے تھے تو مولوی صاحب
موصوف جانتے ہیں کہ شاید یہ شخص اپنے معاملے کی خوشامد سے یہ باتیں کرتا ہے
سو تم غائبانہ کچھ میرا حال اُن سے بیان کرو میں نے کہا بہت خوب پھر میں نے خانصاحب

کے سامنے اول سے آخر تک رفاقت اور بیعت کا اور انکی آنکھوں کے واسطے حضرت
کے دعا کرنے کا سب مولوی خدا بخش صاحب نے بیان کیا یہ باتیں مجھ سے سنکر بہت خوش
ہوئے اور خالصاحب سے اُٹھ کر ملے اور کہا اب آپ اپنے مکان پر تشریف لیجاؤ میں علاج
آنکھوں کا انشاءاللہ تعالےٰ جیسا مجھ سے ہوسکیگا درست کردونگا اور علاوہ اسکے جو کام آپکا
میرے لائق ہو بلا تامل کہلا بھیجا کرئے کچھ آپ کے آنے کی میرے پاس ضرورت نہیں میں درست
کردیا کرونگا یہ قصہ یہاں تک ہوچکا پھر حضرت سید العابدین کو ایک بستی کے لوگ آکر لیوائے
لے گئے جب اس بستی میں حضرت پہنچے ایک لڑکا چودہ پندرہ برس کا مجذوب عبدالرحیم
نام برہنہ مادرزاد سر راہ بیٹھا تھا لوگ اسکو جھڑکنے لگے کہ حضرت سید صاحب آتے ہیں
تو ننگا بیٹھا ہے یہاں سے چلا جا وہ لڑکا کچھ خبر نہوا حضرت نے لوگوں کو منع کیا کہ اس
کو نہ چھیڑو بیٹھا رہنے دو پھر جب وہاں سے جا کر ایک شخص کے برآمدے پر اُترے
تب کسی سے فرمایا کہ یہاں سے ایک تہبند لیجاؤ اور اس لڑکے مجذوب کو پہنا کر ہمارے
پاس لاؤ وہ شخص تہبند لیکر گیا اور اس لڑکے کو کہا کہ یہ تہبند باندھ کر ہمارے ساتھ
سید صاحب کے پاس چلو وہ لڑکا یہ باتیں سنکر خبر نہ ہوا کہ کون کیا کہتا ہے اور تہبند بھی

نہ لیا اس شخص نے یہ حال آکر حضرت سے عرض کیا کہ وہ لڑکا دیوانہ ہے نہ بولتا ہے نہ
بات سمجھتا ہے آپنے فرمایا پھر جاؤ اور اس سے کہو کہ تم کو سید صاحب نے بلایا ہے یہ تہبند
باندہ کر ہمارے ساتھ چلو وہ شخص پھر گیا اور اسی طرح حضرت کا پیغام اس سے کہا وہ
لڑکا یہ سنکر وہ تہبند باندہ کر اس کے ساتھ چلا آیا حضرت نے فرمایا کہ ان کو بٹہا لو جب
اسکو بٹہایا تب حضرت نے کچھ شیرینی اپنے پاس سے بھیجکر لوگوں سے کہا کہ ان کو کہلاؤ
جب وہ شیرینی اس نے کہائی پہر حضرت نے اسکو خلوت تنہائی میں اپنے پاس بلایا
یہ نہیں معلوم وہاں اس سے کیا کلام کیا پہر وہاں سے اس کو لیکر حضرت باہر تشریف لائے
اور لوگوں سے فرمایا کہ ان کو لیجاؤ اور کپڑے پہنا کر ہمارے پاس لاؤ پہر جب اسکو نہلایا
پہر کسی نے چادر کسی نے انکو ٹوپی دی اسکو پہنا کر حضرت کے پاس لائے پہر تو وہ لڑکا لوگوں
سے ایک دو کلام بہی کسی وقت کرنے لگا لوگوں نے اس کا حال حضرت سے پوچھا آپ
نے فرمایا کہ لڑکا یہاں کا صاحب خدمت ہونیوالا ہے مگر یہ ہمارے کام کا ہے لوگوں نے
حضرت سے کہا کہ صاحب خدمت کا تو بڑا عہدہ ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ بیشک بڑا عہدہ
ہے مگر جہاد سے بڑہ کر کوئی عہدہ نہیں ہم اسکی جگہہ پہر اور کسی کو مقرر کر دیں گے

اور ان کو اپنے ساتھ جہاد کو لیچلیں گے پھر دوسرے روز حضرت اُس بستی سے کسی اور بستی میں گئے
پھر وہاں سے میرٹھ کو تشریف لیگئے وہاں کے اکثر شرفا اور غربا نے آپکے دست مبارک پر بیعت
کی وہاں کے جو قاضی حیات بخش تھے انہوں نے حضرت سے پہلے بیعت کی تھی سو وہ قاضی صاحب
اور مولانا عبدالحئی صاحب نے حضرت سے عرض کی کہ یہاں کے رئیسوں میں ایک مولوی خدا بخش
صاحب ہیں کسی طرح وہ آپکے دست مبارک پر بیعت کریں تو بہت لوگوں کو ان سے
فیض ہو اور وہ مولوی صاحب موصوف مولانا صاحب کے شاگرد تھے حضرت نے مولانا صاحب سے
فرمایا کہ تم کو اس بات کی بڑی آرزو ہے خیر خاطر جمع رکھو خدا چاہیگا تو ایسا ہی ہوگا
لیکن تم جاکر ان کو اسکی رغبت دلاؤ انہوں نے عرض کی کہ ہم تو کئی بار ان سے کہہ چکے ہیں
مگر وہ نہیں مانتے حضرت نے فرمایا کہ خیر اب کی بار تم ہمارے کہنے سے جاؤ اور انکو
ترغیب دلاؤ الغرض مولانا عبدالحئی صاحب پھر ان کے پاس گئے اور بہت سمجھایا مگر اس
وقت ان کے خیال میں نہ آیا پھر انکار کیا مولانا موصوف ناچار ہو کر حضرت کے
پاس آئے اور وہ حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اب آپ خاطر جمع رکھیں انشاء اللہ
تعالیٰ وہ آپ ہی یہاں آوینگے اس عرصے میں مولوی خدا بخش صاحب کے یاروں میں

ایک برہمن تہا اور وہی ہر وقت ان کی ہر ایک خدمت میں حاضر رہتا تھا اس سے کہا کہ ہمارے
مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لو اور ہم انکار کرتے ہیں سو اب ہم
نے ایک مضمون اپنے دل میں سوچ رکھا ہے اور سید صاحب کے پاس جاتے ہیں اگر وہ اس مضمون
کے موافق پیش آئے تو ہم جانیں گے کہ وہ بیشک ولی ہیں پہر ہم اسی وقت بیعت کر لیویں گے
والا یوں ہی چلے آوینگے اس نے کہا دل کا حال خدا جانے سید صاحب کیونکر معلوم کرینگے مولوی
صاحب نے کہا اگر وہ ولی ہیں تو اللہ تعالے انکو آگاہ کر دے گا اس نے پوچہا وہ کیا مضمون ہے
مولوی صاحب نے کہا ہم ابہی نہ بتاوینگے پہر مکان سے حضرت کے پاس مسجد میں جہاں اترے تھے
گئے اس وقت حضرت کے گرد لوگ بکثرت تمام جمع تھے اور حضرت ان کو پہچانتے بہی نہ تھے
اور وہ حضرت کی پشت کی طرف سے گئے حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب آئے ان کو بیٹہنے
کی جگہہ دو اور ان کا ہاتہہ پکڑ کے بڑے اخلاق سے اپنے سامنے بٹہایا اور فرمایا آپ کیا
ارادہ کر کے تشریف لائے ہیں مولوی صاحب نے کہا حضرت میری مراد تو پوری ہوگئی اور ہاتہہ
بڑھایا کہ مجھکو اپنے سلک بیعت میں منسلک فرماویں حضرت نے فرمایا کہ آپ ابہی تعجیل نہ کریں
خوب دلمیں سوچ لیویں مولوی صاحب نے عرض کی اب مجھے کچھہ سوچنے کی حاجت نہیں

جو میں اپنے دل میں خیال کرکے آیا تھا کہ اگر حضرت میرے ساتھ اخلاق سے پیش آویں گے تو میں
حضرت کے ہاتھ پر بیعت کروں گا ورنہ ملاقات کر کے چلا آؤں گا سو وہی حال موافق خیال میر
کے پیش آیا پھر حضرت نے مولویصاحب کو مولانا عبدالحی صاحب سپرد کیا کہ تم ان کو توجہ
اور کچھ ذکر و شغل تعلیم کرو پھر ہم سمجھ لیں گے پھر مولانا ممدوح نے ان کو توجہ دیا اور ذکر و شغل
تعلیم کیا پھر مولویصاحب موصوف اپنے مکان کو چلے گئے حضرت سید المجاہدین نے فرمایا کہ ہم
بھی آپکے مکان پر کسی وقت آپسے رخصت ہو آویں گے پھر کچھ عرصے کے بعد حضرت سے کہلا
بھیجا کہ حضرت ابھی کچھ دیر توقف کر کے تشریف لاویں بلکہ میں اپنا آدمی آپکے لینے کو بھیجوں گا
پھر مولوی صاحب کے مکان آلات معارف اور مزامیر کے تھے مثل ڈھول دائرہ سارنگی طنبور ستار
دوتارہ وغیرہ اور شراب کی بوتلیں حقہ وغیرہ سب کو توڑ پھوڑ کے دور کیا اور مکان میں عمدہ جاجم
اور چاندنی بچھوا کر حضرت کو بلوایا جب حضرت وہاں تشریف لے گئے اور ان کو توجہ دیا اور
اپنا ایک پائجامہ اور ٹیپی مرزئی اور ایک تاج عنایت کیا اور فرمایا کہ اس مرزئی کو اچھی طرح
سے اپنے پاس رکھنا جس وقت تم اسکو پہنو گے تو تمہارا حال اور طرح ہو جایا کرے گا یعنی
صاحب تاثیر درویش کامل کا سا اور یہہ ٹوپی پائجامہ پہن ڈالنا یا جو چاہنا سو کرنا پھر مولوی صاحب

یعنی مولوی خدابخش صاحب نے اسی اپنے یار برہمن سے کچھ روپے منگوا کر حضرت کے
نذر کئے اس عرصے میں کہیں حضرت نے اس برہمن کا جینو دیکھ لیا پوچھا مولوی صاحب
سے کہ یہ کیا برہمن ہیں انہوں نے کہا ہاں برہمن ہیں اور یہی میرا سب کاروبار کرتے ہیں
بلکہ مجھکو کھانا بھی کھلاتے ہیں اور کھانے پانی کو چھونے سے بہت پرہیز نہیں کرتے ہیں
حضرت نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ صاحبو اس بات کو یاد رکھنا اور چاہو تو لکھ رکھو یہ
شخص برہمن نہ مریگا جب تک مسلمان نہ ہوگا یعنی مسلمان ہوکر مریگا یہ کہکر تو حضرت
وہاں سے رخصت ہوئے پھر جے کو طرف دہلی کے کوچ کیا یہ قصہ تو چکا اب رہا حال
اس برہمن کے اسلام لانے کا سو یہ ماجرا یوں ہوا کہ اب جو سن بارہ سو چوہتر ہجری میں
اور مہینہ محرم کا اس سے پہلے قریب دو برس کے گذرے ہونگے میں ایک روز اپنے مکان سے
میر نواب کے مکان پر گیا ایک شخص لباس فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھا تھا میر نواب نے کہا میاں دین محمد
ان بھائی صاحب سے اٹھ کر معانقہ اور مصافحہ کرو میں موافق فرمانے میر صاحب مروح کے معانقہ
اور مصافحہ کیا پھر میں نے میر صاحب سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں اور کہاں سے تشریف
لائے ہیں انہوں نے فرمایا یہہ بھائی صاحب اول تو برہمن تھے مگر اب قریب ایک

مہینے کے ہوا کہ ہمارے نواب مستطاب معلی القاب نواب وزیر الدولہ امیر الملک
محمد وزیر خاں بہادر دام اقبالہٗ کے یہاں مسلمان ہوئے ہیں پھر میں نے اُن سے پوچھا
کہ آپ اول کہاں کہاں رہے انہوں نے کہا کہ میں تو بہت مدت تک ایک مولوی
خدا بخش کی صحبت میں رہا اور انہیں کے پاس کچھ علم فارسی پڑھا اور بھائی کی بیٹی بیاہی
میں نے کہا بھائی صاحب تمکو یاد ہے جب ہمارے حضرت امیر المومنین سید المجاہدین میرٹھ
میں تشریف لیگئے تھے جب مولوی خدا بخش صاحب نے حضرت ممدوح پر فتوح سے بیعت کی تھی
اور تمہارے حق میں فرمایا تھا کہ یہ شخص بغیر مسلمان ہوئے نہ مریگا یہ بات سنکر وہ کہنے لگے
کہ ہاں کیوں نہیں یاد ہے کیا تم بھی سید صاحب کے ہمراہ تھے میں نے کہا ہاں میں بھی تھا یہ بات
سنکر پھر اُٹھے اور دوسرا کر کے ملے اور مصافحہ کیا حکایت راوی اخبار کہتا ہے کہ حضرت
امیر المومنین سید المجاہدین رح جب سہارنپور کے سفر با ظفر سے مراجعت کر کے بلدہ مرادآباد شاہجہاں آباد
میں تشریف فرما ہوئے تب تمام خواص و عوام میں حضرت ممدوح پر فتوح کی توجہ دینے کا
بڑا شہرہ ہوا یہاں تک کہ ایک روز تین شخص ہنود قوم سراوگی ذی عزت صاحب دولت
دوشالے اوڑھے حضرت کی خدمت بابرکت میں آ کر عرض کرنے لگے کہ ہم نے آپکی توجہ

دینے کا ایسا ایسا حال اکثر لوگوں سے سنا ہے سو ہم بھی امیدوار ہیں کہ کچھ دیکھیں
آپنے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے پھر اپنے آدمیوں سے تین آدمی بلائے اور فرمایا کہ ان
تینوں شخصوں کو ایک گوشہ میں بٹھا کر توجہ دو اور اُن سے کہا کہ جو کچھ تم حالات دیکھنا
پھر ہم سے آکر بیان کرنا الغرض ایک ایک کو وہ تینوں لیگئے اور توجہ دیا پھر وہ تینوں
حضرت کے پاس آئے آپنے پوچھا کہ جو تم نے دیکھا ہو بیان کرو کسی نے کہا اپنے رام کو دیکھا
کسی نے کہا ہم نے مہادیو کو دیکھا کسی نے کہا ہم نے اپنے کرشن کو دیکھا حضرت نے کہا کہ تم نے
خوب انکو دیکھا اور پہچانا کچھ شک نہیں انہوں نے کہا کچھ شک نہیں ہم نے خوب دیکھا
اور پہچانا پھر آپنے کہا کہ تم نے اُن سے کچھ پوچھا بھی تھا وہ بولے کہ صاحب ہم نے تو کچھ
نہیں پوچھا آپنے فرمایا کہ کل پھر آنا اور جو ہم کہیں وہ پوچھنا پھر وہ دوسرے دن دو آدمی
لیکر اور اپنے ساتھ آئے حضرت سید العابدین نے ان پانچوں سے فرمایا کہ تم آج کی توجہ
میں اپنے دیوتاؤں سے یہ پوچھنا کہ حق دین کون ہے مسلمانوں کا یا ہندوؤں کا جو کچھ
وہ تم سے کہیں سو سچ سچ پھر ہم سے بیان کرنا پھر پانچ اپنے مریدوں سے فرمایا کہ انکو
جدا جدا بٹھا کر توجہ دو انہوں نے ان سبکو توجہ دے کر پھر حضرت کے پاس لائے حضرت

نے ان سے پوچھا کہ بیان کرو کیا انہوں نے تمکو جواب دیا تو وہ مارے شرم کے کوئی نہ بولے
آپنے فرمایا کہ شرم نہ کرو جو کچھ ہو سو کہو آگے تمکو بہر اختیار ہے چاہو اسکو مانو یا نہ مانو انہوں نے عرض کی
کہ حضرت سچ تو یہ ہے کہ جب ہم نے ان سے پوچھا کہ دین حق کون ہے اونہوں نے فرمایا کہ دین
مسلمانوں کا حق ہے اور ہندؤں کا باطل اور ہم نے یہ کب کسی سے کہا تھا کہ کوئی ہم کو پوجے
اور ہم سے اپنی حاجت مراد مانگے نہ سوا خدا کے ہم کسی کو پوجتے تھے اور ہم نے کسی سے کہا
سو حضرت بات یوں ہے کہ یہہ لوگ اپنے باپ دادے اور اپنے برادری کے دین دھرم
کی پابندی میں حق و باطل کے طالب نہیں ہم سے یہ طریقہ چھوٹ نہیں سکتا سو اب آپ ہمکو
اپنا ہندو یا چیلہ جانو ہم کو ہمارے ہی دین دھرم پر رہنے دو حضرت نے فرمایا کہ تم جانو ہمارا
تم پر کچھ زور نہیں کہ تم کو مسلمان کریں جو حق تہا تم پر ظاہر ہوگیا اب چاہو مانو چاہو نہ مانو
تو پھر وہ پانچوں شخص اپنے دلمیں شرمندہ سے ہوکر وہاں سے اپنے اپنے گھر چلے گئے'' ۔

حکایت راوی اخبار راست گفتار یوں روایت کرتا ہے کہ جب حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
نے شاہجہاں آباد آستانہ اپنے کے عزم بالجزم کیا کہ ہفتے کو روانہ ہونے کے ایک دن پہلے جمعہ کو
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب رح نے حضرت کی دعوت کی حضرت کے ہمراہ قریب ساٹھہ آدمی کے تھے

اور علاوہ اسکے بیس بائیس طالب علم اکبر آبادی مسجد کے ہوں گے سو مولانا صاحب ممدوح نے
سو آدمیوں کا کہانا پکوا کر تیار کیا چاہا کہ سبکو کہلاویں اس میں اکثر شہر کے آدمی آنے لگے واسطے
اس بات کے کہ کل تو حضرت تشریف وطن تشریف کو لیجاوینگے آج مولانا عبد الحئی صاحب وعظ
کسی مسجد میں فرماوینگے جامع مسجد میں یا اکبر آبادی میں حضرت امام المجاہدین نے دیکہا کہ لوگوں کے
آنے کا تار بندہا ہے اونکو چھوڑ کر کھانا کیونکر کھاویں مولانا عبد الحئی صاحب سے اسکی صلاح لی کہ
ان لوگوں کو بھی کہانے کو پوچھا چاہئے جو کوئی کہاویگا تو خیر اور نہیں تو نہیں مولانا صاحب نے کہا
اچھی بات ہے اور کہا کہ اسوقت اور کہانا تو پکنا دشوار ہے مگر بازار کسی دوکان پر جو اسوقت
دو چار من کی روٹیاں تیار ہوں منگوا لیجائیں اور جو کچھ وہاں سالن موجود ہو وہ بھی آجاوے
حضرت سید المجاہدین نے فرمایا کہ مولانا صاحب اور کھانا منگوانیکی کچھ حاجت نہیں اللہ تعالیٰ
اسمیں برکت کریگا پھر میاں عبد اللہ جو آپکے کاروبار کے مختار تھے فرمایا کہ روٹیاں چادر سے چھپا کر
مولانا عبد القادر صاحب کے حجرے میں رکہدو اور سالن کی ڈیگ نیچے کے حجرے میں لیجاؤ اور بڑے بڑے
کونڈوں میں سالن نکال کر اور روٹیاں وہاں سے لیکر کھلانا شروع کر دو جو لوگ آتے جاویں
کھاتے جاویں پھر میاں عبد اللہ صاحب نے موافق فرمانے حضرت کے لوگوں کو کھانا شروع کیا و سب

ساڑھے تین سو آدمیوں کے ہوں گے سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور دس بارہ آدمی کا کہانا بچ رہا پھر
بعد فراغ کھلانیکے وقت نماز جمعہ کا قریب آ پہونچا حضرت سید المجاہدین اور مولانا عبدالحی صاحب نے
تو جامع مسجد میں جا کر جمعہ پڑہا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے اوسی اکبر آبادی مسجد میں پڑھا پھر بعد نماز کے
حضرت سید المجاہدین اور مولانا عبدالحی صاحب جامع مسجد سے تشریف لائے اور سینکڑوں آدمی وعظ
سننے کو آپکے ہمراہ آئے حضرت سید المجاہدین نے مولانا عبدالحی صاحب سے کہا کہ یہ لوگ آپکے وعظ
سننے کے اُمیدوار ہیں کچھ اِنسے مسجد میں فرمائیے مولانا صاحب اس مجمع کے درمیان ایک جگہ
بیٹھکر وعظ فرمانے لگے کچھ تھوڑا سا بیان کرنے پائے کہ اذان عصر کی ہوئی وعظ موقوف ہوا
لوگ نماز عصر کی تیاری کرنے لگے مختصراً تمام ہوئے حالات دہلی کے اب آگے بیان ہے حالات
سفر رائے بریلی کا راوی اخبار راست گفتار یوں روایت کرتا ہے کہ جب حضرت امیر المومنین
امام المجاہدین نے دہلی سے واسطے سفر رائے بریلی وطن شریف اپنے کے کوچ فرمایا آپکے ہمراہ
کم یا زیادہ پچاس آدمی تھے سب یاروں آشناؤں سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے دریائے جون سے
اُتر کر شاہ درے تک پہونچے اس عرصہ میں یکبارگی ایک طرف سے آندھی اٹھی اور قافلہ کو گھیر لیا
بالکل بسبب تاریکی کے رات سی ہو گئی سب لوگ جابجا ٹھہر گئے بعد تھوڑی دیر کے کچھ پانی بھی برسا

اوجالا ہوگیا لوگ روانہ ہوے چلتے چلتے قریب وقت عشا کے مُندق ندی پر پہونچے موسم
گرمیوں کا تھا ندی کمر کمر تھی سب لوگ بے ناؤ ہی پار اُتر گئے پھر وہاں سے جا کر غازی آباد
پہونچے وہاں ایک مسجد میں اُترے وہاں ایک حافظ صاحب تھے اوہنوں نے حضرت کی آمد سُنکر
پہلے سے دعوت کی تیاری کر رکھی تھی بعد نماز عشا کے سب کو کہانا کھلایا یہہ لوگ آرام کرنے لگے صبح کو
حضرت نے کوچ کی تیاری کی حافظ صاحب نے آپکو روکا حضرت دو چار روز یہاں قیام کریں یہاں کے غریب
غربا مسلمان ہیں یہ لوگ آپکے وعظ سننے کے مشتاق ہیں اور بیعت بھی کرینگے حضرت نے فرمایا کہ یہ
مہینہ رمضان شریف کا قریب آیا ہے ہمارا رہنا یہاں دو چار دن نہیں ہو سکتا ہے خیر تمہاری
خاطر سے آجکے دن ہم رہ جاوینگے مگر کل جاوینگے پھر اُس روز آپنے مقام کیا وعظ کہنے کا اتفاق
نہ ہوا مگر آپکے دست مبارک پر بہت لوگوں نے بیعت کی اس میں وقت نماز مغرب کا ہوا سب نے
نماز پڑھی بعد اُسکے حضرت سید العابدین بیٹھے تھے کہ قصبہ رائے بریلی سے ایک بھائی آپکے یہاں سے
خط لایا آپنے چراغ نزدیک منگوا کر وہ خط پڑھنا شروع کیا پھر تھوڑا سا پڑھکر خط لپیٹ ڈالا
اور آپکا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا لوگوں نے پوچھا کہ حضرت کیا خبر ہے آپنے کچھ نہ بتایا اس عرصہ میں
صاحب دعوت نے کہا کہ حضرت کھانا تیار ہے آپنے لوگوں سے فرمایا کہ تم سب صاحب کھانا

کھانا کو میں اسوقت نہ کھاؤنگا مولانا عبدالحیٔ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے کہا کہ حضرت کچھ

سبب تو معلوم ہو ایسے تو ہم کہا لیتے مگر اب ہم بھی نہیں کھا سکتے آپنے وہ خط مولانا کو حوالہ

کیا اور فرمایا کہ ہمارے بھائی صاحب مولوی سید محمد اسحٰق کا انتقال ہوگیا ہے یہ بات سنکر سب کو

بیحد بڑا رنج ہوا پھر مولانا صاحب نے کہا کہ حضرت اب تو جو ہونا تہا ہوا سوائے صبر کے کچھ چارہ نہیں

مگر دو چار لقمہ کھانا کہا لیجئے کہ آپکے سبب سے سب کھاوینگے اور بغیر آپکے کوئی نہ کہا ویگا اونکے

کہنے سے حضرت نے دو چار لقمہ کھائے اور سب لوگوں نے کہایا پھر نماز عشا پڑہکر سب لوگ سو رہے

صبح کو وہانسے کوچ کیا چلتے چلتے قصبہ ہاپڑ میں پہونچے وہاں ایک مقام کیا وہاں کے بہت

سے شرفا اور غربا آپ کی شرف بیعت سے مشرف ہوئے قبل نماز ظہر کے حضرت غسلخانہ میں

غسل کو تشریف لیگئے بعد فراغ غسل کے جب کپڑے پہننے لگے تب اسی حال میں فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ

کی نعمتوں کا شکر ادا ہو نہیں سکتا اسوقت ہمکو بڑی خوشی حاصل ہے اتنا ہی فرماکر خاموش ہو رہے

ہم کئی آدمی جو وہاں موجود تھے سنا کئے کسی نے کچھ اسکا سبب نہ پوچھا پھر رات کو اُسی نے

فرمایا کہ آج جناب باری تعالیٰ سے مجھکو الہام ہوا کہ جو لوگ تیرے ہمراہ ہیں اونکے کہانے پینے کا

تو اپنے دلمیں کچھ اندیشہ نہ کر میں آنکو اور جو تیرے ہمراہ ہونگے سبکو کفایت کرونگا یہہ اور وہ سب

خاص میرے مہمان ہیں میں نے عرض کی کہ خداوندا میرے ہمراہیوں پر کیا موقوف ہے تمام مخلوقات
کو تو ہی کافی ہے اور سب تیرے ہی مہمان ہیں ارشاد ہوا کہ یہ سچ ہے مگر اسکو اسی طرح سے
جان کہ تو جہاں کہیں ہوگا اور تیرے ساتھ کتنے ہی آدمی ہوں گے سبکو بے محنت و مشقت کے
اپنی جگہہ پر بیٹھے ہوے روزی پہونچاؤں گا میں یہ بشارت سنکر اسوقت اپنے دلمیں کمال
خوش ہوا الغرض پھر صبح کو وہانسے روانہ ہوئے شام کو گڈہ مکتیشر کی مسجد میں جا اُترے وہاں
بھی بہت لوگوں نے بیعت کی اور آپکی توجہ سے لوگونکو نہایت فائدہ ہوا اور علاوہ اسکے آپکی
توجہ کا ہر کہیں یہی حال تہا چنانچہ بعضے لوگونکو یہ گمان ہوا کہ حضرت کو کچہہ سحر کی قسم سے یاد ہے
کہ جس کو توجہ دیتے ہیں وہ عجیب غریب معاملہ دیکہتا ہے حضرت نے اوسوقت بیعت کرنے والونکو
ایک بار توجہ دیکر فرمایا کہ تم اب اور لوگوں کو آپسمیں جسکو چاہو توجہ دو اختیار ہے اور انہوں نے
آپکے فرمانے سے توجہ دیا اورانکو معاملات کشف ہوئے تب تو وہ گمان سحر کا سب کے دل سے نکل
گیا کہ اگر کچہہ سحر ہوتا تو حضرت کی توجہ دینے میں یہ اثر ہوتا اور جو لوگ اُمّی کہتے ہیں یہ
کہانسے اونکو معلوم ہوتا ہے تو بیشک کرامت غیبی ہے حضرت دوسرے روز وہانسے کوچ کرکے
شہر امروہہ کی سرائے میں جا کر رات بھر وہاں رہے صبح کو جیسے فرمایا کہ شہر میں ایک شخص

شیخ عبد السمیع رہتے ہیں اونکو ہمارا سلام کہہ آؤ میں نے پوچھا کہ وہ کہاں کس محلہ میں رہتے
ہیں آپنے فرمایا تم جاؤ تو اوسی شہر میں ملجائیں گے پھر میں نے کہا کہ حضرت کچھ پتہ معلوم ہو میں نے
میں کسطرف جاؤں پھر آپنے وہی فرمایا کہ تم جاؤ پھر میں خدا کا نام لیکر سرا کے باہر نکلا سڑک
ہوکر سیدہا شہر کو چلا آگے چل کر جو دیکھا دوراہہ ملا کہ سامنے گئی ہے اور دوسری راہ
اور طرف کو وہاں کھڑے ہوکر خیال کیا میں اب کسطرف جاؤں آخر کو دلمیں آیا کہ سامنے کا راستہ
تھوڑے اور چلکر اور دیکھوں پھر وہاں سے آگے چلا وہاں ایک آبنوس کے کواڑوں کا پھاٹک
ملا وہاں ایک شخص سپر تلوار باندھے داڑھی کانوں میں لپیٹے ہوے کھڑے تھے وہ میری
طرف دیکھنے لگے میں نے انکو السلام علیک کیا اونہوں نے جواب سلام کا دیا اور کہا کہ تم
کہاں سے آئے ہو اور کس کے پاس جاتے ہو میری زبان سے بلا تامل یہی نکلا کہ میں دلی
سے آیا ہوں اور سرائے میں اترا ہوں تمکو سید احمد صاحب نے سلام کہا ہے میں تمہارے
پاس آیا ہوں اونہوں نے فرمایا کہ ہمارا کیا نام ہے میں نے کہا شیخ عبد السمیع وہ اپنا نام سنکر
مسکرانے لگے اور حضرت کے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ سید صاحب کہاں ہیں میں نے
کہا سرائے میں اونہوں نے کہا کہ ہمارا بھی سلام سید صاحب سے کہدینا اور کچھہ دیر میں ہم

بھی اونکی ملاقات کو آئے ہیں اب تم جاؤ میں وہاں سے پھر کر حضرت کے پاس آیا اور اُن
کا سلام پہونچایا پھر کچھہ دیر کے بعد شیخ صاحب آئے حضرت سے ملاقات ہوئی آپس میں دونوں
نے معانقہ اور مصافحہ کیا خیر و عافیت پوچھی دیر تک بیٹھے رہے پھر چلے تب حضرت سید العابدین
نے فرمایا کہ جو کچھہ کارہوگا ہم دین محمد کو آپکے پاس بھیجا کرینگے اونھوں نے سست دل سے کہا اچھا
حضرت نے کہا شیخ صاحب یہہ ہمارے بڑے معتبر اور امانت دار ہیں آپ کسی بات کا کچھہ اندیشہ
نہ کریں اُنہوں نے کہا بہت خوب انہیں کو بھیجا پھر وہ اپنے مکان کو تشریف لیگئے حضرت
سید العابدین نے فرمایا کہ یہہ شیخ صاحب اور اُنکی بی بی دونوں اس شہر کی صاحب خدمت ہیں
پھر کئی بار حضرت نے مجھکو اونکے یہاں بھیجا جو کچھہ پیغام کہتے تھے میں پہونچا دیتا تھا اُس روز شام کو
شیخ صاحب پھر حضرت کے پاس آئے حضرت نے فرمایا کہ کل ہم دو چار گھڑی دن چڑھے شکار
کو میں بھی چلوں گا حضرت نے کئی بار منع کیا کہ آپ کیوں تکلیف کریں مگر اُنہوں نے نہ مانا
آخر کو حضرت بھی راضی ہو گئے جب حج کو گھوڑے پہ چڑھکر چلنے کو تیار ہوئے تب شیخ بھی
تیر و کمان باندھے ہوئے برآمد ہوئے حضرت نے فرمایا شیخ صاحب کو آپ اب ہمارے ساتھہ
نہ چلیں ہم اودھر جاویں پھر سید صاحب تو سیدھے قبلہ رخ سڑک پر ہوکر روانہ ہوئے

اور شیخ صاحب مجھکو لیکر دوسری طرف گئے کوئی سوسوا سو قدم چلکر ایک جگہہ کھڑے ہوئے مجھے
پوچھا سید صاحب کہاں گئے ہیں گے میں نے کہا دیکھا چاہئے خدا کو معلوم کہاں گئے ہونگے پہلے
پھر مجھسے فرمایا کہ ہم ایک بات تم سے کہیں مانوگے میں نے کہا کہ کیوں نہ مانونگا پھر کئی بار
مکرر کہا کہ مانوگے میں نے کہا انشاء اللہ تعالے مانونگا فرمایا کہ تم اپنی آنکھیں بند کرلو جب ہم
کہیں تب کھولو میں نے آنکھیں بند کرلیں پھر ایک دم کے بعد فرمایا کہ کھولدو میں نے جو آنکھیں کھولیں
تو دیکھا کہ اونکے ساتھہ ایک بڑے عظیم الشان آم کے باغ میں کھڑا ہوں شیخ صاحب میری طرف
دیکھکر مسکرائے ہیں میں نے سر اپنا جھکالیا پھر کہا سید صاحب ابھی نہیں تشریف لائے ہیں
میں نے کہا ہاں ابھی نہیں آئے پھر ایک لحظہ کے بعد فرمانے لگے کہ سید صاحب وہ آتے ہیں میں
نے دیکھا کوئی نہ معلوم ہوا پھر ایک لحظ کے بعد اشارہ کرکے کہا کہ وہ دیکھو آتے ہیں میں نے جو دیکھا
تو بہت دور ایک سپیدی سی نگاہ پڑی میں نے اپنے دلمیں کہا کہ دیکھا چاہئے کون شخص ہے
پھر کچھہ دیر میں جب نزدیک آئے تب جانا کہ حضرت آتے ہیں پھر قریب آکر حضرت نے پوچھا
شیخ صاحب تم ہم سے پہلے یہاں آگئے انہوں نے کہا کہ ہاں میں پہلے آگیا پھر حضرت انکی طرف
دیکھکر مسکرائے اور میری طرف اشارہ کیا کہ یہ بھی آگیا شیخ صاحب نے کہا کیا مضائقہ ہے

پھر حضرت نے دو تین توتی فاختہ وغیرہ پر چلائیں اور شیخ صاحب نے بھی کئی تیر لگائے لیکن کوئی
شکار ہاتھ نہ آیا پھر وہاں سے سرائے میں آئے وہاں سے شیخ صاحب اپنے مکان کو گئے پھر ظہر
کے وقت آکر حضرت سے کہا کہ آج میرے یہاں آپ کی دعوت ہے حضرت نے فرمایا کہ تم غریب آدمی ہو
دعوت کرنا کچھ ضرور نہیں کیوں تکلیف کروگے انھوں نے نہ مانا آخر کو حضرت راضی ہوئے پھر وہ
اپنے مکان پر جاکر کسی کا پاجامہ تین پیسہ کی سلائی پر لائے اور اسکو جلد سی کر مالک کو دیا اور اسکی
مزدوری کے پیسوں سے کچھ باجرے کا آٹا لائے اور مولی پالک کا ساگ اور کچھ ماش کی دال پھر
شام کو دو یا تین روٹیاں باجرے کی اور یہی دونوں ساگ دال ملاکر پکائی ہوئی لائے اور کہا حضرت
کھانا تیار ہے حضرت نے اسکو بڑی تعظیم اور احترام سے لیا اور بہت خوشی سے تعریف کرکے کھانے
لگے اور اسمیں سے ایک ٹکڑا روٹی اور تھوڑا ساگ مجھکو بھی عنایت فرمایا اور باقی آپنے کھایا امروہہ
کا اتنا واقعہ تو یاد ہے پھر وہاں سے جو کو شہر مرادآباد کی طرف روانہ ہوئے کچھ دن رہے شہر
مذکور کی سرائے میں جا اترے اوسکی صبح حاجی زین العابدین خاں سے فرمایا کہ یہاں ایک فقیر مجذوب ہے
اوس سے ہمارا سلام کہ آؤ اور کچھ اس کا پتہ نہ بتایا کہ کس جگہہ پر ہے اور کیا نام ہے الرحمن صاحب
شہر میں آئے ایک جگہہ دیوانہ فقیر ملا انھوں نے اپنے دلمیں جانا کہ شاید وہ مجذوب یہی ہے اوس سے

کہا کہ ہمارے سید احمد صاحب نے تمکو سلام کہا ہے اسنے یہ بات سنکر حضرت کو کچھ برا بھلا کہنا
شروع کیا حاجی صاحب کو اوس کا کلام ناگوار معلوم ہوا اور وہانسے چلے آئے اور حضرت سے
بھی کچھ نہ کہا حضرت سید المجاہدین نے اون کا مافی الضمیر معلوم کرکے مجھسے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ حاجی صاحب سے اس فقیر نے شاید کہ کچھ بھلا برا کہا ہوگا اس سبب سے اس کا حال آکر ہم سے نہیں
بیان کیا سو اب تم کچھ شیرینی لیکر اسکے پاس جاؤ اور ہمارا سلام کہو اور وہ کتنا ہی کچھ واہی
تباہی بکے تم برا نہ مانیو اور اگر بھاگے تو اسکا پیچھا نہ چھوڑیو پھر میں جو گیا تو شہر میں اسکو ایک
جگہ دیکھا کہ ہراتی گدڑی کندھے پر ڈالے اور ایک ہانڈی ہاتھ میں پکڑے ایک دوکان پر کھڑا ہے
اور بہت سے لڑکے اسکے گرد ہیں میں نے جانا کہ وہ شخص مجذوب یہی ہے اسکے نزدیک جاکر میں نے
سلام علیک کیا اور کہا کہ ہمارے سید صاحب نے تمکو سلام کہا ہے اور یہ شیرینی بھیجی ہے
وہ یہ بات سنکر بھلا برا کہتا ہوا اپنے مکان کی طرف بھاگا اور میں اسکے پیچھے چلا جاتے جاتے
وہ اپنے مکان پر پہونچا اور میں بھی وہیں گیا اور پھر وہی اس سے کہا کہ تم کو سید صاحب نے
سلام کہا ہے اور یہ مٹھائی بھیجی ہے انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مٹھائی بھی لی اور اپنے
آدمی سے کہا کہ سید میاں کا آدمی آیا ہے بوریا لاؤ اور پان کھلاؤ اور بہت میری خاطرداری کی

جب میں رخصت ہونے لگا فرمایا ہمارا بھی سلام سید صاحب سے کہنا اور ہم بھی ملنے کو آویں گے
پھر میں نے وہاں سے آکر یہ حال حضرت سے بیان کیا پھر اسی عرصہ میں مراد آباد کے قاضی صاحب
پینس پر سوار دس بارہ آدمی ہمراہ لیکر حضرت کی ملاقات کو آئے معانقہ مصافحہ کر کے بیٹھے اور کہا
حضرت شام کو آپ کی دعوت ہے آپنے قبول کیا پھر وہ اپنے مکان کو گئے بعد نماز عصر کے وہی
مجذوب ایک گدڑی اوڑھے اور ایک ہانڈی ہاتھ میں پکڑے ہوئے آپہونچے میں نے حضرت سے
کہا کہ جس کے پاس آپنے مجھکو بھیجا تھا وہ یہی مجذوب ہیں آپنے فرمایا کہ ان کو دوسرے مکان
میں بٹھاؤ پھر صاحب ہم نے اونکو بٹھالا حضرت بھی وہیں تشریف لیگئے پھر نہیں معلوم کہ
اونسے کیا باتیں کرتے تھے اور فرمایا کہ انکی ہانڈی مٹھائی سے بھر دو اور ایک روپیہ
بھی دیا اس روپیہ کو اچھال اچھال وہ بار بار کہتے تھے نہ ایک لاکھ نہ دو لاکھ نہ تین لاکھ
اور خوش ہوتے تھے پھر وہاں سے اٹھکر چلے گئے جب لوگوں نے حضرت کو اونسے باتیں کرتے دیکھا
تب انکو معلوم ہوا کہ یہہ فقیر دیوانہ نہیں یہاں کا صاحب خدمت ہے پھر حضرت
بعد نماز مغرب کے اپنے آدمیوں کو لے کر قاضی صاحب کے مکان پر دعوت کھانے تشریف
لیگئے بعد فراغ تناول طعام کے قاضی صاحب نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور

اور تمام اپنے اہل و عیال کے سے بعیت کرائی پھر حضرت سے عرض کی کہ یہاں کے کئی نواب زادے چنانچہ نواب علی محمد صاحب اور محمد میاں سوا انکے کئی صاحب اور ہیں وہ ہمارے عقاید کے خلاف ہیں اگر وہ بھی کیطرح آپکے طرف رجوع ہوں اور آپکے ہاتھ پر بعیت کریں تو دین کا بہت کام نکلے سو آپ دو چار مقام اس شہر میں کریں تب جاکر کچھ بات بنے حضرت نے فرمایا خدا چاہیگا تو معاملہ درست ہو جائیگا مگر اس کا جواب ہم آپکو صبح کو دینگے اور ہم یہاں دو چار دن مقام کریں گے ہمکو فرصت نہیں اسواسطے کہ ماہ رمضان قریب آیا ہے۔ اور قاضی صاحبکو اپنا خلیفہ کیا اور فرمایا کہ تم لوگونکو وعظ و نصیحت کیا کرنا پھر وہاں سے سرائے میں تشریف لائے اُسی شب نواب علی محمد خاں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص نے میری پیٹھ میں گھوسا مارا جب جگے دلکو تشویش ہوی کہ کیا معاملہ ہو صبح کو اپنے یاروں میں اسکا ذکر کیا کہ رات کو ایسا خواب میں نے دیکھا اور ارادہ کیا کہ آج سید صاحبکی ملاقات کو جاوینگے اُونسے اسکا تعبیر پوچھیں گے اور ادھر قاضی صاحب بھی حضرت سید المجاہدین کے پاس آکر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اونکے لوگوں کے پاس جاکر کہوں کہ یہاں ایک سید صاحب پیرزادے تشریف لائے ہیں تم نے اُنسے ملاقات کی یا نہیں دیکھیں وہ اسمیں کیا جواب دیتے ہیں

حضرت نے فرمایا کچھ ضرورت نہیں بلکہ آپ اپنے مکان کو تشریف لیجائیں وہ لوگ خدا چاہیگا
آپ ہی آتے ہیں قاضی صاحب اپنے مکان کو جانے کو تیار تھے کہ اسمیں وہ لوگ سرائے میں بڑی
جمعیت کیساتھ آپہونچے اور حضرت سے معانقہ و مصافحہ کرکے بیٹھے قاضی صاحب بھی ٹھہر گئے
علی محمد خاں نے جو حضرت کو دیکھا تو پہچانا کہ رات کو خواب میں انہی نے میرے گھوسا مارا تھا
اور اپنے دلمیں حضرت کے بہت معتقد ہوئے اور حضرت سے کہا کہ آپ ایک ہفتہ یہاں تشریف
رکھیں کہ ہم لوگوں کے درمیان میں کچھ نا اتفاقی ہے اگر آپ کے ملانے سے ہم آپس میں ملجاویں تو بہت
خوب ہو اور آج شام کو ہمارے یہاں آپکی دعوت ہے حضرت نے فرمایا کہ دعوت آپکی ہم نے
قبول کی مگر زیادہ رہنے میں ہمارا حرج ہوگا رمضان شریف قریب آیا ہے اونہوں نے کہا اب تو کچھ
ہو آپکو رہنا ضرور پڑیگا یہ کار برائے خدا ہے پھر کچھ دیر کے بعد وہ اپنے مکان کو تشریف لیگئے
اور قاضی صاحب بھی رخصت ہوئے پھر شام کو حضرت سید المجاہدین قاضی صاحب کو لیکر اپنے
لوگوں کے ہمراہ نواب علی محمد خاں کے یہاں دعوت کھانے گئے بعد فراغ کھانے کے نواب ممدوح
نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور اپنے گھر کی تمام بیبیوں اور باندیوں کو مرید کرایا
اور کہا کہ حضرت صبح کو پھر میرے یہاں دعوت ہے حضرت نے عذر کیا کہ کل ایک وقت ہم موت

کھا دیں گے ہم کو بہت دور یہاں ٹہرنا منظور نہیں پھر آپ وہاں سے سرائے میں تشریف لائے
صبح کو ایک اور صاحب نے اہتس کے بہائیوں میں سے دعوت کی وہاں کے بعد کھانے کے وہاں
بہت لوگوں نے بیعت کی اور انکے یہاں کوئی دو شخص بہت روز سے بیمار تھے ایک کو
کچھ فالج کی سی بیماری تہی اور دوسرے کو شاید سرسام تہا اور کوئی اسی طرح کا مرض تھا
سو انہوں نے حضرت سے کچھ اونکے حق میں دعا کرانی چاہی حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ دونوں
صاحب یہاں تک آسکیں تو یہاں لاؤ ورنہ مجھکو اُنکے پاس لیچلو تو یہ بات سننے پر کئی آدمی
جا کر اُنکو حضرت کے پاس لے آئے جسکو فالج سا مرض تھا اسکے سر سے پاؤں تک حضرت نے اپنے
ہاتھ پھیرے اور دوسرے کیواسطے آبخورے میں پانی منگوا کر پڑھا اور فرمایا کہ انکو پلا دو اور کل
دونوں صاحبوں کا حال ہم سے بیان کرنا پھر وہاں سے آپ سرائے میں تشریف لائے شام کو پھر
محمد میاں کے یہاں دعوت ہوئی اونکے یہاں بھی بہت مرد و عورتوں نے بیعت کی پھر وہاں سے اپنے مکان
پر آئے صبح کو پھر اوہتس کے بھائیوں میں کسی کے یہاں دعوت ہوئی اور ایک آدمی ان دونوں بیماروں کی
خبر لایا کہ اب انکو بہ نسبت اول کے بہت آرام ہے پھر حضرت نے ان دونوں کیواسطے جدا جدا
پانی پڑھ دیا کہ انکو جا کر پلاؤ پھر صاحب دعوت نے اور ایک دوسرے صاحب نے اپنی تنگی معاش کا شکوہ کیا

کہ ہماری قدیم جاگیریں سرکار انگریزی میں ضبط ہو گئی ہیں اور خرچ ہمارا اسی طور اول کا ہے
اس سبب سے ہم ہمیشہ قرضدار رہتے ہیں سو حضرت ہم کو کوئی ایسی دعا بتاویں کہ جسکی
برکت سے اللہ تعالی قرض سے نجات بخشے اور بخوبی گذر ہووے حضرت نے ایک صاحب سے
فرمایا کہ تم ایک چلہ بسم اللہ کما وظیفہ پڑھو اول آخر پانسو بار درود اور درمیان میں گیارہ سو بار
بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالے تمہارا مقصد پورا کریگا اور دوسرے صاحبکو ایک روپیہ عنایت کیا
اور فرمایا کہ اسکو بحفاظت تمام دھرنا خرچ نہ کرنا اللہ تعالے اسکی برکت سے تمہاری با فراغت گذران کریگا
پھر وہاں ایک یا دو روز اور رہے بعد اسکو رام پور کو تشریف فرما ہوے اور شہر میں کئی واقعات
گذرے مگر اب وہ تمام و کمال مجھکو یاد نہیں اس سبب سے بیان انکا نہ کیا و لیکن اونمیں ایک
واقعہ یاد ہے سو اس کا حال اسطرح سے ہے کہ حضرت سید المجاہدین رام پور میں حاجی زین العابدین خاں
کے مکان پر اترے تھے ایک روز ایک شخص طویل القامت کسان خوش تقریر نے آکر حضرت کے
دست مبارک پر بیعت کی اور وہ فتح آباد کا رہنے والا قوم بھٹی تھا حضرت سے کہا کہ اگر آپ مجھکو
فتح آباد کو رخصت فرمائیں تو میں وہاں جا کر وعظ و نصیحت کر کے سب لوگوں کو تیار کر کے
واسطے جہاد کے لاؤں حضرت نے فرمایا کہ ہم تم کو رخصت کرینگے مگر دل میں جانا کہ یہہ شخص فضول

دروغ گو ہے گفتگو اسکی قابل اعتماد کے نہیں ہے جب اس نے اس بات پر زیادہ اصرار کیا کہ میرے ساتھ
کوئی اپنا آدمی کر کے زمانیئے میں جاونگا تب حضرت نے ایک تو مجھکو اور دوسرے میر سید علیشاہ
کو اوسکے ہمراہ کیا اور دو اشرفی اور کئی روپے اور دو تھان سفید اور ایک جبہ سات روپیہ کی
پگڑی یہہ سب اسباب دیکر اسکو رخصت کیا اور مجھسے کہا کہ جب وہاں سے پھرنا تب امروہہ میں شیخ
عبدالسمیع کے پاس ہوتے آنا اور جو کچھہ وہ کہیں اگر مناسب دیکھنا تو کرنا والا کہدینا کہ مجھکو نہیں معلوم
سید صاحب جانیں میں نے یہ تمام کلام سنکر عرض کی کہ حضرت یہ آپ کیا فرماتے ہیں مجھکو فتح آباد کو پہنچنے
میں دیکھا چاہیے وہاں کتنی مدت رہنا ہو اور آپ کہاں ملیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ امروہہ میں
شیخ عبدالسمیع صاحب سے بھی ملتے آنا یہ کچھہ بات میری سمجھہ میں نہیں آئی آپنے فرمایا کہ تمکو اس تقریر سے کیا
کام جو ہم کہیں سو کرو میں چپ ہو رہا آخر الامر ہم دونوں آدمی اُس شخص کے ہمراہ فتح آباد کو روانہ ہوئے
پہلے روز مراد آباد میں جا کر رہے دوسرے دن امروہہ ہو کر گئے کوس بھر ایک گانوں کی سرائے میں
جا کر اُترے رات کو کہانا کہا کے نماز عشاء کی پڑھکر تینوں آدمی آپنی اپنی چارپائی پر سو رہے
پچھلے وقت جو میں اُٹھا تو دیکھا کہ اس حبشی کی چارپائی خالی ہے میں نے جانا کہ کہیں حاجت ضروریہ کیواسطے
کو گیا ہوگا اس انتظار میں دو تین گھڑی گزریں میں نے بھتیا انکو جگا کر پوچھا کہ ایک بار ہمراہی

کہاں گیا اسنے جواب دیا کہ میاں اپنے آدمی کو تم جانو مجھکو کیا خبر کہاں گیا ہے گفتگو میں
صبح ہوئی ہم دونوں شخصوں نے نماز پڑھی اور وہ اب تک نہ آیا آخر سنکر معلوم ہوا کہ وہ
بھاگ گیا مگر پھر بھی چار چھ گھڑی تک اور راہ دیکھی پھر میں نے اپنے دلمیں خیال کیا کہ یہ وہی بات
پیش آئی جو حضرت نے فرمایا تھا کہ تم کو نوکر سے کیا کام جو ہم کہیں سو کرو حضرت کو اسکا رخصت
کرنا منظور تھا اسی بہانہ سے اپنے پاس سے دور کیا مگر وہ ہمارا بھی خرچ لیگیا ہم نے اسی کے پاس
رکھوایا تھا پھر ہم اور میر علیشاہ وہانسے لوٹ کر امروہہ کی سرائے میں شام کو آکر رہے اب کیا کریں پاس
اپنے خرچ نہیں جو کھانا پکوائیں بھٹیارنی نے پوچھا میاں کچھ کھانا پکواؤگے میں نے کہا ابھی نہیں پھر دیکھا
ہوگا لینگے اسنے جانا کہ شاید انکے پاس خرچ نہیں ہے تنے میں بعد نماز مغرب کے ایک بڈھی ایک ٹوکری
بھر کر گلگلے لائی اور بھٹیارنی سے پوچھا کہ کوئی ملا ہو تو وہ اسپر فاتحہ کردے اسنے کہا کہ سید صاحب
کے دو آدمی اس مکان میں اترے ہیں وہاں جا اس نے پوچھا کون سید صاحب اسنے کہا جو ان
دونوں یہاں آئے تھے جنکے بہت لوگ مرید ہوئے تھے اسنے کہا ان میاں صاحب کی تو میں
بھی مرید ہوں اس سے کیا بہتر اور ہوگا گلگلوں کا ٹوکرہ میرے پاس لاکر رکھا اور کہا کہ یہ تیج سلدو
کی نیاز کے ہیں ان پر ان کا فاتحہ کردو میں نے کہا نعوذ باللہ من ذالک اے نیک بخت تو

تو کہتی ہے کہ میں سید صاحب کی مرید ہوں اور نیاز شیخ سدو کی کرتی ہے یہہ بہت مرتجا باتے
اسنے پوچھا کہ کیا سید صاحب اسکو منع کرتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں بیشک منع کرتے ہیں
اور سوا خدا کے کسی کی نیاز نکرنا چاہیئے اسنے کہا کہ پھر خدا ہی کی نیاز کردو میں نے اس بات
کی توبہ کی پھر میں اسکی خاطر سے کچہہ اسیر ہاتہہ اُٹھا کر پڑھ دیا اور کہا کہ مائی لیجا اسنے کہا میاں صاحب
تم کو میں کیا کروں میں نے اسمیں سے قریب تین سیر کے نکال لئے اور باقی کچہہ تمہارے کو دئے اور اسی
میں سے کہا کہ انکو لیجا پھر وہ گلگلے ہم دونوں آدمیوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھائے باقی جو بچے
صبح کے ناشتہ کو رکھے وہ فجر کو کھائے پھر چار پانچ گھڑی دن چڑھے میر سید علیشاہ کو سرائے میں
بٹھلا کر میں بازار کیطرف چلا میرے پاس ایک بڑے دانونکی صندل کی تسبیح تھی وہ مجھکو مولانا
محمد اسمعیل صاحب نے دی تھی اور اسمیں تنتشے بھی لگے تھے سو میں نے یہ ارادہ کیا کہ اگر اسکو کوئی مول
لیوے تو بیچ ڈالوں کوئی چھوٹے دانوں کی اور لوں اور آج شیخ عبد السمیع سے بہی ملنا آوے
اسیں جو میں کچہہ دور آگے چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ عبد السمیع ایک تلوار بغل میں ڈالے ہوئے سامنے
چلے آتے ہیں میں نے جا کر سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور پوچھا بھائی دین محمد کہاں سے آتے ہو
اور کہاں جاتے ہو میں نے کہا کہ حضرت آپ ہی کی ملاقات کو جاتا تھا انہوں نے کہا کہ ہماری ملاقات

کو تو نہیں کچھ اور کام کو جاتے ہو میں نے کہا کہ ہاں اور بھی کام تہا اور آپ کی ملاقات کا بھی
ارادہ تھا بعد اُسکے انہوں نے اپنی جیب سے ایک تسبیح نکالکر میرے سامنے کی اور فرمایا کہ اگر تم
کو یہ پسند ہے تو حاضر ہے اور اسکے تمار دانے حضرت ضیاء الدین صاحب کی تسبیح کے ہیں
میں نے وہ تسبیح لے لی انہوں نے کہا کہ اب وہ تسبیح اپنی مجھکو عنایت کرو میں نے اپنی تسبیح
انکو دی پھر پوچھا کہ حال اپنا تو بیان کرو کہاں گئے تھے میں نے وہ تمام حال اول سے آخر تک
بیان کیا کہ حضرت نے ایک بہشتی کیا ہے اور اپنے دوسرے بھائی سے کہا کہ تو بھی چل اُسنے مانا
پھر اُسکو لیکر نماز ظہر کے وقت حضرت کے پاس گئے انکو ایک جگہ بٹھا دیا ہم نے جماعت
میں نماز پڑھی بعد نماز کے پھر لوگ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے وہ وہاں کا مجمع دیکھکر
گھبرائے کہ میرا گزر یہاں کیونکر ہوگا میں نے انکو تسلی دی کہ گھبراؤ مت یہاں بیٹھے رہو پھر
میں حضرت کے پاس گیا اور کہا ایک تو آیا ہے آپنے بلا کر اپنے پاس بٹھلایا اور اس سے
کہا تم بھی مرید ہو اور جو ہم تم سے کہیں وہ کہتے جاؤ جب مرید کر چکے میاں عبداللہ سے
کہا کہ تم انکو لیکر توجہ دو میاں عبداللہ نے میرے کان میں کہا کہ میں تو توجہ نہ دونگا
تم جا کر دو میں نے حضرت سے اجازت چاہی آپنے فرمایا اچھا تم ہی دو پھر میں لیکے

انکو توجہ دیا چھوں لطایف اونکے اوسیوقت جاری ہوگئے پھر میں انکو حضرت کے پاس لیگیا آپنے ان سے
پوچھا کہ بیان کرو کیا تم کو معلوم ہوا انہوں نے تمام حال جو کہ تھا اظہار کیا حضرت نے فرمایا کہ تم
ہمارے ساتھ رہا کرو اللہ تعالی تمکو بہت فائدہ دیگا اور پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے انہوں نے
کہا کہ نام میرا حسینی ہے حضرت نے ان کا نام ہدایت اللہ رکھا پھر دوسرے روز حاجی پیر محمد
کو سپرد کیا وہ اسی شہر کے باشندہ تھے وہ انکو توجہ دیا کئے پھر وہ میاں ہدایت اللہ ہمیشہ
حضرت کیساتھ رہتے حج کو بھی آپکے ساتھ گئے جہاد کو بھی بالاکوٹ کی لڑائی تک رہے ایکبار حضرت
نے سمبار سے مجھکو ہندوستان کیطرف بھیجا میاں ہدایت اللہ نے کچھ اپنے بھائی کیواسطے
میرے ہاتھ خرچ بھیجا انکا نام امامی تھا جب بریلی میں انکے پاس گیا تو دیکھا نابینا ہوگئے ہیں میں نے
وہ خرچ انکو دیدیا اور پوچھا کہ یہ حال تمہارا کب سے ہو انہوں نے کہا کہ مجھکو ہیضہ ہوا تھا
قے کرتے کرتے بالکل اندھا ہوگیا سوا اسکے اور کوئی مرض نہ ہوا پھر جب میں ہندوستان
سے پھر کر حضرت کے پاس گیا اور میاں ہدایت اللہ سے انکے بھائی کا حال بیان کیا انکو بڑا
رنج و افسوس ہوا اکثر حضرت سے کہتے تھے کہ آپ میرے بھائی کی آنکھوں کیواسطے دعا کریں
ایک روز حضرت نے فرمایا کہ میاں ہدایت اللہ تم اپنے بھائی کیواسطے دعا کو بہت کہتے

پھر اب ہم اونکے واسطے دعا کریں گے پھر آپنے دعا کی اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ ایکبار جو کوئی جاویگا
تو انکو اسی طور پہ جیسے کوئی تھے بینا ہو گیا پھر ایکبار حضرت نے مجھکو بھیجا پورب کی طرف پھر میاں
ہدایت اللہ نے کچھہ خرچ میرے ہاتھہ بھیجا دوسرا کرو میں نے جاکر دیکھا کہ اچھے تندرست بیٹھے ہیں دور سے
مجھکو دیکھکر سلام علیک کیا میں نے جواب دیا اور انکی آنکھوں کا حال پوچھا کہ کیونکر اچھی ہوگئیں انہوں
نے کہا بھائی صاحب خدا کی قدرت ہے اول کیطرح ایک سال بھی مجھکو ہیضہ ہوا تو کرتے کرتے آنکھیں
کھل گئیں جو کچھہ انکے بھائی ہدایت اللہ نے میرے ہاتھوں خرچ بھیجا تھا میں نے انکو حوالہ کیا
پھر حج کو وہاں سے اپنا رستہ لیا ہندوستان سے لوٹکر جب بنجارہ کو گیا یہ حال میاں ہدایت اللہ
کو بیان کیا وہ سنکر بہت شکر الٰہی بجا لائے اور حضرت امیر المؤمنین سید المجاہدین سے
کہا کہ اللہ تعالےٰ نے آپکی دعا سے میرے بھائی کی آنکھیں روشن کردیں حضرت یہ بات سنکر
بہت خوش ہوئے یہ تو حال تمام ہوا اب باقی حال دہلی کا بیان کرتا ہوں پھر ایک روز
دہلی کے ایک نواب اونکا نام مجھکو یاد نہیں حضرت کے پاس جامع مسجد میں واسطے ملاقات کے
تشریف لائے اور حضرت کو گاڑی پر سوار کرکے اپنے اپنے مکان کو لے چلے راہ میں حضرت نے
نواب ممدوح سے فرمایا ماشاء اللہ آپکی گاڑی کے بیل بہت خوب ہیں انہوں نے عرض کی،

کرہاں خوب تو ہیں مگر بائیں طرف کا بیل چلنے میں مٹھا ہے داہنے بیل کی برابر نہیں چلیکتا جب
شکل صورت میں برابر ہے اگر ویسا ہی تیز روی میں ہوتا تو کیا اچھا تھا حضرت نے
فرمایا دونوں بیل اچھے ہیں نواب صاحب نے فرمایا آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ ایسا ہی
کر دے حضرت نے کہا کہ اچھا ہم دعا کرینگے انشا اللہ تعالیٰ آپ دو ہی تین روز
روز میں معلوم کرینگے کہ دونوں بیل تاب و طاقت او چابکی چالاکی میں برابر ہیں
پھر جب حضرت انکے مکان پر جا کر دوا خانہ میں بیٹھے وہاں سے چند قبریں سامنے
نظر پڑیں اسوقت حضرت نے پوچھا یہہ قبریں کسکی ہیں نواب صاحب نے کہا کہ ہمارے
گھرانے کے لوگ اس جگہ مدفون ہیں آپ وہاں چلکر ان کے واسطے دعا کریں حضرت نے
فرمایا بہت خوب مگر آتے ہیں کل کسی نیت ہمارے پاس آنا تو پہلے شہر کے گورستان
میں جا کر وہاں کے غربا کے واسطے دعا کریں پھر یہاں آکر انکے واسطے بھی دعا کریں گے نواب صاحب
سُنکر اس بات پر راضی ہوئے پھر رات کو بعد تناول طعام کے نواب صاحب کے تمام
اہل و عیال نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی پھر حضرت وہانسے جامع مسجد میں
تشریف لائے پھر صبح کو نواب صاحب تشریف نہیں لائے مگر دوسرے دن وہی گاڑی بیل ہمراہ

لیکر ایک بہینس میں سوار ہوکر آئے اور حضرت سے کہا کہ آپ بہینس میں سوار ہوں میں
گاڑی میں چلوں گا حضرت نے فرمایا کہا انکو رخصت کردو بہینس لے جائیں کچھ ضرورت نہیں
ہم تم دونوں گاڑی ہی پر سوار ہوکر چلیں کیونکہ تمہارے بیلوں کو دیکھیں کہ کسطرح چلتے ہیں نواب
صاحب نے کہا کہ حضرت آپکی دعا کی برکت سے اللہ تعالٰی نے بیل اچھا کردیا سبب سٹھاپن
دور ہوگیا مجھکو معلوم ہے کچھ حاجت امتحان کی ہنیں آپ بہینس میں سوار ہوں میں گاڑی پر
بیٹھوں گا حضرت نے کسی طور نہ مانا آخر الامر دونوں صاحب گاڑی ہی پر سوار ہوکر چلے لوگوں نے
جو دیکھا تو دونوں بیل برابر چلتے تھے تنی کی تیز روی میں فرق نہ تھا حضرت شہر کے مقابر
میں تشریف لیگئے اور دیر تک وہاں دعا میں مشغول رہے پھر بعد فراغ دعا کی وہاں سے
نواب صاحب کے گھرانے کے مقابلہ میں تشریف فرما ہوئے وہاں دیر تک دعا کی پھر جامع مسجد میں آئے
رات کو کئی صاحبوں کے روبرو کہنے لگے کہ ہم نے جو شہر کے دونوں مقابر میں دعا
کی سو اللہ تعالٰی جل شانہٗ نے قبول فرمائی اور ہر ایک پر اللہ تعالٰی کا فضل ہوا اور حکایت
اسی شہر بریلی کی یہ ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ
وہاں کی جامع مسجد میں بیٹھے تھے اسی عرصہ میں وقت ظہر کا آیا لوگ تیاری نماز کی کرنے لگے

حضرت نے فرمایا کہ اس مسجد کا امام کون ہے کہ آکر نماز پڑھاوے لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت
امام تو اس مسجد کا کوئی مقرر نہیں ہے آپ ہی امامت کیجئے آپ نے فرمایا کہ اس کا کیا
سبب ہے جو یہاں کوئی امام نہیں ہے لوگوں نے کہا کہ ہمکو تو سبب اس کا معلوم نہیں
مگر یہاں کا یہی حال ہے کہ جب نمازی لوگ جمع ہوتے ہیں تو انہیں میں سے کوئی امامت
کر دیتا ہے ایک طالب علم نوجوان احمد علی نام اسی مسجد میں رہا کرتا تھا حضرت نے فرمایا
اگر سب مسلمان بھائی راضی ہوں تو ہم انکو اس مسجد کا امام کریں یہی اس مسجد میں نماز
پڑھایا کریں لوگوں نے کہا کہ سبحان اللہ بہت بہتر ہم سب راضی ہیں مگر یہ صاحب
مجرد ہیں شادی نہیں کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ بھائی احمد علی نکاح کرو خدا چاہیگا
تمہارے دو بیٹے ہوں گے اور انہیں سے ایک روبرو ہی امامت کیا کریگا یہ بات سنکر
کسی نے کہا کہ حضرت انکا تو ابھی شادی نہیں ہوئی آپنے ان کے بیٹے تک بھی امامت
بنا دیا کیا اس بات کا آپکو الہام ہوا یا نہ ہوا اللہ تعالے سے امید ہے کہ یہ معاملہ یونہی
ہوگا الغرض حضرت نے انکو اسی مسجد کا امام مقرر کیا اس دن سے وہ نماز پڑھانے لگے
پھر بعد کچھ دنوں کے انہیں نکاح بھی کیا اور قدرت الہی سے دو بیٹے بھی ہوئے ایک بیٹے کی خبر

رائے بریلی میں حضرت سید المجاہدین کو بھی پہنچی تھی بالفعل بریلی میں حضرت کے مریدوں میں
ایک شیخ عظمت علی رہتے تھے اونکو حضرت نے خط لکھا تھا اسکے جواب میں شیخ صاحب
ممدوح نے میاں احمد علی کے بیٹے کا حال بھی لکھا تھا اور دوسرے بیٹے کا حال بھی اسی طور معلوم
ہوا کہ جن دنوں رائے دا ٓرام مقید تھا میاں احمد علی دوسرے بیٹے کو ہمراہ لیکر بلدۂ ٹونک
میں آئے تھے چنانچہ حضور پرنور نواب وزیر الدولہ بہادر دام اقبالہٗ سے ملاقات کی تھی اور
سید عبد الرحمٰن صاحب اور سید زین العابدین صاحب سے بہی ملے تھے اونسے حال مفصل معلوم
ہوا کہ بڑے بیٹے اپنے کو جامع مسجد میں واسطے امامت کے چھوڑ آئے اور چھوٹے بیٹے کو
یہاں ساتھ لائے اور ایک حکایت اوسی شہر بریلی کی یہہ ہے کہ ایک روز بریلی کے ایک نواب
کے یہاں حضرت سید المجاہدین تشریف فرما ہوئے نواب صاحب ممدوح نے اپنے خدمت گاروں سے
فرمایا کہ حضرت کے لوگوں کو شربت پلاؤ وہ خدمت گار گلاب سے معطر کرکے شربت پلانے
لگے اور حضرت کیواسطے خود نواب صاحب موصوف پیالہ شربت سے بھر کر لائے اور ایک
جدا شیشہ گلاب کا منگوا کر اوسی شربت کو معطر کرکے حضرت کو پلایا بعد پینے
شربت کے حضرت نے فرمایا نواب بہائی یہ شیشہ گلاب کا کیفیت نہیں رکھتا اور یہہ

تمہارے بڑے کام آویگا اونہوں نے عرض کی حضرت وہ کون بڑا کام ہے جسمیں یہ
گلاب صرف ہوگا حضرت نے فرمایا خدانخواستہ شاید کبھی ہیضے کی بیماری شہر میں آوے
اس گلاب میں سے جس کو دوگے اوسکو اللہ تعالے شفاء کامل عطا فرمائیگا یہ بات سنکر
نواب صاحب موصوف نے وہ بستہ گلاب کا اچھے آدمی کے سپرد کردیا کہ خبردار اسمیں سے
گلاب خرچ ہونے پاے پھر حضرت کی سمادت میں مشغول ہوے الغرض جب حضرت
سید مجاہدین رحمتہ اللہ علیہ وہاں سے اپنے شہر کو تشریف فرما ہوے بعد گذرنے چند روز کے
شہر بانس بریلی میں اس زور شور کا ہیضہ شروع ہوا کہ خدا کی پناہ جسکو ہوا وہ موا
کوئی شاذ و نادر اپنی قسمت سے بچا ہوگا خود نواب صاحب ممدوح کے یہاں چار پانچ آدمیوں کو ہوا
مگر فوراً وہی گلاب تھوڑا تھوڑا پلادیا اللہ تعالے نے شفاء کلی عنایت کی اور باقی گلاب اسمیں سے
اور شہر کے بیماروں کو جس کو دیا فضل الٰہی سے وہ جیا مگر یہاں اس کا حال ہمکو یونکر
معلوم ہوا کہ بانس بریلی میں وبا ہیضہ کی آئی اور اس گلاب سے لوگوں نے شفاء
پائی جب حضرت سید المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ وہانسے اپنے شہر کو تشریف لیگئے بعد دو
ڈھائی مہینے کے بانس بریلی کا قاصد لوگوں کے خطوط لیکر حضرت کی خدمت بابرکت میں

گیا ان خطوں میں نواب ممدوح کا بہی ایک خط تہا اسمیں وہ حال لکہا تہا پہر حضرت سید المجاہدین
کئی روز کے بعد بانس بریلی سے اپنے وطن رائے بریلی کو روانہ ہوئے راہ میں کئی
جگہہ کچہہ کچہہ حالات گزرے مگر وہ تمام و کمال یاد نہیں ہیں اس سبب سے انکا لکہنا
اس کتاب میں موقوف رکہا الغرض ماہ رمضان المبارک کی چاند رات کو حضرت
مع الخیر ساتہہ تمام رفقا کے جاتے جاتے اپنے شہر رائے بریلی میں داخل ہوئے فجر کو
سب نے روزہ رکہا بعد سات آٹہہ روز کے حضرت نے مجمع عام میں فرمایا کہ یارو یہ ماہ
مبارک رمضان کا ہے جناب الہی میں دعا اور مناجات کیا کرو اور انشاء اللہ تعالیٰ
ابکے اس مہینے کی ستائیسویں شبکو لیلۃ القدر ہوگی ایک بات ہم تم صاحبوں سے کہینگے وہ بات
بڑی فائدے کی ہے مگر وہ بات حضرت نے اسوقت نہ فرمائی اوسکے دوسرے روز بعد ادائے نماز فجر
کے مسجد کی چہت پر جا بیٹھے اور اپنے آدمی سے آٹہہ شخصونکو بلوایا ایک ان میں میں بہی تہا
اور دوسرے مولوی یوسف صاحب اور تیسرے میاں عبداللہ آپکے خادم اور چوتھے
میاں عبدالحکیم صاحب اور پانچویں حاجی یوسف صاحب اور چھٹے حاجی احمد جنکو لوگ یوں ہی حاجی کہتے
تھے اور دو شخصوں کا نام یاد نہیں الغرض جب یہ سب حضرت کے پاس حاضر ہوئے تب فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو آگاہ کردیا ہے کہ اس مسجد میں ایک جگہہ اجابت دعا کی ہے
سو وہاں جو کوئی دعا کریگا انشا اللہ مقبول ہوگی مگر اسوقت اس جگہہ کا مفصل
نشان و پتہ نہ بتایا لیکن یہہ کہا کہ آج میں بعد فرض ظہر کے اس جگہہ دو رکعت سنت
پڑھونگا تم معلوم کرلینا کہ وہی جگہہ ہے مگر ہر کسی کو اطلاع نکرنا پھر بعد نماز ظہر کے آپنے دو
رکعت سنت اوسی جگہہ پڑھی ہم اٹھوں شخصونے جانا کہ یہی اجابت کی جگہہ ہے پھر جب رمضان کی
ستائیسویں رات آئی آپنے بعد فراغ نماز تراویح کے فرمایا کہ جاننا چاہئیے کہ آج لیلۃ القدر ہے جسکو
سونا ہو ابھی سو رہے بعد آدھی رات کے ہوشیاری کیلئے سے بیدار رہیے مگر مارے خوشی کے
اس رات میں کسی کو نیند نہیں آئی سب کے سب لوگ جاگتے رہے قریب پہر یا سوا پہر کے اسوقت
رات باقی ہوگی کہ اکثر لوگونکو ایک نور طلوع صبح صادق کا سا معلوم ہوا اور وہ نور دیر تک
رہا کسی نے ملک لحظہ دیکھا کسی نے دو لحظہ کسی نے پاؤ گھڑی کسی نے زیادہ لوگوں نے معلوم کیا
کہ نور لیلۃ القدر کا ہے سب ملکر دعا کرنے میں مشغول ہوئے اسمیں بعضے بعضے آدمی
رونے لگے حضرت نے فرمایا کہ یہ وقت رونے کا نہیں دعا کا ہے دعا کرو پھر وہ نور کچھہ
دیر میں غایب ہوگیا یہ حال اس رات کا تمام ہوا بعد انقضاء ماہ رمضان المبارک

کے ماہ شوال میں ایک روز حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ
دین محمد تو یہاں سے جا کر بلدہ لکھنؤ میں نقر محمد خاں رسالہ دار کے رسالہ میں چند مدت
نوکری کرلے میں نے عرض کی بہت خوب لیکن میں اکیلا تو نہ جاؤنگا کوئی اور بھی میرے
سابقہ کر دیجئے تو البتہ جاؤنگا حضرت نے محمد حسن کو جو اب یہاں رحبٹ میں رہتے ہیں
میرے ہمراہ کر دیا میں وہاں سے دو گھوڑیاں لیکر روانہ لکھنؤ ہوا اور فقر محمد خاں بہادر سے
ملاقات ہوئی خاں صاحب ممدوح بہت تعظیم و تواضع سے پیش آئے اور حضرت امیرالمومنین
کا حال پوچھا میں نے بیان کیا کہ فضل الہی سے بخیر و عافیت ہیں اور میرے چاروں جانور
اپنی طویلے میں بندھوائے اور ان کا دانہ گھاس اپنی سرکار سے مقرر کیا اور مجھکو
اور محمد حسن کو اپنے مکان میں اوتارا اور فرمایا کہ انشاءاللہ تعالی نے تمہارا ایک گھوڑا
دو روپے روز کا نوکر کروادونگا اور گھوڑیاں ہمارے سرکار میں نوکر نہیں ہو سکتی ہیں
کیا کہ گھوڑیاں میں نوکری کیواسطے نہیں لایا ہوں پھر کئی روز کے بعد میرا چہرہ لکھوایا
مگر صاد نہ ہوا فرمایا انشاءاللہ تعالی نے اب آج کل صاد بھی ہو جاویگا اور خانصاحب
بہادر کا یہ حال تھا کہ میری خاطر داری کھلانے پلانے سے کمال کرتے تھے جیسا کہ حق دوستی کا ہوتا ہے

مگر آپ ہر روز وقت صبح صادق سے نواب معتمد الدولہ کے دربار کو جاتے اور آدھی رات کو آتے
مجھسے ملاقات کم ہوتی کوئی پندرہ بیس روز میں وہاں رہا لیکن ہنوز چہرہ کی فرد پر صلوٰتہ ہوا
ہر روز امروز فردا پر ٹالتے رہے میری طبیعت نہایت تنگ ہوئی ایک روز خانصاحب بہادر
تو موافق معمول اپنے کے دربار کو گئے تھے حافظ نجو خاں صاحب بہادر کے اصطبل کی داروغہ
تھے اونسے کہا میں نے کہ میاں صاحب ہوتے میں دق تنگ ہوتی ہے اور طبیعت میری گھبراتی ہے یہ نوکر
گھوڑیاں میں خانصاحب بہادر کو دئے جاتا ہوں اور اپنے دونوں گھوڑے قندھاریوں کی
چھاؤنی میں لے جاتا ہوں خانصاحب بہادر میرے بلانے کیواسطے کسی کو نہ بھیجیں
اب میں نہ آؤنگا مجھکو نوکری منظور نہیں یہاں تک اگر خانصاحب بہادر آپ تشریف لاوینگے
تو بھی نہ آؤنگا انہوں نے کہا کیوں خیر تو ہے آپ کسواسطے گھبراتے ہیں یہاں تو
لوگ مہینوں امیدوار رہتے ہیں آپ تو پندرہ ہی روز میں گھبرا گئے آپ رہئے آج کل میں
نے شتبہ فرد پر صاد ہو جاویگا میں نے کہا داروغہ صاحب اسکا نے میرا دل سرد اشتہ ہوا
میں نوکری سے باز آیا پھر میں اور محمد حسن دونوں گھوڑے لیکر قندھاریوں کی چھاؤنی
میں گئے وہاں سید احمد علی صاحب سید زین العابدین کے والد اور سید محمد صاحب

سید عبد الجلیل صاحب کے والد تھے اُنکے پاس اُترا اور پندرہ سولہ روز رہنے کا وہاں اتفاق

پڑا اس مدت میں سید محمد صاحب نے کئی بار مجھسے از روے طنز کے پوچھا کہ دین قدم جو اکثر

وظیفہ پڑہا کرتے ہو اور مراقبہ کیا کرتے ہو تمہارے پیر محمد سید احمد صاحب نے تمکو کیا

بتایا ہے بیان کرو میں سنکر خاموش رہا بزرگ سمجھکر کچھہ جواب نہ دیا جب بار بار

لگاتار انہوں نے اسی بات کی تکرار کی تب ایک روز میں نے کہا کہ میرے پیر مرشد خدا کی راہ بتاتے

ہیں اور کیا بتاتے ہیں وہ یہ بات سنکر چپ ہو رہے پھر میں نے یہ نیت کرکے مراقبہ

کیا کہ الہی یہ سید محمد مجھکو ہر روز چھیڑتے ہیں کچھہ ایسا حال مجھپر ظاہر کر دے کہ میں انسے

بیان کروں تاکہ پھر مجھکو نہ چھیڑیں پھر مجھکو مراقبہ میں معلوم ہوا کہ ایک بزرگ

نورانی شکل عمامہ سر پر باندھے میرے پاس آئے اور فرمایا کہ دین محمد تو غمگین

نہ ہو سید محمد صاحب سے کہدے کہ تم جو یہاں نوکری کی امیدواری میں آئے اللہ تعالے

سال بھر تک تو کچھہ نہیں ہونیکا جا ہو یہاں رہو چاہے اپنے گھر جاؤ بعد سال

اتنی روپیہ روزے کی اسامی ہو گی سو کی تب بھی نہ ہو گی اور انہیں بزرگ نے میرا

مونڈھا پکڑکے ہلا دیا میں ہوش میں آگیا اور اللہ کیا ہوا تقدیر الہی سے سید محمد صاحب پھر

مجھسے وہی سوال کیا کہ تمکو تمہارے پیر مرشد کیا بتایا کرتے ہیں کچھ ہم سے بھی بیان کرو
میں نے کہا سید صاحب بات یہ ہے کہ آپ یہاں اتنے روز رہنے نے فائدہ نوکری کی
کوشش و تلاش میں ہیں ایک برس تو کچھ نہیں ہونیکا بعد ایک برس کے اسی روپے کی
آسامی ہوگی تب بھی ہوگی نہ ہوگی بہتر یہ ہے کہ اب آپ اپنے مکان کو تشریف
لے جائیں آپ اس بات کو میری یاد رکھیں وہ سنکر ہنسنے لگے اور کہا کہ راجہ کشن
وکیل کے پاس میری فرد ہے سو انشاءاللہ تعالی نے صد روپے کی آسامی پر دستخط ہونے
والا ہے میں نے کہا خیر یہ بھی دیکھ لینا اس اثناء میں سید احمد علی صاحب وہاں تشریف
لائے اور کہا سید محمد صاحب دین محمد سے کیا نے فائدہ بحث کرتے ہو یہ بات تمہیں
اسمیں آپ ہی کا نقصان ہے یہ گفتگو موقوف کرو اور یہی حال وہاں قصبہ ذاسے بریلی
میں حضرت سید المجاہدین رح نے حضرت مولانا عبدالحی صاحب سے کہا کہ مجھکو ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ دین محمد اور سید محمد صاحب کسی امر میں گفتگو ہو رہی ہے سو سید محمد صاحب نے
کچھ پوچھا تو کیا اسمیں انہیں کا نقصان ہوگا مولانا صاحب ممدوح نے پوچھا کہ کس امر میں
گفتگو ہوتی آپنے فرمایا دین محمد اوسکا ابھی بیان کریگا پھر وہاں لکھنؤ میں میں نے

دونوں گھوڑے اپنے بیچ ڈالے ایک ڈھائی سو روپے کا اور دوسرا ٹٹو دو سو روپے کا اور ایک
ٹٹو پچیس روپے کا مول لیا اور اسپر سوار ہو کر محمد حسن کو ساتھ لیا میں وہاں سے قصبہ رائے بریلی
کو روانہ ہوا اور وہ دونوں گھوڑوں کا قیمت کے روپے جا کر حضرت کے آگے دھرے آپنے پوچھا
یہ کیسے روپے ہیں میں نے کہا کہ میرے دونوں گھوڑوں کی قیمت کے روپے ہیں اور اول سے آخر
تک جو کچھ لکھنؤ میں حال گذرا تھا سب بیان کیا میں نے اور جو کچھ مجھسے اور سید محمد صاحب سے
گفتگو ہوئی تھی اوسکا بھی حال بیان کیا حضرت نے مولانا عبد الحی صاحب مرحوم سے فرمایا کہ یہ
وہی بات ہے جو ہم نے تم سے کئی دن پیشتر دین محمد کے آنے سے کہی تھی پھر میں اوسکے دوسرے دن
وہیں سے ستی ندی کے گھاٹ پر وضو کرنے گیا تھا جب وہاں سے اوٹھا مولانا عبد الحی صاحب
میرے پاس آئے اور مجھسے کہنے لگے کہ جو کچھ سید محمد صاحب نے لکھنؤ میں تم سے جھگڑا کیا
تھا تمہارے آنے سے پہلے حضرت نے مجھسے فرمایا تھا کہ وہاں لکھنؤ میں دین محمد صاحب کے درمیان
ایسی ایسی گفتگو ہوئی ہے میں نے کہا کہ ہاں سچ ہے پھر ایک روز حضرت نے مولانا صاحب
ممدوح سے فرمایا کہ سید محمد صاحب کو میری طرف سے ایک خط لکھکر بھیجو کہ خط کو دیکھتے ہی چند
روز کیواسطے آپ وہاں سے یہاں تشریف لائیں کچھ کام ضرور ہے پھر مولانا صاحب نے موافق فرمانے

حضرت نے خط بھیجا کئی روز میں سید محمد صاحب تشریف لائے اور حضرت سے ملے اسروز حضرت نے
سوا خیر و عافیت کے اور کچھ ذکر بحث کیا دوسرے روز حضرت خود انکے پاس بنگلے میں جہاں وہ تھے
تشریف لیگئے دو یا تین آدمی حضرت کے ہمراہ تھے اور اسقدر وہاں سید محمد صاحب کے پاس
تھے حضرت پہلے کچھ اور باتیں کیا کئے پھر کہا سید محمد صاحب آپنے لکھنؤ میں کچھ دینی حرج سے
کلام کیا تھا یہ لگتا تھا آپکی خدمت میں اسمیں بے ادبی ہوئی اسکو لازم تھا ایسا نے ادبانہ
کلام کرتا اور آپ کو بھی لائق نہ تھا کہ کوئیکہ شبہ کہنا اور اسمیں آپ ہی کا قصور ہوا حاصل
کلام کا یہ ہے کہ اللہ پاک نے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی تیرے مخلص لوگوں سے ناحق اولجھے
گا اسکو ہرگز فلاح نہ ہوگی اور جو زبانی زبانسے نکل جائیگا اللہ تعالیٰ وہی سن لیگا اسمیں آپ
کچھ خلاف نہ جانیں انہوں نے کہا کہ آپکے مرید لوگ گویا فرشتے ہیں حضرت نے فرمایا معاذ اللہ
فرشتے کاہے کو ہیں خدا کے خاکسار گنہگار بندے ہیں ان کا خدا سے اسی طرح معاملہ ہے
یہ بات میری طرف سے کچھ نہیں ہے اور آپ ایک سال ارادہ نوکری کا نہ کریں
کیونکہ جو کچھ دین محمد نے کہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہی ہوگا یعنی ایک سال تک نوکری
نہ ہوگی بعد سال کے جو ہوتا ہے وہ ہوگا پھر وہانسے حضرت اپنی مسجد میں آئے اور لازم

ایک سال کئی مہینے کے بعد وہاں اسی روپیہ کی آسامی ہوئی۔ ایک روز ایام برسات میں
صبح سے شام تک بلکہ پہر رات گئے پانی برستا رہا اور ان دنوں غلہ کی بھی گرانی تھی سات
آٹھ سیر گیہوں وجو وغیرہ بکتے تھے اور حضرت سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں
کچھ موجود نہ تھا کہ کھانا پکتا بعد نماز مغرب کے سید عبدالرحمٰن صاحب نے آکر حضرت سے
اطلاعاً کہا کہ آج تو گھر میں حضرت شاہ علیم اللہ صاحب تشریف فرما ہوئے ہیں مراد
انکی اس کلام سے یہ تھی کہ آج گھر میں فاقہ ہے اسواسطے کہ حضرت شاہ علیم اللہ صاحب
کے وقت میں اکثر فاقہ ہوا کرتا تھا حضرت یہ بات سنکر خاموش بیٹھے رہے اتنے میں کوئی
پہر رات گئی عشاء کی نماز پڑھی مگر ہم لوگوں کو جو حضرت کے ہمراہ تھے اللہ تعالیٰ کی ذات
سے یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ کہیں نہ کہیں سے کچھ بھیجدیگا مگر فاقہ نہ کروائیگا
اور ہم لوگ باہر حضرت کے ساتھ چالیس بیالیس آدمی تھے اور اندر حضرت کے اہل وعیال
ورجال کوئی پچیس چھبیس تھے تو قریب ستر پچھتر آدمیوں کے کھانے والے تھے اس عرصہ
میں کوئی ڈیڑھ پہر رات گئی اور پانی اسی زور وشور سے برستا رہا اور حضرت کی عادت
شریف تھی کہ ہمیشہ عشاء کی نماز پڑھکر گھڑی آدھ گھڑی کے بعد اپنے دولتخانہ

کو تشریف لیجایا کرتے تھے مگر اس شب کو نہ گئے مسجد کے در میں بیٹھے رہے اور باتیں
کیا کیے اس عرصہ میں ایک شخص احمد خان نام کوڑی جہان آباد کا باشندہ
رائے بریلی کے حکیم ذاکر ہمراہ وارد تھا حضرت کے پاس آیا اور چار روپے
نذر کیے اور کہا کہ مجھکو اسوقت خبر ہوئی کہ آج حضرت کے یہاں کھانے کا سامان
موجود نہیں ہے حضرت نے لینے سے ہرچند انکار کیا کہ تم سپاہی اہل و عیال والے ہو
یہ تمہارے ایک مہینہ کا خرچ ہے مگر خان موصوف نے نہ مانا آخر کار ناچار ہوکر
حضرت نے وہ روپیے لے اور ہم کو دیے اور فرمایا کہ اس وقت جا کر چنے لاؤ
اور لوگوں کو پکا کر کھلاؤ اکثر صاحبوں نے کہا اسوقت پانی برسنے میں تکلیف کرنی
کیا ضرور رات بہت گئی ہے صبح کو جو کچھ ہوگا ہو رہیگا آپنے فرمایا یہ کوئی بات
نہیں ہم فقیر لوگ ہیں ہمارا معین کوئی وقت نہیں جسوقت اللہ تعالے نے ہم کو دیا
وہی ہمارا وقت ہے رات ہو خواہ دن پھر میں اور میاں عبد اللہ دو آدمی شہر
کو چلے راہ میں دو نالی کمر کمر چڑھا ہی چڑھاتی اترنی پڑی آخر کار اپنے مولوی کو
جا کر پکارا انھنے اٹھکر چراغ روشن کیا ہم نے چھ سیر کی کھچڑی تلوائی

اور ان دونوں آدمیوں کے سر پر دھر کر لائے اور ایک دیگ میں وہ سب کھچڑی پکوائی
اور اندر و باہر سب لوگوں کو حصے لگا کر تقسیم کر دے حضرت نے فرمایا ہمارا حصہ
رہنے دو ہم بعد نماز اشراق کے کھاویں گے اسوقت پہر یا سوا پہر رات
باقی ہوگی کسی نے کہا کر نماز تہجد پڑھی اور کسی نے نماز تہجد پڑھکر کھانا کھایا پھر
بعد نماز اشراق کے حضرت نے اپنا حصہ منگوا کر تناول فرمایا۔ اس موسم برشگال
میں جسکا اگلی حکایت میں بیان ہو چکا ایک روز کمال زور شور سے پانی برس رہا
تھا اور بادل بھی گرج رہا تھا بجلی بھی چمکتی تھی بعد نماز مغرب کے سید عبد الرحمن صاحب
نے آکر حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت آج کھانے
کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کسواسطے کہ گھر میں کچھ نقد و جنس موجود نہیں ہے
حضرت نے یہ بات سنکر فرمایا کہ اللہ کو یاد کرو اسکے یہاں سب کچھ موجود ہے
پھر کچھ دیر بیٹھے ملکر نماز عشا پڑھی بعد نماز کے اس رات کو بھی حضرت اپنے
دولتخانہ کو تشریف نہیں لیگئے مسجد ہی میں بیٹھے باتیں کیا کئے اور شمعیں بھی مسجد کی
حجرے میں آکر لگی تھی اس عرصہ میں رات پہر سے زیادہ گزر گئی کہ ایک شخص نے دروازے

پار سے آواز دی کہ مجھکو اتار لو ایک شخص عبدالرحیم نام کاندلا کے رہنے والے تھے
انہوں نے کہا کہ اسوقت پانی برستا ہے تجھکو کون اتارے اسی طرف کہیں سو رہو صبح
اتار دینگے حضرت نے پوچھا عبدالرحیم کس سے باتیں کرتے ہیں کسی نے کہا کہ کوئی آدمی ندی
پار سے پکارتا ہے کہ مجھکو اتار دو اس سے عبدالرحیم کہتے ہیں کہ اسوقت کون اتارے
وہیں کہیں سو رہو حضرت نے فرمایا کہ جلد اسوقت ڈونگا لگاؤ اور اسکو اتارو ہم یہاں
آج اس کا انتظار کرتے تھے وہ آدمی اللہ تعالی نے بھیجا ہے یہ بات سنکر شیخ لطافت
اور ایک یا دو آدمی ڈونگا لیکر گئے اور اسکو اتار لائے وہ شخص مسجد میں حضرت کے
پاس آیا آپنے فرمایا اسکے بھیگے ہوئے کپڑے اتار کر اور کپڑے دو کسی نے پائجامہ دیا
کسی نے لونگا کسی نے چادر اور ایک نے کمبل دیا یا رضائی وہ اوڑھ کر مسجد کے کونے میں
بیٹھا جب گھڑی آدھ گھڑی میں وہ گرم ہوا تب اسنے ایک پانسو روپیہ کی ہنڈوی
کا کاغذ حضرت کو دیا اور کہا کہ کوئی جہان آباد کے نواب نے آپ کو بھیجا ہے
آپنے وہ کاغذ لیکر رکھ لیا پھر تھوڑی دیر بعد اس سے پوچھا کہ تمہارے نواب صاحب نے کچھ اور
بھی کہا تھا اسنے کہا ہاں حضرت میں اسوقت مارے جاڑے کے بھول گیا تھا اور اپنے

کپڑے سے کھولکر پانچ روپے حضرت کو دئیے اور کہا یہ بھی نواب صاحب نے آپکو دئیے ہیں
حضرت نے فرمایا بس یہی بات تھی اور وہ روپے مجھکو دئیے کہ جلد اسکی کھچڑی لاؤ
اور پکا کر سبکو کھلاؤ مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم نے عرض کی کہ حضرت یہ کھچڑی
تو لاؤ منگے مگر لے ایندھن کیونکر پکاویں گے آپ سنکر ایک لحظہ خاموش ہورہے پھر فرمایا
مولانا صاحب مرحوم سے کہ آپ آدمی ندی کے پار جاویں اور باغ سے آم کا تنا کاٹ
لاویں اور وہیں چیر کر جلایا جاوے انہوں نے کہا بغیر سوکھے کیوں کر جلیگی آپ نے
فرمایا گیلی لکڑیاں سوکھی لکڑیوں سے زیادہ جلینگی اور فرمایا جب تک کھچڑی لاویں تب
تک تم باغ سے لکڑیاں لاکر دیگ کے نیچے جلا دو آخر الامر ہم چار آدمی جا کر
کھچڑی لائے یہاں تک کہ نیچے آگ ہورہی تھی کھچڑی دھوکر دیگ میں ڈالدی
اور آنچ کرنے لگے وہ تر لکڑیاں مانند خشک کے جلتی تھیں پھر جب کھچڑی دم ہوگئی
نکال کر سب کے حصے تقسیم کردئے اور حضرت کا حصہ رکھدیا نماز تہجد کیوقت سب نے
کھانا کھایا پھر صبح کو حضرت نے اپنا حصہ طلب فرمایا ہم نے لاکر حاضر کیا آپ کھانے
لگے اور فرمانے لگے کہ آج سے ہماری طرف سے اجازت ہے کہ باغ سے لکڑیاں کاٹ

کر جلا یا کرو تر ہوں یا خشک اور وہاں ایک نیم کا درخت آپکے سامنے تھا اسکی طرف اشارہ کرکے فرمایا اگر اس نیم کی پتیاں ہمارا کھانا پکانے کو جلاؤگے کہ ماند لکڑیوں کے جلیں گی پھر ہم اس روز سے لکڑیوں کے گٹھے کم خریدتے تھے اسی باغ سے آموں کے تنکے کاٹ لاتے تھے اور چیر کر اسیوقت جلاتے تھے اور اس حال کے دیکھنے والے اب بھی یہاں ٹونک کے قافلہ میں لوگ موجود ہیں جیسا کہ عبدالقیوم محمد حسن لپسر علیہ الرحمن صاحب وغیرہ ہیں جس کو کچھ شبہ ہو ان صاحبوں سے دریافت کرلے ۔

حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ ایک رات مسجد خارج صحن کی دیوار کے در میں جو شہ ندی کے طرف ہے بیٹھے تھے اور کوئی چالیس پچاس آدمی ہم سب حاضر تھے اتفاقاً کچھ جنات اور شیاطین کا ذکر ہونے لگا حضرت نے مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم سے کہا کہ ہمارا بھی اکثر جنوں سے معاملہ رہتا ہے اور اس تکئے کے گرد اور اس ندی کے پار بہت سے جن اور شیاطین رہتے ہیں اور کیا آپنے کبھی انکا تماشا نہیں دیکھا مولانا صاحب ممدوح نے کہا کہ حضرت میں نے تو کبھی نہیں دیکھا حضرت خاموش ہو رہے اس عرصہ میں مولانا صاحب موصوف

اٹھنے لگے حضرت نے فرمایا ابھی آپ کچھ دیر اور بیٹھیں وہ بیٹھ گئے بعد ایک لحظہ کے سٹی ندی کے پار کیا دیکھتے ہیں کہ جابجا آگ کے شعلے اٹھنے لگے جیسے کوئی ایک دوسرے پر پھینکتا ہے اور کسی جگہ انار سا چھوٹتا ہے اور اسکی روشنی میں ان لوگوں کے جسم بھی معلوم ہوتے تھے اور ہم سب دیکھتے تھے اور یہ حال کم و بیش کوئی آدھ گھڑی رہا پھر غائب ہوگیا تب حضرت نے مولانا صاحب ممدوح سے فرمایا کہ آپ نے جنوں کا سیر و تماشہ دیکھا انہوں نے کہا کہ ہاں حضرت دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ تب ہی آپ جب جنوں کی باتیں کرتے تھے اسوقت ایک شخص انمیں سے میرے پاس موجود تھا اسنے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم ابھی اپنے لوگوں کا سیر و تماشہ دکھا دیں میں نے اس سے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ سو اس سبب سے اسوقت یہ تماشا دیکھنے میں آیا جس سال حضرت امام المجاہدین امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ دہلی سے اپنے وطن کو تشریف فرما ہوئے آموں کی فصل تھی اور حضرت کے بزرگوں کے کئی باغ تھے اسمیں سے موافق حصے کے چند درخت حضرت کے بھی تھے بلکہ اس سال حضرت کے چاروں بھائیوں نے آپسمیں مشورہ کر کے کہا کہ ہم لوگ ان باغوں کے ہر سال آم کھایا کرتے ہیں اور آپ بہت برسوں کے بعد یہاں تشریف فرما ہوئے

ہیں رکھے فصل کے آم ہم نے آپکو دئے جبکو چاہئے کہلائیے سو ان باغوں میں آپنے
اپنے آدمی نگہبانی کے مقرر کر دئے چنانچہ ایک باغ مجھکو سپرد کیا وہ باغ ٹھا
ندی کے پار تھا میں نے اپنی طرف سے اوسکی حفاظت کو دو تین آدمی مقرر کر دئے
ایک روز وہاں کے چیلہ دار کا لشکر باغ سے کچھہ دور آکر اترا اوسمیں کے کئی
سپاہی آکر آم توڑنے لگے ایک آدمی نے آکر مجھکو خبر دیکا اور وہیں ندی کنارے
محمد حسن نے جواب یہاں رمضٹ میں تیسے ہیں تربوز بوئے تھے اور اسکے گرد
خار بندی کی تھی اسمیں سے ایک موٹی لکڑی لیکر میں وہاں گیا دیکھا تو ایک درخت
پیر میں سپاہی چیرڑھے آم توڑ رہے ہیں میں نے انکو دھمکایا انمیں سے ایک نیچے اوترا
میں نے اسکو اس لکڑی سے خوب مارا اسمیں دوسرا اوترا اوسکو بھی مارا تیسرا اترا
اسکو بھی مارا اور آم چھین لئے وہ تینوں اپنے لشکر کو گئے میں مسجد میں آیا پھر تھوڑی
دیر کے بعد وہاں لشکر میں کڑنا بجی معلوم ہوا کہ انکا عیوض لینے کیلئے آتے ہیں
مگر اسس لشکر میں اکثر لوگ حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے اونہوں نے
وہیں اسس قصہ کو رفع دفع کر دیا اللہ تعالی نے وہ بلا ٹالدی پھر آٹھہ دسر وز کے

بعد وہاں کے عامل ایک تین کہار آنکر آم توڑنے لگے اونکو بھی ہمنے جاکر خوب مار لیا یہاں

تک کہ ایک کہار وہاں سے چارپائی پر اوٹھایا گیا اور ہمنے اُنسے آم بھی چھین لئے

اور ایک کہار کے گلے میں سونے کی کنٹھی تھی وہ میں نے لے لی اور ایک سونے کا تعویذ

پہنے تھا وہ بھی لیا اور کچھ کپڑے بھی اتار لئے انہوں نے اسکی عامل پاس جاکر

فریاد کی اسنے انکے جمعدار کو سید عبد الباقی کے ساتھ کرکے حضرت کے پاس بھیجا کہ انسے قصور

ہوا ان کا اسباب اپنے آدمی سے دلوا دیویں پھر انسے ایسا قصور نہ ہوگا حضرت نے

مجھسے فرمایا کہ تم نے انکو کیوں مارا پیٹا اور اسباب چھین لیا میں نے جو کچھ حال تھا

بیان کیا آپنے کہا تم نے بہت حرکت بیجا کی انہوں نے دس بیس آم توڑے

تھے تو کونسا نقصان ہوا اب انکا اسباب انکے حوالہ کرو میں نے وہ سب انکا دیدیا

وہ جمعدار عامل کے پاس گیا پھر آٹھ دس روز کے بعد ایک دن حضرت نے لوگوں سے فرمایا

کہ بھائیو آج ہم نماز ظہر کے بعد دعا کرینگے یہ سنکر خوش ہوئے کہ دیکھئے حضرت

کس امر میں دعا کرینگے پھر بعد ظہر کے تو نہیں مگر بعد عصر کے آپنے لوگوں سے فرمایا

کہ سب حاضر رہیں میں اسوقت پچھلی صف میں تھا اور مولانا عبد الحی صاحب

صف اول میں تھے انسے فرمایا کہ دین محمد کے مزاج میں بہت غصہ ہے یار غصہ کے
جانے جا کو نہیں دیکھتا سوا اس کے لئے آج جناب باری میں دعا کریں گے کہ غصہ اسکا
دور ہو پھر پوچھا دین محمد بھی یہاں ہے میں نے کہا کہ حاضر ہوں پھر بلا کر مجھے صف
اول میں اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا تیرے غصے دور ہونیکے لئے ہم دعا کرینگے
مینے عرض کیا کہ حضرت مجھکو منظور نہیں کہ میرا غصہ جاتا رہے میں بالکل ٹھنڈا ہو جاؤں
آپ اس امر میں دعا نہ کریں آپ چپ ہو رہے پھر فرمایا کہ جو تم نے جا قصہ کیا
کرتے ہو اسکے ادا ہونے کے واسطے دعا کرینگے مینے کہا بہتر ہے پھر حضرت دعا میں
مشغول ہوئے اور سب لوگ آمین آمین کہنے لگے اور بہت دیر تک آپنے
دعا کی مولانا صاحب نے فرمایا کہ دعا میری جناب باری میں مستجاب ہوئی مولانا
مدوح نے پوچھا کہ حضرت یہ کیونکر معلوم ہوا آپنے فرمایا کہ اس کا حال اب تم دین
محمد سے پوچھو کہ تیرا کیا حال ہوا پھر حضرت نے آپ ہی مجھسے فرمایا کہ اپنا حال
اسوقت بیان کرو میں نے عرض کی کہ جب آپ دعا کرتے تھے مجھکو ایسا معلوم ہوتا
تھا جیسے کسی چیز سخت کو کوئی میرے جسم کے اندر سے اور باہر سے بزور کھینچتا ہے

اور مجھکو کچھ لے چینی سی معلوم ہوتی ہے پھر بعد تھوڑی دیر کے طبیعت ہلکی ہوگئی اور
ایسا معلوم ہوا کہ میرے بدن میں باریک ململ کا کرتا ہے اور طبیعت میں ایک تسکین سی
ہوگئی حضرت نے فرمایا کہ اگر تم پہلے انکار نہ کرتے اور خاموش بیٹھے رہتے تو پھر دیکھتے
اس دعا کے اثر سے تمہارا کچھ اور ہی حال ہوجاتا میں نے عرض کی کہ رب تو جو ہونا تھا
سو ہوگیا میری تقدیر میں یہی کچھ تھا اگر یہ حال مجھے اول سے معلوم ہوتا تو کیوں انکار
کرتا ایک بار سید محمد یعقوب صاحب سلمہ اللہ تعالے کی والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ نے
حضرت امیر المومنین امام العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی ضیافت کا ارادہ کیا اور مجھسے اسکا
مشورہ لیا کہ کسقدر گوشت اور چاول چاہیئے کہ لوگوں کو کفایت ہو میں نے کہا کہ
حضرت کے ہمراہ چالیس پچاس آدمی ہیں جیسا مناسب جانو لیا کرو انہوں نے کہا کہ
پھر بھی کچھ بتلاؤ میں نے کہا خیر ایک پانچ سیری گوشت اور چھ سیر چاول بہت
ہیں اسمیں جو کھانا باقی بچیگا وہ اندر کے لوگ کھا لیویں گے پھر یہ حال میں نے حضرت سے
عرض کیا آپنے فرمایا بہتر ہے ہمیں اسکا سامان تیار کرو پھر میں نے قصاب کے یہاں سے
گائے منگوائی اور اسکو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا پھر قصاب نے اسکو بنایا اسمیں سے

چار پنسیری گوشت نلے ہڈی کا اور ڈھائی پنسیری ہڈی دار میں نے تول لیا اور باقی گوشت
محلہ کے لوگ دو دو تین تین پیسے کا جنکو حاجت ہوں لیگئے اور چار پنسیری چاول
منگوائے اور وہاں قصبات میں اکثر نائی شادی غمی میں کھانا پکاتا ہے سو آپ
نائی کو بلوا کر میں پکوانے لگا اب یخنی تیار ہوا اسی اثنا میں سید محمد یعقوب علیہ اللہ
تعالے کہ اس ایام میں بارہ تیرہ برس کی عمر تھی تشریف لائے اور گوشت دیکھکر
فرمانے لگے کہ گوشت تو بہت تھوڑا معلوم ہوتا ہے میں عرض کی کہ صاحبزادہ صاحب جسقدر
تلوا لیا ہے اوسیقدر موجود ہے اسمیں سے کچھ نہیں گیا انہوں نے تکرار کئی بار یہی فرمایا کہ گوشت
کم ہے یہ بات سنکر مجھکو یہ گمان ہوا کہ شاید ان کو اس بات کا گمان ہے کہ دین محمد نے
اسمیں سے کچھ لے لیا ہے میں نے پلاؤ دم کرا کر ایک کھنی کے درخت کے تلے چادر بچھا کر
لیٹ گیا اور دیر تک رویا کیا اور جناب باری میں میں نے دعا کی کہ خداوندا سید محمد یعقوب صاحب
نے مجھپر ناحق بدگمانی کی ہے یہ کھانا حضرت کے لوگوں کو کفایت نہ کرے سب کے
سب بھوکے اوٹھ کر کھڑے ہوں قدرت الہٰی سے یہی بات ہوئی میں تو اسی درخت
کے تلے لیٹا رہا اور لوگوں نے مہمانوں کو کھانا کھلانا شروع کیا وہ سب کھانا

چاٹ گیا اور مہمان بہوکے رہے سب کو تعجب ہوا کہ الہٰی یہ کیا معاملہ ہے کچھ گھر میں
جو کچھ بستیں سیر آدمیوں کا کھانا جو بکا تہا وہ بھی لا کر کھلایا لیکن پر بھی لوگ شکم سیر نہو سکے
اور مکدر طبع ہو کر وہاں سے اُٹھے اور اسمیں سے ایک طباق کھانا حضرت کیواسطے
بہیجا گیا حضرت اسوقت سوتے تھے طباق مذکور چھپا کر پلنگ کے تلے دھر دیا حضرت
اٹھے اپنی بی بی صاحبہ یعنی بی بی سارا کی والدہ سے پوچھا کہ سب مہمان کھانا
کھا چکے اونہوں نے کہا آج نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ باوجود افراط طعام کے
لوگ شکم سیر نہ ہوئے بلکہ جو کچھ کھانا گھر میں پکا تہا وہ بہی اُنکو کھلا دیا تو بھی لوگ
بہوکے رہے آپنے فرمایا اس کا کیا سبب کھانا دیگ سے کسنے نکالا تہا اور لوگوں
کو کھلانے میں کون کون شخص تھے انہوں نے کہا یہ حال ہم کو نہیں معلوم تب حضرت نے
سید محمد اسمٰعیل کی والدہ صاحبہ مرحومہ اور مولوی محمد علی صاحب مرحوم کو بلا کر پوچھا
کہ آج یہ کیا معاملہ ہوا لوگوں کے کھلانے پلانے میں دین محمد بہی تھا انہوں نے
کہا کہ ہم نے تو اوسے بڑی دیر سے نہیں دیکھا وہاں تو وہ نہ تھا حضرت نے فرمایا
بس یہی سبب ہے آج شاید کہ کسی نے اوسکو رنجیدہ کیا سب نے کہا حضرت اسکا

حال تو نہیں معلوم آپنے فرمایا کہ اسکو تلاش کر کراؤ وہ کہاں ہے اسوقت میں
اس درخت کے تلے سے آکر مسجد میں لیٹا تھا لوگوں نے حضرت کو خبر دی حضرت نے
اپنے حصہ سے ایک رکابی کھانا عبدالقیوم کے ہاتھ بھیجا وہ میرے پاس آئے اور کہا
کہ یہ کھانا لو تم کو حضرت نے بھیجا ہے میں نے کہا کہ یہ کھانا حضرت نے مجھکو نہیں بھیجا
تم لیجاؤ میں نہیں لونگا وہ لیکر چلے گئے پھر حضرت نے مولوی سید محمد علی صاحب کو بھیجا
وہ لیکر آئے اونسے بھی کئی بار میں نے انکار کیا انہوں نے کہا یہ کھانا حضرت نے اپنے حصہ
میں سے نکالکر بھیجا ہے تو میں نے وہ کھانا لیا اور اونہیں کے روبرو کچھ اسمیں سے کھالیا
اور باقی طاق میں رکھدیا پھر نماز ظہر کیوقت حضرت تشریف لائے مجھکو ملے
مگر اسوقت کچھ نہ فرمایا بعد نماز عصر کے مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم سے
پوچھا کہ آج کھانا کھلانے میں کیا بے انتظامی ہوئی تم نے سب مہمانوں کو نہیں دیکھ لیا
تھا اور دین محمد کو بھی نہیں تلاش کیا تھا انہوں نے کہا کہ ہاں اسمیں تو مجھسے خطا ہوئی
پھر حضرت نے اسوقت اور کچھ نہ کہا پھر دوسرے دن بعد نماز صبح کے آپ جاکر مسجد کی
چھت پر بیٹھے وہاں مجھکو بلوایا اور پوچھا کل کے روز کیا معاملہ ہوا میں نے عرض کی کہ

کس امر میں آپ پوچھتے ہیں آپنے فرمایا کہ یہی لوگوں کے کھانا کھلانے میں تب
میں نے تمام حال اپنی رنجیدگی کا اول سے آخر تک بیان کیا حضرت نے کہا کہ یہ بات
مجھکو اسوقت معلوم ہوگئی تھی جب میں نے سنا کہ لوگ بھوکے رہے مگر خلاصہ
کلام کا یہ ہے کہ تم نے آج حرکت بہت ہی بیجا کی ہم نے جو کچھ آج تک تعلیم
کیا ہے اسواسطے نہیں کہ تم کسی کے حق میں دعاء بد کرو اور یہہ بتاؤ کہ تم ہمارے
ہمراہ کس واسطے ہو میں نے عرض کی کہ اور سب لوگ آپکے ہمراہ کس واسطے ہیں آپنے فرمایا
خدا کیواسطے ہیں میں نے کہا میں بھی خدا کیواسطے ہوں پھر آپنے فرمایا آج ہمارے سامنے
توبہ کرو کہ پھر کبھی بار دگر ایسی حرکت نہ کروں گا میں نے موافق ارشاد حضرت کے
توبہ کی پھر آپنے فرمایا آج سے ایک نصیحت اور بھی یاد رکھو کہ جب کسی نے تمہارا
کبھی قصور کیا ہو للہ اسکو معاف کر دو اور یہ کبھی نہ کہنا کہ فلاں سے میں خدا
کے یہاں سمجھونگا یہ بات خوب نہیں ہے اور ہمیشہ ہفتہ عشرہ میں کسی وقت یاد کرکے کہہ
لیا کرو کہ الہی جسنے کچھ میری خطا کی ہو میں نے معاف کیا اور تو بھی اسکو عفو فرمادے
یہ سب قبول کیا اسی روز سے پھر میں نے کسی کے واسطے دعاء بد نہ کی مگر یہاں تک

میں کئی شخصوں کیواسطے نہایت ناچار ہوکر بھی بددعا کی اور انکو سزا بھی قرار واقعی ہو گئی
اللہ تعالے اس خطا میرے کو معاف فرمائے ایک روز حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
رحمتہ اللہ علیہ اپنی مسجد میں بعد نماز ظہر کے بیٹھے تھے اور اسوقت اور بھی بہت لوگ
حاضر تھے مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالے جل شانہ
نے قبل میرے تولد ہونے کے چار شخص پیدا کئے ہیں بس اتنا کہہ کر خاموش ہو رہے مولوی صاحب
ممدوح نے پوچھا وہ چاروں شخص کیسے ہیں اور کہاں ہیں آپنے فرمایا وہ چاروں شخص
صاحب خدمت ہیں انمیں کا ایک ملک دکھن میں ہے دوسرا ولایت میں اور تیسرا ہندوستان
میں اور چوتھا میرے ہمراہ رہیگا اور بہت کچھ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ
بیان فرمائے مگر سوائے اسوقت اور حال مفصل انکا بیان نکیا مگر مدت مدید
اور عرصہ بعید میں انکا حال اسطرح سے معلوم ہوا کہ بعد چند روز کے جب حضرت امیر المومنین
امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ لکھنؤ میں تشریف لیگئے اور دریائے گومتی کے کنارے شاہ پیر محمد صاحب
کے ٹیلے پر قریب مسجد کے شیخ امام بخش سوداگر کے مکان میں اترے بعد تین چار دن کے
آپ شیخ ممدوح کے مکان سے شاہ پیر محمد صاحب کی مسجد میں گئے جانب شمال صحن میں

مسجد کے کونے میں ایک حجرہ تھا اسکا دروازہ بند کیے ہوئے اسمیں ایک مدت دراز سے ایک
درویش پیر مرد رہتے تھے اونہوں نے حجرے کے کواڑ کھولے حضرت انکے پاس تشریف
لیگئے اور دیر تک خدا جانے کہ آپنے کیا کلام کرتے رہے جب حضرت وہانسے باہر نکلے
تب پھر اونہوں نے کیواڑ بند کرلئے اور حضرت مسجد میں گئے وہاں کے رہنے والوں کو
بڑا تعجب ہوا آپسمیں گفتگو کرنے لگے کہ اس درویش باکیش کو اس حجرے میں
رہتے تیس چالیس برس سے ہوئے ہونگے مگر ہم نے کبھی نہ انکی صورت دیکھی اور نہ کسی سے
کلام کرتے دیکھا اور نہ کبھی کچھ کھاتے پیتے دیکھا اور نہ کبھی حاجت ضروریہ کو
نکلتے دیکھا آج حضرت کو اونہوں نے اپنے حجرے میں بلایا اور کلام کیا یہ کیا سبب ہے پھر
حضرت ٹھیرے عشاء تک اور مسجد میں رہے نماز عشاء پڑھکر شیخ موصوف مکان میں
آئے بعد تناول طعام کے کسی شخص نے پوچھا کہ وہ درویش گوشہ نشین جنکے حجرے میں
آج آپ تشریف فرما ہوئے تھے کون ہیں حضرت نے فرمایا کہ جو ہم نے ایک روز مولوی محمد
یوسف صاحب سے کہا تھا کہ اللہ تعالے نے مجھسے پہلے چار شخصوں صاحب خدمت کو پیدا کیا ہے
انمیں سے ایک یہ صاحب ہیں ہم کئی آدمیوں نے حضرت سے درخواست کی کہ ہم لوگ بھی

انسے ملاقات کرتے اگر آپ فرمایئں تو ہم ملاقات کو جاویں آپنے فرمایا ابھی نہیں انشاء
اللہ تعالے تم پرسوں ملاقات کرنا دوسرے روز حضرت پھر انکی ملاقات کو گئے اور حجرے
کے دروازہ پہ جاکر کھڑے ہوئے اونہوں نے کواڑ کھولا حضرت کو اندر لیا اور اسی طرح
کواڑ بند کر دئے پھر کچھ دیر میں انہوں نے کواڑ کھولے حضرت باہر تشریف لائے
اور وہ بزرگ اندر دروازہ کے کوئی لحظہ کھڑے رہے ہم کئی آدمیوں نے انکو دیکھا
کہ داڑھی سفید براق تھی کوئی گننی کے بال سیاہ ہونگے اور بہت ہی نورانی چہرہ اور
سر پر بال تھے الغرض پھر اسکی تیجے ہم نے حضرت سے کہا کہ آج ہم انکی ملاقات کو
جاویں حضرت نے فرمایا کہ ہاں آج انسے ملاقات کرلو پھر ہم چھ سات آدمی جاکر
انکے دروازہ پر کھڑے ہوئے اونہوں نے کیواڑ کھولکر ہم کو اندر بلالیا ہم نے
السلام علیکم کیا انہوں نے جواب دیا اور مصافحہ مصافحہ کرکے بٹھایا اور بہت خلاق
سے پیش آئے اور فرمایا کہ تم ہمارے پیر بھائی ہو اور کہا ہم چار شخص ایک عہد
کے ہیں اور ہر ایک مدت مدید سے اپنے اپنے مقام پر قیام رکھتے ہیں اور
ہم یہاں حکم الہی سے اتنی مدت بیٹھے تھے اور حکم ہوا تھا کہ ایک سید صاحب یہاں

تشریف فرما ہوں گے اونکے دست مبارک پر بیعت کرنا انہیں سے تجھکو ہدایت ہوگی اور جو کچھ
وہ فرماویں وہ عمل میں لانا اور جہاں بھیجیں جانا سوا اسکے ہمارا بیان سے کچھ ہے ہم نے پوچھا
کسطرف کو انہوں نے کہا ابھی اس کا حال مفصل ہم کو نہیں معلوم جسطرف کو ارشاد ہوگا اسطرف
کو جاو بیگے پھر ہم لوگ وہاں سے حضرت کے پاس لوداگر کے مکان پر آئے پھر اسکے پیچھے کو جو ہم
گئے تو وہاں کوئی نہ تھا حجرہ خالی پایا وہ کس طرف کو چلے گئے تھے اور حال دوسرے
صاحب کا یوں معلوم ہوا کہ جب بعد مدت مدید اور عہد بعید کے حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
رحمۃ اللہ علیہ جہاد کو روانہ ہوئے اور سیر و سفر کرتے ہوئے قندہار میں مع الخیر پہونچے
اور وہاں سے انہوں نے ظہور اللہ ولایتی کو طرف شہر کابل کے بھیجا کہ جا کر وہاں کے
سرداروں سے ملاقات کریں اور دریافت کریں کہ ان کا کیا طور ہے اور آپ حضرت نے
قندہار سے جا کر غزنی میں مقام کیا پھر وہاں سے سات آدمی کابل کو روانہ ہوئے وہاں
اونمیں ایک بہادر شاہ خاں اور دوسرے سید نوشاہ اور تیسرا میں تھا اور چار
آدمی اور ورسلے خدمت ہم لوگوں کے تھے الغرض جب ہم ساتوں آدمی کابل روانہ ہوئے
اور جا کر قلعہ قاضی میں کہ وہاں سے کابل چار کوس ہے اترے پھر ہم نے آپسمیں مشورہ کیا

کہ کوئی ہم میں سے کابل کو جائے اور اخوند صاحب کو خبر کرے یا بلا لاوے پھر صلاح
یہ بھی ٹہری کہ یہاں کے اکثر میوہ فروش میوہ لیکر کابل کو جایا کرتے ہیں انمیں کسی کو
چار آنے پیسے دیویں کہ وہ ہماری خبر اخوند صاحب پہونچا دیوے پھر ایک میوہ فروش
کو ہم نے بلا کر کہا اُسنے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاوگے ہم نے تمام حال
کہا کہ ہمکو غزنی سے ہمارے پیر و مرشد حضرت سید امیر المومنین امام المجاہدین
سید احمد صاحب نے بھیجا ہے اُسنے کہا کہ میں بھی کچھ اس حال سے واقف ہوں مگر تم
لوگ وہاں ہرگز نہ جانا کسواسطے کہ تمہارے سید صاحب نے بھیجے ہوئے جو اخوند صاحب بھیجے گئے
ہیں انکو وہاں کے سرداروں نے قید کیا ہے اگر تم جاؤگے تم بھی قید ہوجاؤگے
ہم نے پوچھا کہ اخوند صاحب کے قید ہوجانیکا کیا سبب انکو کیوں گرفتار کیا ہے
اُسنے کہا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بعضے بعضے سرداروں کو انکا گمان ہے کہ یہ
سید صاحب لشکر انکے بھیجے ہوئے ہیں اور یہہ ہمارے ملک کو چھوڑ دینگے یہ بات سنکر ہم نے
آپسمیں یہ صلاح کی کہ ایک شخص ہم ہی میں سے خدا پر توکل کرکے جاوے خواہ کوئی
قید کرے یا ہتھیار چھین لیوے کس واسطے کہ حضرت امیر المومنین ضرور ہی اوتیں گے

پھر ہمکو کس بات کا اندیشہ ہے آخر الامر ایک آدمی ہم نے بھیجا وہ گیا وہاں اور اخوند ظہور اللہ
صاحب ایک روز پیشتر اُسکے جا نسے چھوٹ گئے تھے اخوند ممدوح سے ملاقات ہوئی پھر اخوند
صاحب وہاں رہے صبح ہم لوگونکو ساتھ لیکر وہانسے شہر کابل کو آئے وہاں ایک وزیر کا
باغ مشہور تھا اسمیں ہمکو اوتارا لوگوں نے سردار سلطان محمد خاں اور یار محمد خان کو جو اُن
روزوں وہاں کے حاکم تھے ہماری خبر کی کہ کچھ لوگ سید صاحب وزیر باغ میں آج آکر ٹھہرے
ہیں انہوں نے ایک خیمہ اور فرش وغیرہ بھیجا اور انہیں کے لوگوں نے خیمہ کھڑا کر دیا اور فرش
بچھا کر ہم سے کہا سید صاحب اب اسمیں آرام کرو پھر تین گھڑی میں انہیں کے آدمی کھانا
لیکر آئے اور ہمکو کھلایا اور کہا بعد نماز ظہر کے تمکو سردار کے پاس لیجاوینگے تب
تک یہاں آرام کرو پھر وقت موعود پر تین آدمی سردار کے آئے دونوں صاحب
ایک کا نام گلزار خان دوسرے کا نام نذر محمد خان تھا اور ایک سردار کا عرض بیگی پھر
تین آدمی ہم میں سے اور چوتھے اخوند صاحب کو اپنے ساتھ لیکر سردار ممدوح کے
پاس گئے ہم نے سلام علیک کیا انہوں نے جواب سلام دیا اور معانقہ و مصافحہ کر کے
ہم کو بٹھایا اور حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کا حال پوچھا ہم نے تمام کمال،

بیان کیا اور کہا کہ بالفعل ہماری عرض یہی ہے کہ آپ قریب نہیں ہمکو جگہ دیجیے کہ جس
سبب سے ہر وقت آپ سے ہماری ملاقات ہوا کرے اونہوں نے اپنے باغ کا برج جدا
ہمارا ڈیرہ تھا اسمیں اتارا اور ہم لوگ وہاں قلعہ قاضی سے آکر وزیر باغ میں
دوشنبہ کے روز پہونچے تھے اور بعد اسکے حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ
پنجشنبہ کو قلعہ قاضی میں آکر تشریف فرما ہوئے اور ادنا ایک آدمی واسطے خبر کے ہمارے پاس بھیجا
کہ ان شاء اللہ تعالی کل نماز جمعہ ہم کابل میں آکر پڑھینگے اور وہاں شہر کابل میں ایک
پیر مرد بزرگ تھے وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ایک سید صاحب بڑے ولی کامل یہاں آوینگے
اور انسے ہزاروں خلائق کو فیض ہوگا اور دین محمدی انسے تازہ ہوگا مگر ہفتے کو اس شہر میں
داخل ہونگے سردار سلطان محمد خان و یار محمد خان نے اس بزرگ کو بلا کر کہا کہ آپ
جو چند سال سے خبر دیتے تھے کہ یہاں ایک ایسے سید صاحب آوینگے مگر اس شہر میں
ہفتے کو داخل ہونگے سو سید صاحب کا آنا تو صحیح ہوا مگر ہفتے کے روز کا شہر میں
داخل ہونا غلط ہوا وہ تو کل جمعہ کو آوینگے اس بزرگ نے کہا کہ وہ تو ہفتے ہی کو آوینگے
سرداروں نے تکرار کیا کہ تم غلط کہتے ہو وہ کل جمعہ کو آوینگے آخر الامر اس بزرگ نے گرم ہو کر کہا

کہ اگر یہہ سید یہاں جمعہ کو آوینگا تو یہہ وہ سید ہونگے جنکی میں خبر دیا کرتا تھا
وہ سید سنتے ہیں کہ آوینگا پھر جمعہ کو دونوں سردار دس بارہ ہزار پیادہ و سوار
و رعایا نے تیار لیکر حضرت کے استقبال کو چلا جب آدھی دور پہنچے ہوئے تو اس طرف
سے دو سوار گھوڑے دوڑائے ہوئے آتے تھے حاجی بہادر شاہ خان نے مجھسے پوچھا یہہ
دو سوار کیسے آتے ہیں میں نے کہا یہہ تو ہمارے حضرت کے سوار ہیں پھر انہوں نے اخوند
ظہور اللہ سے کہا کہ یہہ دو سوار جو آتے ہیں سردار کو اطلاع کرو کہ اگر اجازت
ہو تو ہم جاکر آنسے حال دریافت کریں کہ کیوں آئے ہو انہوں نے سردار ممدوح سے
کہکر اجازت لی پھر میں آگے بڑھکر ان کے پاس گیا اور آنے کا سبب پوچھا انہوں
نے کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ لوگ ہمارے تھکے ماندے ہیں صلاح یہ ہے کہ
آج نماز قلعہ قاضی میں پڑھیں خدا چاہیگا تو کل ہم آوینگے اور ہم نے سنا تھا
کہ سردار ہمارے استقبال کی تیاری کرتے ہیں سو یہ تکلیف موقوف رکھیں
ہم کل پہنچتے کو آپکے پاس جا موجود ہونگے یہ حال ہم نے جاکر دونوں سرداروں سے کہا وہ سنکر
چپ ہو رہے اور ہم لشکر شہر کو روانہ ہوئے پھر جمعہ کو پہنچے کہ دن حضرت

امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ مع تمام رفقا آکر اسی زیر باغ میں داخل ہوئے اور ہمارے خیمہ میں اترے اور باقی لوگ کوئی آٹھ سو سے ہوں گے وہ بھی اسکا باغ میں جا بجا اپنے اپنے منزل سے اترے سلطان محمد خان اور یار محمد خان نے ملنے ملاقات کے آنے کا ارادہ کیا آپ نے انکے آدمیوں سے جو ہم لوگوں کی خدمت کیواسطے حاضر تھے کہلا بھیجا کہ آپ یہاں آنیکا ارادہ نہ کریں شام کو ہم آپ ہی تمہاری ملاقات کو وہیں آوینگے پھر ان دونوں سرداروں نے کہلا بھیجا کہ اگر ایسی ہی مرضی مبارک ہے تو آج شام کو نہیں کل صبح تشریف لاویں پھر یکشنبہ کی صبح کو حضرت امیر المومنین مولوی امام الدین صاحب اور عبد اللہ اور شیخ وزیر اور مجھکو ہمراہ لیکر دونوں سرداروں کی ملاقات کو گئے ہم چاروں آدمی الگ بیٹھے آپ حضرت ان سرداروں کے پاس گئے اور کچھ باتیں آپس میں کرتے رہے مگر ہمکو نہیں خبر کہ وہ کیا باتیں تھیں پھر ان سے رخصت ہوکر اپنے مقام کو تشریف لائے اور ہم بھی آپکے ساتھ آئے پھر دوسرے دن وہ دونوں سردار حضرت کی ملاقات کو آئے اس جگہ آپنے فرش بچھوا دیا وہیں انکو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھے پھر حضرت وہ باتیں کرنیلگے اسی اثنا میں ان سرداروں نے یہ بھی کہا کہ حضرت ہمارے شہر میں ایک بڑے بزرگ ہیں

وہ بہت برسوں سے کہا کرتے تھے اور لوگ جانتے تھے یہ درویش ہیں خدا جانے کیا کہتے ہیں
جب آپ غزنی میں تشریف فرما ہوئے تب انہوں نے فرمایا جس سید کی آنیکی خبر دیتا
تھا وہ سید غزنی میں آئے ہیں اور کئی دن میں یہاں بھی تشریف فرما ہونگے مگر یہاں
کابل میں ہفتے کے دن آوینگے پھر جب آپ قلعہ قاضی میں آئے اور خبر پہنچی کہ ہم جمعہ
کابل میں پڑھینگے تب ہم نے ان کو بلا کر کہا کہ شاہ صاحب یہ تو فرمانا آپ کا صحیح نہیں ہوا
کہ سید صاحب یہاں آوینگے مگر یہ بات کہ ہفتے کو یہاں تشریف لاوینگے یہ بات
غلط ہوئی انہوں نے فرمایا کہ میری بات ہرگز غلط نہیں ہو سکتی وہ ہفتے ہی کو یہاں آوینگے
جب ہم نے انکی بات پر انکار کیا اور نہ مانا تب خفا ہو کر انہوں نے فرمایا کہ اگر سید
جمعہ کو آوینگے تو وہ سید نہ ہونگے جنکی خبر میں نے دی ہے وہ ہفتے ہی کو آوینگے پھر جب
آپ نے کہلا بھیجا کہ ہم جمعہ کی نماز قلعہ قاضی میں پڑھینگے اور ہفتے کو کابل آوینگے تب
ہم نے جانا کہ وہ درویش سچا ہے ہم ہی غلطی پر تھے اور سب کہنا اسکا سچا ہوگا
یہ تمام قصہ ان سرداروں نے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو بیان کیا
آپ سنکر خاموش ہو رہے پھر اور اور باتوں میں مشغول ہوئے کچھ دیر میں پھر وہ دونوں

سردار رخصت ہوکر اپنے اپنے مکان کو تشریف لے گئے پھر ایک روز مولانا محمد اسمعیل
مرحوم و مغفور نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ہم نے یہاں لوگوں سے سنا ہے کہ اس
شہر کابل میں ایک پیر مرد بزرگ ایسے ایسے کلام کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ مولانا
صاحب کیا آپنے انکو نہیں دیکھا وہ تو ہمارے پاس روز آتے ہیں بلکہ آج ایک امر
میں ہم سے اور انسے بڑی گفتگو رہی وہ یہہ امر تھا وہ کہتے تھے کہ آپکے زمانے سے
چار سو برس تک ترقی دین اسلام کی رہیگی اور کہتے تھے کہ آٹھ سو برس تک
ترقی رہیگی پھر تنزل اور ضعف ہونا شروع ہوگا آخر ش ہم نے اپنے کشف باطنی
سے انکی تسلی کردی تب وہ اپنی غلطی کے مقر ہوئے کہ آپ درست فرماتے ہیں
مولانا ممدوح مرحوم نے کہا کہ حضرت ہم نے تو آپکو انسے باتیں کرتے نہیں دیکھا یہ گفتگو
کس وقت ہوئی تھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ گفتگو زبانی نہ تھی وہ اور ہی
طور کا گفتگو تھی اسکو وہی سنتے اور سمجھتے تھے اور وہ بزرگ ایک ان چار شخصوں میں سے
ہیں جنکو ہم نے تکیہ پر رائے بریلی میں مولوی محمد یوسف صاحب سے کہا تھا کہ اللہ تعالے چار
آدمی ایسے ایسے رتبے کے ہم سے پہلے پیدا کئے ہیں اور اب کس وقت انسے تمہاری بھی ملاقات

ہوگی اسی اثناء میں مولوی امام الدین صاحب مرحوم نے پوچھا کہ حضرت اکثر لوگ
تو یوں کہتے ہیں کہ اب قیامت قریب ہے اور امام مہدی آخر الزمان پیدا ہونگے حضرت
رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس آٹھ سو برس کے اندر امام مہدی علیہ السلام کا پیدا
ہونا تو مجھکو نہیں معلوم ہوتا آگے اس کا علم اللہ کو ہے پھر ایک روز مولانا محمد اسمعیل
رحمتہ اللہ علیہ اس باغ سے جہاں ٹھہرے تھے تھوڑی دور نہر کے کنارے چلے جاتے تھے
ملاقات ہوئی اول انہیں نے سلام علیک کیا مولانا ممدوح نے جواب سلام دیا اور اسم شریف
پوچھا انہوں نے کہا میں وہی شخص ہوں جو آپ سے حضرت امیر المومنین نے فرمایا تھا کہ کسی
وقت انسے ملاقات ہوجائیگی تب مولانا موصوف نے مصافحہ اور معانقہ کیا اول پوچھا انہوں نے
فرمایا ہم چار شخص اپنی اپنی جگہہ حکم الہٰی سے معین ہیں اور حضرت امیر المومنین کے تابعدار
اب مجھکو جہاں حکم کریں گے وہاں جاؤنگا مولانا صاحب نے پوچھا کہاں جاؤگے انہوں نے کہا
ابھی مجھکو یہ نہیں خبر جب میں حضرت کے دست مبارک پر بیعت کر لونگا تب جو ارشاد
ہوگا بجا لاؤنگا اور پیر صاحب کا حال اسوقت معلوم ہوا جب حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
نصرت قرین ہونگے اور لشکر ظفر پیکر کے بازار کی محافظت کیواسطے مجھکو اور اکبر خاں کو جو خورجہ

یا شکار لوپر کے رہنے والے تھے مشہور کیا تھا ایک روز سید حسید الرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور جو جناب امیر المومنین
کے خواہر زادہ تھے واسطے سیر بازار مذکور کے گئے تھے وہاں سے پھر حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ
کے خیمہ میں آئے حضرت ممدوح پیر فتوح نے پوچھا اسوقت کدھر سے آتے ہو اونہوں نے کہا
بازار سے آپنے پوچھا وہاں کچھ شور و فساد تو نہیں ہے انہوں نے کہا سب طرح سے فضل الٰہی ہے
پھر حضرت نے پوچھا کہ اس آپکی فوج نصرت فوج کوئی بزرگ صاحب خدمت بھی ہے جیسا کہ اور فوجوں
اور لشکروں میں ہوا کرتے ہیں آپنے پوچھا اس سوال آپکا کیا مطلب انہوں نے کہا مطلب تو کچھ
نہیں میں یوں ہی پوچھتا ہوں آپنے فرمایا کہ ہاں اس لشکر میں بھی ہیں تم انسے ملاقات کروگے
اونہوں نے خوش ہوکر کہا کہ ہاں حضرت دل تو چاہتا ہے تب حضرت نے اون کا نشان اور پتہ بتایا
کہ اس جماعت لشکر سے باہر کیجا نب ایک ململ کی پال میں رہتے ہیں وہاں جاکر اُنسے ملاقات
کرو اسمیں اکبر خان ممدوح بھی وہیں موجود تھے حضرت نے اُنسے بھی فرمایا کہ اُنسے ملنے کا تمہارا بھی جی
چاہتا ہے وہ سنکر چپ رہے آپنے فرمایا ان کے ساتھ تم بھی جاؤ اسی طرح سے فرماکر مجھکو
بھی اجازت دی اور یہ فرمایا کہ اونکے پاس زیادہ جمعیت لیکر نہ جانا اور بہت کلام بھی اُنسے
نکرنا پھر ہم تینوں آدمی اُنکے ملنے کو چلے جاتے جاتے آخر کو اونکی پال کے قریب پہونچے اس

پال کے دروازہ پر پردہ پڑا تھا اون بزرگ نے آپ ہی پردہ اُٹھا دیا ہم تینوں شخصوں نے
سلام علیک کیا اونہوں نے جواب وعلیکم السلام کا دیا اور ہم تینوں شخصوں کو پال کے
اندر بلا کر بٹھایا اور فرمایا کہ آج تم نے حضرت امیر المومنین کو تکلیف دی ہم خاموش
رہے پھر ہم نے پوچھا آپ یہاں کب سے رہتے ہیں اونہوں نے فرمایا کہ میں تو حضرت کے ہمراہ
رہتا ہوں جو حضرت امیر المومنین کا حکم ہوتا ہے بجا لاتا ہوں اور فرمایا ہم چار شخص
ہیں چار ہمراہ چاروں حضرت کے تابع یہ کہکر چپ ہو رہے پھر ہم تینوں آدمی اُنسے رخصت
ہوکر حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے آپنے پوچھا انسے ملاقات کرآئے کہو
کیا کیا باتیں ہوئیں ہم نے جو حال تھا سب عرض کیا آپنے فرمایا خوب کیا جو تم نے انسے بہت
کلام نہ کیا اور یہ بھی انہیں چار شخصوں میں سے ہیں جن کا ذکر ہم نے ایک روز وطن میں
مولوی محمد یوسف سے کیا تھا اور جو پچھے بزرگ کو میں نے تو نہیں دیکھا کیونکہ وہ صاحب دکھن میں
تھے اور میرا کبھی جانے کا وہاں اتفاق نہیں ہوا مگر ایک صاحب معتبر اور ثقہ سے معلوم ہوا کہ جب
بعد لڑائی بالاکوٹ کارخانہ جہاد کا تہ و بالا ہو گیا اور جمعیت لشکر مجاہدین کی پراگندہ ہو گئی
ہیں اون دنوں شاہجہان آباد میں رہتا تھا سو ایک روز نواب غلام محی الدین خان کہ پورا

کی اور الحمد للہ شاہ یاسین بریلی کے پیرزادے مولانا ممدوح کی ملاقات کو مدرسہ میں آئے تھے اور مولانا صاحب سے
حال حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کا پوچھا کہ اسطرف کی کیا خبر ہے مولانا صاحب نے
فرمایا کہ وہاں کا حال کچھ مفصل اب تک ہمکو نہیں معلوم مگر لوگوں سے خبر مختلف سننے میں آئی
ہیں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ اون دونوں صاحبوں نے ازروئے افسوس کے کہا کہ جو مرضی خدا
کی ہے وہی بہتر ہے حضرت سید صاحب تو محض واسطے اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنا وطن چھوڑ کر وہاں
گئے تھے کچھ اسمیں غرض دنیا کی اصلا نہ تھی بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ کارخانہ یکبیک زیر و
زبر ہو جاوے اور گوہر مقصود ہاتھ نہ آوے ہمکو جناب ہی سے امید قوی ہے کہ یہ سلسلہ
جہاد کا بہت زوروں جاری رہیگا اور اسوقت مولانا صاحب شاگردوں کے سبق پڑہانے
میں مشغول تھے نواب غلام محی الدین خانصاحب نے فرمایا کہ حضرت کچھ اسکا حال مجھکو بھی معلوم ہے
میں اسوقت آپکی خدمت شریف میں عرض کرتا مگر آپکو پڑہانے میں حرج واقع ہوگا اب تتمہ میں
دین محمدیہ بیان کرتا ہوں پھر بعد فراغ درس کے آپسے بھی عرض کرونگا سو وہ جیسے یوں فرمانے
لگے کہ بہت بڑے سونچ کی بات ہے کہ ایک شخص ہمارے گنج پورہ کا ساکن حیدرآباد میں وہاں کے نواب کے
یہاں سواروں میں ایکسو پچاس روپیہ ماہ کا نوکر تھا سو وہ ہمارے چچا صاحب سے بیان کرتا تھا

اور ہم بھی سنتے تھے کہ وہاں حیدرآباد میں ایک بزرگ سرکاری نوکروں کا پیشہ کرتے تھے
اور اکثر اوقات ہر کسی سے صفت خدا اور رسول ہی کا کیا کرتے تھے میں بھی اکثر انکی خدمت
بابرکت میں جا کر مشرف باب ہوتا تھا اور وہ صاحب مجھسے بہت محبت رکھتے اور مجھپر
مشفقت فرماتے ایک روز میں نے انسے صلاحاً کہا کہ حضرت میرا دل چاہتا کہ اب
یہاں سے نوکری چھوڑ کر اپنے وطن کو جاؤں انھوں نے فرمایا ابھی مت جاؤ اونکے
کہنے سے میں نے چند مدت توقف کیا پھر میں نے ایک روز پوچھا پھر اونھوں نے مجھے
نوکری چھوڑنے کی اجازت نہ دی چند روز کو میں ٹھہر گیا جب تیسری بار میں نے اجازت
چاہی تب وہ صاحب فرمانے لگے کہ بھائی صاحب اس نوکری اپنی کو غنیمت جانو ہماری
نصیحت مانو اگر چھوڑ دوگے پچھتاؤگے پھر سوا پشیمانی کے کچھ نہ پاؤگے میں نے کہا حضرت وہاں
بھی ہزاروں نوکر ہیں میں بھی کہیں نوکری کر لونگا اور فرنگ نصاریٰ کی عملداری چاہار
اب زور و شور کیا ہے نہ بچھ کہیں ذرہ بھر میں ہی جیسے کلکتہ عظیم آباد اونھوں نے
کہا اس میری بات کو یاد رکھو اب کچھ مدت کے بعد عمل نصاریٰ کا تمام ہندوستان میں
ہو جائیگا اسوقت چار روپیہ کی نوکری پر دنیا میں لوگ غنیمت جانینگے اور مشکل

ہوگی میں نے پوچھا حضرت اسی کیسے ہوتے ہیں آپنے فرمایا جیسے ہمارے ملازمین سرکار ہے میں نے پوچھا حضرت

یہ حال کیونکر معلوم ہوا کہ آگے چند مدت میں ایسا ایسا ہوگا انہوں نے کہا ہمکو خدا کی طرف سے

معلوم ہے اور ہم چار شخص صاحب خدمت چار مکانوں میں ہیں اور اللہ تعالے کی طرف سے ہمکو

حکم ہے کہ اپنے مکان پر بیٹھے رہو کچھ دنوں میں ایک سید صدر دین قصبہ رائے بریلی میں پیدا

ہوگا پھر بعد سن تمیز کے واسطے تحصیل علوم کے شہر دہلی میں جاوے گا پھر وہاں سے اپنے وطن کو تشریف

فرما ہوگا پھر وہاں سے جا کر دکھن میں کسی شخص کے یہاں چند سال نوکری کریگا پھر وہاں سے

دہلی کو جائیگا پھر وہاں سے اپنے وطن میں جا کر حرمین شریفین کو واسطے حج و زیارت کے

جاویگا پھر وہاں سے آکر واسطے جہاد کفار نابکار کے کمر باندھیگا اور لاکھوں آدمی اسکے دست

مبارک پر بیعت کرینگے اور ہدایت پاوینگے اور ہندوستان میں دین اسلام کی ترقی ہوگی اور اللہ

تعالیٰ انکے طفیل سے نصاریٰ کو بھی تباہ کر دیگا اور ہند میں حکومت اہل اسلام کی ہوگی

اس زمانہ بدولت تن میں پھر خاطرخواہ نوکری جا کر جا ہوگی لیکن اس وقت نہ ہم ہونگے

نہ تم ہوگے اسلئے میں تمکو کہتا ہوں کہ نوکری نہ چھوڑو یہ بیان میں نے اپنے کانوں

اُسکی زبانی سنا بتایا یہ حال سنکر میں نے نواب غلام محی الدین خانصاحب سے ان تینوں

بزرگوں کا بیان کیا جنکو میں نے دیکھا تھا تب انکو حضرت امیر المومنین کی طرف سے
اور زیادہ عقیدہ ہوا اُسی روز تو نواب صاحب ممدوح نے مولانا صاحب مرحوم سے
اپنا یہ قصہ نہیں بیان کیا مگر کئی دن کے بعد جمعہ کو گھر تشریف لائے اور میرے سامنے
مولانا مغفور سے یہ حال بیان کیا اور مولانا سے پوچھا کہ حضرت آپکو بھی کچھ حال
معلوم ہے تب انہوں نے فرمایا کہ ہاں ایک بزرگ کا حال جو لکھنؤ میں شاہ پیر محمد
کے ٹیلہ پر رہتے تھے ایک روز مولانا محمد اسمعیل صاحب نے مجھسے بیان کیا تھا وہ بھی بزرگ
اسی قسم کی باتیں کرتے تھے جو یہ شخص وہ بھی کہتے تھے تمام ہوا احوال ان چاروں
بزرگوں کا جب حضرت امیر المومنین امام الہدی رحمۃ اللہ علیہ بعد مدت مدید اور اقصی
بعید کے بلدہ شاہجہان آباد سے اپنے وطن تشریف کو تشریف لیگئے اور اپنے عزیز و اقارب کا
حال نہایت تنگ و پُر ملال دیکھا یعنی تنگدست و نادار رہتے کہ جہاں پر چند درخت
انگور کے تھے اکثر انکو فروخت کی فصل میں اونہیں کو اپنا گذر کرتے اور جو کوئی مہمان آتا اسکو
بھی وہی کھلاتے اور کسی روز نمک بھی میسر نہ ہوتا جو انمیں ملاتے اور سبب اس تنگ حالی
کا یہ تھا کہ آگے حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو آپکے اجداد بزرگوار سے تھے

دعا کی تھی کہ الٰہی میری اولاد پر روزی کی بہت فراوانی نکرنا کبھی کبھی فاقہ بھی ہو سو وہ دعا
جناب باری میں قبول ہوگئی حضرت امیر المومنین کو انکی فاقہ شکستہ بار پر رحم آیا اور فرمایا
کہ ہمارے حضرت شاہ علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ متوکل اور تارک الدنیا تھے اور انکو تب تک
اونکے اہل و عیال بھی ویسے ہی صابر و قانع تھے انکو فقر و فاقہ میں مزہ کھانے پینے سے
زیادہ معلوم ہوتا تھا یاد الٰہی میں مشغول و مصروف رہتے تھے اور اب فی زمانہ ہم لوگوں میں اس
بات کا اثر بھی نہیں پایا تھا محض دنیادار ہوگئے اکثروں کو حلال و حرام میں تمیز نہ رہی
تو کیا بیر بہیہ نگاری کا کیا ذکر وہ دعاؤں کے حق میں بلاء عظیم ہوگئی اور مقبرہ حضرت شاہ
علیم اللہ صاحب کا وہیں تکیہ کی مسجد کے قریب ہے سو ایک روز حضرت امیر المومنین
رحمۃ اللہ علیہ اونکے مزار پر انوار پر تشریف لیگئے اور وہاں دیر تک قیام رہے پھر وہانسے
اپنی مسجد میں آئے اسی طور آپ وہاں تین روز تشریف لیگئے اور مراقب ہو بلکہ
دو ایک روز آدمی بھی آپکے ساتھ تھے اور وہاں جا کر مراقبہ کرتے تھے پھر ایک روز بعد نماز
عصر کے حاضرین لوگوں سے فرمایا ابھی کوئی کہیں نہ جاوے ہم ایک خوشخبری سناوینگے سب لوگ
بیٹھ گئے آپنے فرمایا کہ وہ خوشخبری یہ ہے کہ میں تین روز حضرت شاہ علیم اللہ

رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فیض آثار پر گیا اور مراقبہ کیا اور تینوں روز آپکی روح پر
فتوح سے ملاقات ہوئی اور میں نے عرض کی کہ حضرت تم نے اپنی اولاد کیواسطے
یہ کیا دعا کی آپکی زبان مبارک نکلی ہے ان میں آپکی اولاد و امجاد اتنی تھیں کہ تھے
کہ فقر و فاقہ کو اپنا فخر جانتے تھے اور اب ہم لوگ اس وقت ویسے کہاں ہیں
اب آپکو مناسب ہے کہ اونکے حق میں واسطے فراخت روزی کے دعا کریں آپنے
فرمایا کہ جو کچھ ہونا تھا تقدیر الٰہی سے ہوگیا اور اب اسکی دعا کے خلاف دعا کرتے مجھے
شرم آتی ہے کہ پہلے میں نے اسطرح دعا کی تھی اور اب اسطرح کروں تب میں عرض
کی کہ حضرت اب تو آپ کو دعا کرنی ہوگی جس طور سے ہو سکے سو آپنے فرمایا
کہ اچھا مگر تم دعا کرو میں بھی تمہارا شریک ہوکر دعا کرونگا میں نے عرض کی کہ حضرت آپکے سامنے
مجھکو کیا رتبہ ہے کہ میں دعا کروں آپنے کسی طرح نہ مانا مجھ ہی کو آگے کیا سو میں نے
جناب الٰہی میں بالحاح وزاری دعا کی اور اس قاضی الحاجات مجیب الدعوات نے قبول فرمائی
کہ ہم نے وہ کلفت اور تنگی جو اونکی دعا کے سبب سے تھی دور کردی سو کہا ہے سو اس بات کو یاد رکھنا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ آج سے ہمارے خاندان کی کلفت جاتی رہی اور روز بروز ترقی روزی

کا ہوگا سو ولے ہی تب سے آج تک سب کے سب خوش و خرم کھاتے پیتے زردار متمول ہیں اور پھر
چند دن میں وہ سب درخت کو کر کے جس کا ذکر ہو چکا ہے خشک ہو گئے کٹ گئے اب شاید
کوئی ایک دو درخت ہو یا نہ ہو واللہ اعلم کہ جس سال حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
رحمۃ اللہ علیہ بلدہ شاہجہان آباد سے اپنے وطن رائے بریلی کو تشریف فرما ہوئے اور وہاں
چند ماہ مع الخیر رہے اس عرصہ میں غلہ کی گرانی ہوئی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے
پاس اون روزوں چنداں خرچ کی فراوانی نہ تھی کہ با فراغت صرف کرتے آپ کے لوگوں
کو تکلیف ہونے لگی یہاں تک کہ فی نفر جنس طعام پاؤ بھر یا ڈیڑھ پاؤ ملتی تھی مگر
اس مقدار طعام میں ایسی برکت تھی کہ کوئی آدمی بھوکا کا گلہ نہ کرتا ایک روز حضرت
نے مجھ سے اور میاں عبداللہ سے جو آپ کے خادم تھے پوچھا کہ ان دونوں ہمارے لوگوں کا کیا حال
ہے ہم نے عرض کی کہ آپ کس امر میں پوچھتے ہیں فرمایا یہی کھانے پینے کے مقدمہ میں
ہم نے کہا ایک وقت تو سب لوگ کھا کر آسودہ ہو جاتے ہیں مگر دوسرے وقت شاید
بعضوں کا پیٹ نہ بھرتا ہو یہ حال معلوم ہوتا ہے آپ سنکر خاموش ہو رہے پھر کئی
روز کے بعد یہی پوچھا کہ اب کیا حال ہے ہم نے عرض کی کہ اب تو خدا کے فضل سے

کچھ تکلیف نہیں معلوم ہوتی دونوں وقت لوگ اچھی طرح کھانا کھا کر آسودہ ہوتے ہیں بلکہ بعضے بعضے
اپنے حصے سے جو کھانا بچ رہتا ہے واسطے ناشتے کے اٹھا رکھتے ہیں پھر آپ نے شکر حق ادا کیا پھر کئی
دن کے بعد کہ اس وقت وہاں بیس پچیس آدمی حاضر تھے کہا کہ بھائیو جو تم پر کھانے پینے کی ان
دنوں تکلیف گزرتی ہے میں خوب جانتا ہوں سو جناب الہی سے مجھکو الہام ہوا ہے کہ
کہ اپنے لوگوں کی کھانے کپڑے کے واسطے جو تو دعا کریگا ہم قبول کرینگے سو تم سب صاحب آپس میں مشورہ
کر کے مجھسے کہو تو پھر میں دعا کروں جو کھانا کپڑا تم چاہتے ہو اچھے سے اچھا تمکو اللہ تعالے اپنے کرم
فضل سے با فراغت عنایت کریگا اسمیں اتنی بات ہوگی کہ تمہارے پاس کھانے کپڑے کی فراوانی
دیکھکر اکثر لوگ بھی آکر تمہاری جماعت میں شریک ہو جائینگے پھر ان میں سے کوئی کسی کا جوتا
چرا لیگا کوئی کسی کا پائجامہ کوئی کسی کا کرتہ وغیرہ اور ظاہر میں وے لوگ صالح و پرہیزگار
معلوم ہونگے. اور تمہاری خدمت بھی کرینگے پاؤں دابینگے ہاتھ دابینگے سو اس بات کا
جواب ہمکو دو تین روز میں آپسمیں صلاح کرکے دو کیونکہ اس وقت جواب اسکا درکار
نہیں اسمیں سب لوگ آپسمیں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کھانے پینے کا شکوہ کسنے کیا
کسنے اقبال نکیا اور کہا کہ ہم واقف نہیں یہ آپکی گفتگو سنکر حضرت علیہ الرحمۃ نے

فرمایا کہ بھائی تم کوئی اس بات کا الزام کسی کو نہ دو مجھسے کہو اسکا گلہ شکوہ نہیں کیا

تھی آپ دو ایک صاحبوں سے پوچھا تھا سو معلوم ہوا پھر دوسرے دن بعد نماز فجر کے سب لوگوں نے

مشورہ کرکے عرض کی کہ حضرت آپ ہمارے واسطے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمکو اس لڑائی

بیٹھنے میں برکت کرے اور ہم کو صبر و تسکین عطا فرماوے ہم سبب آئیں زخمی ہیں اور دوسرے

یہ کہ اللہ تعالے ہمکو اپنی رضا مندی کی راہ میں ثابت قدم رکھے بس یہی ہمکو کافی ہے

یہ جواب سنکر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا یہی بہتر ہے۔

جب حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ دہلی سے اپنے وطن تشریف کو

تشریف لیگئے اس نواح کے اکثر شرفا و غربا نے آپکے دست مبارک پر بیعت کی اور

پکے مسلمان دیندار متبع سنت ہوگئے وہاں سے قریب لوہانی پور نام ایک موضع ہے وہاں کے

لوگوں نے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ ہمارے گاؤں کے نمازی لوگ

یہاں آپکی مسجد میں ہر وقت حاضر نہیں ہوسکتے اور نہ اتنی وسعت ہے کہ مسجد بنا دیں

اگر وہاں آپکی کوشش سے ایک مختصر مسجد بن جاتی تو ہمکو آرام ہوتا آپنے فرمایا

بہت خوب ہم بنوا دینگے وہاں ایک قدیم مسجد تھی اسکو لوگ بلند خاں کی مسجد کہتے تھے

مگر وہ بالکل مسمار ہو گئی تھی فقط نشان باقی تھا اور کچہ نہیں سو اوسکو از سرنو بنانے کا

حضرت نے ارادہ کیا کوئی چہہ سات ہزار اینٹ وہاں کے پیٹھانوں نے دنیا کیا اور باقی

حضرت نے مول لیں اور چونا اسکے واسطے ہم لوگوں نے پکایا اور ہمارے ساتہہ حضرت بھی

ہر کاروبار میں شریک تھے پھر کاریگروں کو لگا کر اور انکے ساتہہ شریک ہو کر حضرت نے ایک

دو مہینے کے عرصہ میں بنا کر تیار کر دی اور اسکے ساتہہ ایک دوسری مسجد قصبہ راج بریلی

میں شیخوں کے محلہ میں جب وہ دونوں مسجدیں بن کر تیار ہوئیں تب آپنے دونوں مسجدوں

میں داخل ہو کر دو دو رکعت نماز نفل ادا کی اور آپکے ساتہہ اور ہم لوگوں نے نفلیں پڑھیں

اور حضرت نے ان دونوں مسجدوں میں دو امام بھی مقرر کر دئے پھر کئی روز کے بعد حضرت نے ہم

لوگوں سے فرمایا کہ بہائیو آج میں تمکو ایک خوشی کی خبر سناتا ہوں وہ یہہ ہے کہ آج

مجھکو جناب الہی سے یوں الہام ہوا ہے کہ تونے یہہ دو مسجدیں بنوائیں ہم بہت

راضی ہوئے ان کے بنانے اور کاروبار کرنے میں جو لوگ مسلمان شریک تھے اونکی

محنت و مشقت پسند آئی ہم نے ان سبکو بخشدیا ایک شخص عنایت اللہ نام

موضع منڈیاؤ کا باشندہ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ

کا مرید تھا اور میرے ساتھ ہر کاروبار میں شریک رہتا تھا لیکن چند روز لاغر ہونے
لگا یہاں تک کہ بالکل حقیر ہو گیا اور جب میں اس سے پوچھتا تو شرم کے مارے مجھے
اپنا حال نہ بتاتا ایک روز میں نے کہا کہ بھائی عنایت اللہ تم اپنی بیماری کا حال مجھے بتاؤ
ورنہ آج سے میرے پاس نہ آؤ تب اس نے کہا کہ دو مہینے سے ایک ران میری
نہ معلوم کس سبب سے سُن ہو گئی ہے بس یہی بیماری ہے اور کچھ نہیں میں نے کہا اپنی
ران میں چٹکی تو لو دیکھو تو کچھ درد ہوتا ہے یا نہیں انہوں نے چٹکی لیکر کہا کہ مجھکو کچھ
نہیں معلوم ہوتا میں نے کہا یہ تو سن بہری ہے اور اس کا حال میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ
سے کہا آپنے فرمایا کچھ دوا کرو وہ تو ڈاکٹر کا ہمارے تیرے کام کا ہے پھر میں نے دوا
جو کسی نے بتائی وہ کی مگر کچھ فائدہ اور تفاوت نہ ہوا پھر اسکے ورطے میں نے مولوی
محمد یوسف صاحب مرحوم سے کہا کہ آپ حضرت سے کہیں کہ وہ دعا کریں اس سے امید ہے کہ شفا
ہو اور دوا تو بہت سی کی اور کچھ نہ ہوا اور اب دوا کرنا بھی بیتی مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ
عنایت اللہ کو کسی وقت جب میں بھی ہوں حضرت کے پاس لانا میں عرض کر دوں گا پھر دمیا
وقت میں عنایت اللہ کو لیکر حضرت کے سامنے گیا آپنے پوچھا اس وقت کیونکر آنا ہوا مولوی صاحب

ممدوح نے کہا کہ آپ نے جو عنایت اللہ سے دوا کو فرمایا تھا سو کہتا ہے کہ دوا تو میں نے بہت
کی اور کچھ فائدہ نہ ہوا اب یہہ چاہتا ہے کہ آپ دعا کریں آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو
عنایت اللہ کو خوب ہی سوجھی اب ہم کسی وقت ضرور دعا کرینگے پھر میں عنایت اللہ
کو لیکر چلا آیا پھر یہ نہیں معلوم کہ حضرت نے کس وقت دعا کی مگر یہاں عنایت اللہ
کی ران رفتہ رفتہ ایک دو ہفتے کے اندر اچھی ہو گئی پھر حضرت کے پاس گئے اور
چنگے ہونیکا حال کہا آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز میں نے جناب الہی میں بہت دیر تک دعا کی
اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے چنگا کر دیا —

قصبہ رائے بریلی میں جو سید علم الہدی صاحب جناب امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کے بھائیوں
میں سے ہیں انکی بیٹی پر جو سید عبد الجلیل صاحب کی منکوحہ ہیں بہت روز سے کسی جن کا اثر تھا
اور انکو بہت تکلیف دیا کرتا تھا بہت سا جھاڑ پھونک کیا گیا مگر کچھ مفید نہ ہوا یہ حال کسی
نے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ نے فرمایا کہ اب کے جب وہ جن ان پر آوے
تب ہمکو خبر کرنا پھر ایک روز وہ جن ان پر آیا عورتوں نے حضرت کو اطلاع کی
آپ وہاں تشریف لیگئے اور دروازہ میں چادر کا پردہ بندھوا دیا پھر آپ اندر گئے

پردہ کے پاس اس جن نے پہلے آپ ہی حضرت کو سلام کیا آپنے جواب دیا پھر اُسنے کہا کہ حضرت
آپنے اسوقت ایسی تکلیف کیوں کی کسی سے کہلا بھیجا ہوتا میں چلا جاتا اور میں تو آپکے
دست مبارک پر بیعت کی ہے اور میں فلاں جن کا بیٹا ہوں اور میرا فلاں نام ہے حضرت
نے پوچھا تم ان پر کیوں آتے ہو اور ناحق کیسے ستاتے ہو انہوں نے تمہارا کیا قصور کیا اُسنے
کہا کہ ایک روز انہوں نے ایک جگہ پیشاب کیا اور میں وہاں پر تھا اسکی چھینٹیں میرے اوپر پڑیں
مجھکو برا معلوم ہوا تب سے میں ان پر آتا ہوں حضرت نے پوچھا اسوقت تم کس حال میں تھے
کسی جانور کی صورت میں یا کسی آدمی کی اُسنے کہا کہ اسوقت تو کسی کی صورت میں نہ تھا آپنے
فرمایا پھر کیونکر تم پر پیشاب کی چھینٹیں پڑیں اسمیں تمہاری ہی خطا ہے اور تم لائق قہر کے
ہو اگر تم کسی جانور کی صورت میں ہوتے تو بھی ہم آدمیوں کو کیا خبر کہ یہہ جانور ہے یا کوئی جن
ہاں اگر تم اسوقت کسی آدمی کی شکل میں ہوتے تو البتہ ایک الزام کی جگہہ تھی مگر پھر بھی
معاف کر دینا لائق تھا اور کہتے ہو کہ میں تمہارا مرید ہوں یہ تمنے کیا تمکو سکھایا کہ
کسی مسلمان کو ناحق ایذا دو تم بہت برے ہو وہ لاجواب ہوکر کہنے لگا حضرت
مجھسے خطا ہوئی اب میں جاتا ہوں آپنے فرمایا بغیر توبہ کرائے ہم تمکو ہرگز نہ جانے دینگے

کہ پھر کسی مسلمان مرد یا عورت کو کبھی ایذا نہ دونگا پھر اُسنے توبہ کی اور جو اقرار حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اسسے کرایا سب قبول کیا اور کہا حضرت میں جاتا ہوں سلام علیکم پھر وہ سوختس میں آگئیں — اس دن سے وہ جن پھر کبھی اونکے اوپر نہ آیا جاڑوں کا موسم تہا ایک روز حاجی عبدالرحیم مرحوم مغفور حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں آئے اور واسطے جراول کے عرضکیا حضرت ممدوح نے فتوح نے فرمایا کہ دو چار دن میں اسکی کچھ تدبیر خدا چاہے گا تو ہو جاویگی پھر کئی دن کے بعد حاجی صاحب نے وہی سوال کیا آپ نے مجھکو فرمایا کہ ہمارے یہاں فلانی جگہ دو لبادے گٹھڑی میں بندھے رکھے ہیں آو نکو لے آؤ میں نے لاکر حاضر کئے آپنے اونمیں سے ایک لبادہ حاجی صاحب کو اور دوسرا مجھکو عنایت کیا حاجی صاحبنے کہا حضرت اس لبادے کے اوڑھنے سے تو میرا جاڑا رفع نہ ہوگا اسمیں کال دھائی یا تین پاؤ روئی ہے اور تین چار پانسیر روئی کا لحاف اوڑھتا ہوں تب سردی دور ہوتی ہے حضرت نے فرمایا ابتو اسمیں گزر کرو انشاء اللہ تعالیٰ آپکا جاڑا اسمیں جائیگا اور اگر نہ جائیگا تو ہم اور کچھ منگوا دینگے پھر حاجی صاحبنے کہا کہ حضرت یہ لبادہ بہت ہلکا ہے آپنے فرمایا کہ اگر اس

سے آپ کا جاڑہ نہ جاوے تو پھر ہم سے کہنا اب تو اس کو اوڑھو اور اس طور تحلیل فرمایا اور
جاڑے کا اون دنوں یہہ حال تھا کہ جیسے روز فجر کو ہم لوگ گرم پانی سے وضو کرتے اور ہوا
لگتی تو داڑھی جم جاتی اور بیتاب کرتے تو زمین پر حکیم جابا الرحمن وہ دولوں شخص لائے
میرا تو یہہ حال تہا کہ مارے گرمی کے منہ اندر کی نے نیند نہیں پڑتی تھی اور بدن میں جیسے وقت
عرق آجاتا تہا اور حاجی صاحب کا بھی حال تہا کئی دن کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی صاحب سے
پوچھا کہ تم نے ہم سے پھر جاڑے کا شکوہ نہ کیا انہوں نے کہا حضرت شکوہ کس بات کا کروں
یہ حال ہے کہ رات کو مارے گرمی کے منہ ڈھک کر سویا ہیں جاتا حضرت نے تبسم کیا اور کہا
کہ ہم لوگ غریب ہیں ہمارے پاس پشمینہ کے لحاف کہاں ہمارے جاڑے اللہ تعالی اپنے
کرم وفضل سے ایسی ہی چیزوں میں دفع کرتا ہے۔ جاڑے کے موسم میں ایک روز حضرت
امیر المومنین امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ ہمارے آدمی ان روزوں کتنے ہوں گے میں نے
عرض کی چالیس آدمی ہونگے فرمایا اونکے واسطے جاڑوں کی کچھ تدبیر کیا چاہیے میں نے کہا جو ارشاد ہو
وہ کیا جائے فرمایا ہم تم سے کہدینگے پھر دوسرے روز بعد نماز صبح کے آپ مسجد کی چھت پر جا بیٹھے
اور مسجد کے زینہ پر عبدالرحیم کا مدلوانے کو بٹھایا پھر عبدالرحیم سے فرمایا کہ سید محمد علی صاحب کو

اور حاجی عبدالرحیم اور دین محمد کو بلا لو انہوں نے آواز دی تینوں شخص حضرت کے پاس جاکر حاضر ہوئے
آپنے فرمایا کہ چالیس کھجور کے غلاف ایک ایک روپے والے منگوا لو اور ہر ایک میں ایک ایک سیر روئی
بھروا دو تو ایک من روئی ہوئی اور ان دنوں روپیہ کی دو سیر روئی بکتی تھی پھر فرمایا کتنے
روپے ہوئے میں نے کہا چالیس غلافوں کے اور بیس روپے روئی کے سب ساٹھ روپے ہوئے آپنے
فرمایا واسطے خرچ کے دس روپیہ اور لیلو پھر میں جاکر صندوق سے ستر روپیہ لایا اور حضرت رحمۃ
اللہ علیہ کے آگے دھر دے آپنے سب روپے زمین پر پھیلا کر ایک ایک گنے انمیں ایک زیادہ
ہوا اسکو الگ رکھدیا پھر حاجی عبدالرحیم سے کہا کہ آپ گنیں یہ کتنے روپیہ ہیں
ایک ایک انہوں نے بھی گنے ایک اور بڑھا اسکو بھی الگ رکھا پھر مولوی سید محمد علی
سے کہا کہ تم گنو ایک روپیہ انسے بھی بڑھا اسکو بھی الگ رکھا پھر مجھسے فرمایا کہ تو گن
میں نے جو گنے تو ایک روپیہ مجھسے بڑھا آپنے فرمایا ہم سے کہیں بھول تو نہیں جاتی
اب کی بار پھر تو گنو پھر آپنے گنے ایک اور بڑھا تو ستر کے چھتر ہوئے آپنے فرمایا
اللہ تعالے نے برکت کی اب انکو لیجاؤ اور سب سامان منگاؤ میں لیجا چالیس روپیہ
غلافوں کے دیے باندھے اور بیس روپیہ روئی کے گڑے باندھے اور میرزد

خرچ کے جاڑے باندھے پھر میں وہاں سے نیچے آیا اسمیں حاجی عبد الرحیم صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ
سے کہا کہ ایک ایک غلاف میں تو سیر سیر بھر روئی کم ہوگی اگر سوا سوا سیر پڑے تو خوب ہو
آپنے فرمایا حاجی صاحب جاڑا تو حکم الٰہی سے جاتا ہے روئی نہیں جاتا خیر آپکی خوشی دین محمد کو پھر
بلالو اُنہوں نے مجھکو بلایا پھر میں جاکر حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ سب روپے یہاں دھر دو
میں نے دھر دئے آپنے زمین پر پانچ پانچ گنے پانچ روپے بڑھے اونکو الگ رکھا پھر
ہم تینوں آدمیوں سے کہا کہ تم گنو جب گنے پانچ پانچ گنے ہر کسی کے گننے میں پانچ پانچ روپے
بڑھے تو بیس اور زیادہ ہو گئے اور پانچ پہلے زیادہ ہوئے تھے یہ حال دیکھکر سبکو تعجب ہوا
کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے آپنے فرمایا کہ حاجی صاحب اب جسقدر کہو اسقدر روئی منگوائی
جائے حاجی صاحب نے کہا کہ حضرت اب تو جاہئے فقط ایک ایک غلاف ہی تقسیم کردو
مجھکو یقین ہے کہ جاڑا نہ معلوم ہوگا آپنے فرمایا کہ بیتالیس کو غلاف لو اور فی غلاف
سوا سوا سیر روئی اور باقی روئی خرچ کو رکھو اور اب یہہ روپے لے جاؤ میں وہ سب
روپیہ لیکر نیچے آیا اسمیں بیتالیس روپیہ شمشیر خاں کو حوالہ کئے کہ جاکر قصبہ کھجورے
غلاف لاویں اور دو روپے خان ممدوح کو واسطے خرچ راہ کے دئے وہ تو جاکر لے آ ور میں

ایک ٹٹو پر لاد کر غلہ لائے اور گیارہ بستیری روئی بھی اٹھا لائے روپیہ کی کیا اور سب
غلہ کو تو کھروا کر اور سلوا کر ایک ایک رضائی سب کو تقسیم کر دی ۔

ایک روز ہم کئی آدمی حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں بیٹھے تھے کسی نے کہا
کہ بلدہ شاہجہان آباد میں ایک حافظ تھے اونکے حق میں جو کتھا آئی تھی ایک مولانا
محمد اسمعیل صاحب ممدوح سے پوچھا کہ اون حافظ صاحب کا قصہ کیونکر ہے مولانا صاحب نے
فرمایا کہ ہاں ہاں ایک حافظ صاحب شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں
تھے اور وہ بزازی کرتے تھے اور وہ بہت حسین و جمیل وضع دار جوان تھے جس گلی میں
جاتے اکثر عورتیں اونکی صورت دیکھنے کو کپڑا لینے کے بہانے سے بلائیں اور اونسے باتیں
کرتیں ایک روز انہوں نے شاہ صاحب ممدوح سے کہا کہ حضرت میرا یہی پیشہ ہے
کہ ہر روز شہر کے گلی کوچہ میں جا کر دو چار تھان بیچتا ہوں اسمیں جو کچھ دو چار
آنے پیسے اللہ تعالے دیتا ہے وہی اپنے خرچ میں لاتا ہوں اور اکثر عورتوں سے
میرا لین دین رہتا ہے سو مجھکو اس بات کا خوف ہے کہ مبادا کوئی صورت مکارہ فاحشہ
مجھکو اپنے گھر بلا کر قید کر لے وے اور حرام کاری میں مبتلا کرنا چاہے ہیں اسوقت اپنی

رہائی کا کیا تدبیر کروں اسکی کوئی صورت فرمائیے یہ سنکر شاہ صاحب ممدوح نے
کچھ جواب نہ دیا پھر اسی طرح ایک دو دفعہ حافظ صاحب نے سوال کیا آخر الامر ایک روز
شاہ صاحب نے سوال کیا فرمایا کہ اسکا جواب اب اللہ تعالیٰ ہم کو دیگا پھر وہ دن آ
آئے حافظ صاحب کے شاہ صاحب ممدوح پر منتج نہ ہوئے یہ حال حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ
سے بیان کیا کہ وہ یہ سوال کرتے ہیں سو میں اسکا کیا جواب دوں حضرت ممدوح نے فرمایا
کہ جیسا کچھ مناسب ہو ویسا حافظ صاحب سے فرما دیجئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ صاحبزادے صاحب اسکا جواب آپ ہی دیجئے انکی تسلی کر دیں حضرت یہ سنتے بہت ملول
گئے کہ دیکھئے کیونکر ہوئے ہوئے میری کیا مجال جو جواب دوں شاہ صاحب کوئی عذر حضرت کا
نہ مانا اور کہا آپ ہی انکو جواب دیویں ناچار ہو کر حضرت امیر المومنین نے قبول کیا جیسا کچھ
میرے خیال ناقص میں آئیگا اوسے کہدونگا بعد حضرت شاہ صاحب کے مدرسہ کو حضرت مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہ العزیز کے پاس چلا تھوڑی دور گئے ہونگے کہ وہ حافظ صاحب کی خدمت
میں آکر حاضر ہوئے آپنے فرمایا کہ شاہ سید صاحب نے کہا ہے سو اونہیں سے جاکر جو پوچھنا ہو پوچھو اور وہ
اوکے ہمراہ حضرت کے پاس گئے پس حافظ صاحب جب پہنچے کہ حضرت کو رستہ ہی میں جا کر لیا اور کہا مجھکو شاہ

عبدالقادر صاحب کو بھیجا ہے اور اپنا تمام قصہ بیان کیا حضرت امیرالمومنین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ کچھ عجب نہیں جو ایسا واقعہ تم پر گزرے اور فرمایا مبادا شاید کہیں کسی عورت مکارہ کے مکر کے
دام میں گرفتار ہو جاؤ اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آوے اسوقت اپنے مال و اسباب جانے کا
اندیشہ نہ کرنا اللہ تعالےٰ سے اپنی نجات کا سوال کرنا اور جو وہ تم سے اپنی حاجت روائی
چاہے تو کہیو میں حاضر مگر غسل جنابت پایا خانہ پھراؤں جب وہ تم کو اجازت دے تب وہاں
جا کر تم کو جو نجاست غسل جنابت یا موری کا کیچڑ نظر آوے اسکو اپنے تمام کپڑوں اور بدن میں
مل لینا پھر اسکے پاس جا کر کہنا کہ میں حاضر ہوں وہ اسوقت تم کو اپنے گھر سے باہر
نکال دیگی پھر تم کہیں جا کر نہا دھو ڈالنا پھر کہیں مت اللہ تعالےٰ ایسی بلا میں مبتلا نہ ہوگے ہوئے اور ہمارا
کچھ اور یہی حال ہو جاویگا یہ تدبیر بتائی کہ ہے یہ سنکر حافظ صاحب اپنے مکان پر
آئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کو تشریف لیگئے پھر بعد چند روز کے قضاء الٰہی سے
وہی واقعہ پیش آیا کہ ایک روز حافظ صاحب حسب اتفاق دستور شب کے شہر کے کوچوں
میں گھومتے ہوئے پھیری پھرتے تھے جا رہے تھے تاریکی میں گذر ہوا وہاں ایک پیرزال
کہنے لگی کہ حافظ صاحب ادہر تشریف لاؤ ہماری بیگم صاحبہ کچھ لکھنے کو بلاتی ہیں حافظ صاحب

اسکے ساتھ چلا اُسنے جاکر ایک ڈیوڑھی پر بٹھایا اور وہ دو ایک تھان لیکر اندر گئی
ایک لحظہ میں پھر آکر کہا کہ یہ تھان تو نا پسند ہوئے اور تھان لاؤ انہوں نے اور دیے
کچھ دیر میں وہ پھیر لائی کہ یہ بھی پسند ہوئے اور کہا کہ آپ ہی چلکر ڈیوڑھی
میں بیٹھیں مجھکو بار بار جانے آنے میں تکلیف ہوتی ہے وہاں جو تھان پسند ہونگے
اسکی قیمت آپکو ملجاویگی ورنہ اپنا مال لے لیجیو وہ بیچارے طمع کے مارے اچھی ہاں وہ
دل سے اسکے ساتھ ہولئے ڈیوڑھیوں کو طے کرکے ایک دالان میں گئی وہاں ایک پلنگ بچھا بہت
نہایت تکلف کا بچھا ہوا تھا آپ اسپر آرام سے بیٹھیں میں اندر تھان لیکر جاتی ہوں حافظ
صاحب زمین پر بیٹھ گئے اُسنے کہا کہ آپ کچھ شبہ دل میں نہ لاویں اسی پلنگ
پر آویں انہوں نے نہ مانا زمین ہی پر بیٹھے رہے اُس مکارہ عیارہ نے ڈیوڑھی کے
کیواڑ بند کرکے اپنی بی بی کو جاکر خبر کی پھر ایک لحظہ کے اندر سے ایک عورت نہایت
حسینہ جمیلہ بناؤ سنگار کئے ہوئے آئی اور حافظ صاحب کہا کہ آپکی ملاقات
مسرت آیات کا مدت مدید اور عرصہ بعید سے اشتیاق تھا سو وہ مراد میری
آج پوری ہوئی اور حافظ صاحب کا ہاتھ پکڑکر پلنگ پر بٹھایا اور وہ لگے مشغول

سوال کیا یہ معاملہ دیکھکر حافظ صاحب جو اس پر وارد گزرئے کہ الٰہی اس بلا ناگہانی سے

مجھکو محفوظ رکھیو اسمیں وہی بات حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آئی اوس

فاحشہ سے کہا کہ جو کہو میں حاضر ہوں مگر مجھکو اس وقت پیشاب کی حاجت ہے اُسنے ایک جگہ

بتادیا کہ وہاں جاکر حاجت رفع کرآؤ حافظ صاحب نے وہاں موری کا کیچڑ خوب اپنے منہ

میں اور کپڑوں میں لگایا جسطرح حضرت نے فرمایا تہا پھر وہانسے آکر اس پلنگ پر بیٹھے اُس نابکار

نے انکو ایسی شکل دیکھکر لاحول پڑہا اور اسی بیزار بدخصال دلالہ شیطان کی خادمہ سے

کہا کہ اس شخص دیوانہ کو جلد یہانسے نکال اسنے کواڑ کھولا اسنے حافظ صاحب نے آپ تہان

بغلمیں دابکر باہر نکلے اور جاکر دریائے جمنا میں کپڑوں سمیت گھس گئے اور خوب غوطہ لگاکر

نہائے اور کپڑے دہوئے اور باہر نکلکر کپڑے سکھلائے پھر پہنکر وہانسے اپنے مکانکو

چلے رستے میں انکو اپنے بدن میں عطر کی سی خوشبو معلوم ہوئی اپنے دلمیں خیال کیا کہ جہاں میں

گیا تہا وہاں تو کہیں عطر نہ تہا یہ کیسی خوشبو ہے پھر بعد فکر و تامل کے دریافت ہوا کہ یہ خوشبو

وہ ڈالی ہے پھر یہ تمام حادثہ عجیب حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے جاکر بیان کیا

اور وہ حافظ صاحب جبتک زندہ رہے وہ خوشبو اونکے بدن سے نہ گئی پھر جس گلی کوچہ میں

یہاں ایک لکھتے تھے سبب جو شبہ کے لوگ پہچان جاتے کہ حافظ صاحب اس گلی میں پڑے ہیں
پھر کبھی ایسی بلا میں اللہ تعالےٰ نے انکو مبتلا نہ کیا یہ حال ان حافظ صاحب کا ہے راوی کہتا ہے
کہ میں نے یہ حال مجھے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
یوں کہتے ہیں آپنے فرمایا کہ سچ ہے معاملہ اسی صورت گذرا تھا ـــ
ایک بار حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ مجھکو اور علماء ایسے کو واسطے لوگوں کا کہانا لانیکو
تکیہ میں چھوڑ گئے اور آپ تھ ستر آدمی اپنے ساتھ لیکر ایک بستی میں وہاں سے کچھ کم دو
کوس کے فاصلہ اور کہیں کی کسی طرف ہوگی ایک خشک درخت آم کا اٹھوانے کو گئے اور وہ
تنہ درخت کا تخمیناً سو کوس کا ہوگا اور وہاں سے ندی کچھ کم یا زیادہ پاؤ کوس ہوگا
موسم برسات کا تھا وہ ندی کنارہ زور شور سے بہتی تھی آپنے فرمایا کہ یہ لکڑی کو سب ملکر
ندی تک ڈھکیل کر لیچلو پھر وہاں پانی میں بہتا ہوا چلا جاویگا سب لوگوں نے اسے ڈھکیلنا شروع
کیا مگر وہ اپنی جگہ سے ہلتا بھی نہ تھا یہہ حال دیکھکر آپنے فرمایا کہ ایک طرف ہمارے
میرے واسطے چھوڑ دو اور دوسری طرف تم سب ملکر ڈھکیلو پھر ایسا ہی کیا ایک طرف
آپ ہے اور دوسری طرف سب لوگ آپنے فرمایا ہاں بھائیو سب یکبارگی زور کرو ایک مدت

انہی کا تماشہ نظر آتا تھا کہ ہر چلے میں وہ لکڑ تین چار بٹے کیا جاتا تھا اور جب آپ اپنا
دست مبارک نہ لگاتے باوجود اتنے آدمیوں کے وہ اپنی جگہہ بے جنبش کرتا
آخر الامر اسکو ڈھکیلتے ہوئے ندی کے کنارے لیگئے آپنے فرمایا بیٹا اسکو اب ذرہ دم
لیکر پھر پانی میں ڈھکیل دیا آپ بہتا ہوا چلا جائیگا بیگ جا جا بیٹھ گئے اس ہجر
میں فرمایا کہ بھائیو اسوقت جناب الٰہی سے مجھکو بشارت ہوئی کہ جتنے آدمی اسوقت اس
لٹھا کے کام میں شریک ہیں انکی محنت فی الحقیقت سبکو بہشت نصیب ہوگی ہم نے اپنی عنایات
نے غایت سبکو بخشدیا پھر مولوی احمد یوسف صاحب مرحوم سے فرمایا کہ اسوقت آپ سب صاحبوں کے نام لکھ
انہوں نے عذر کیا کہ یہاں کاغذ قلم دوات کچھ بھی نہیں ہے مکان پر سبکے لکھ لونگا آپنے
فرمایا کہ یہ کچھ بات نہیں کسی کتاب کا ورق پھاڑ کر اسکا عرض لکھ لو اور کسی تنکے سے کوئلہ کا
چھپکا پرچہ صاف اور ہموار ہو اسپر لکھو خدا جانے اس بات میں کیا بھید تھا آخر شیخ مولوی صاحب مرحوم نے
اس صورت سے سبکے نام لکھ لئے پھر لوگوں نے اس لکڑ کو ندی میں ڈھکیل دیا وہ بہتا ہوا چلا اور
ہر کسی نے لکڑیوں کا ایک ایک گٹھا باندھ کر سر پر رکھا اور تکیہ کو روانہ ہوئے اسمیں کئی
شخصوں نے آکر مجھسے کہا کہ آج وہاں ندی کے کنارے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو

بشارت سنائی مجھے بڑا افسوس ہوا کہ جو لوگ وہاں گئے انکو یہ بشارت صورت کی ملی تھی بیان کر پھر
کیا حاصل کیا پھر جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے تشریف لائے تھے اپنی اور بشارت اللہ کی محرومی
اور بدنصیبی کا شکوہ کیا آپنے فرمایا کہ یہاں کیا وہاں یہ معاملہ گذرا گو اس بشارت میں
تم بھی شریک ہو اور مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم سے پوچھا کہ تم نے وہاں وتیں محمد کا اور بشارت اللہ
کا بھی نام لکھا تھا انہوں نے کہا حضرت اسوقت مجھکو یاد نہ تھا آپنے فرمایا یہ دونوں بھی خدا کا
کا کام کرتے تھے انکو بھی لکھ لو پھر انہوں نے یہ بھی دونو نام لکھ لئے حضرت امیر المومنین امام
امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک اور ناخن میں کچھ ایسی اللہ تعالیٰ نے شفا
اور برکت عطا کی تھی کہ جس مریض پر اپنا ہاتھ پھیرتے شفا پاتا جس سرکش اور بد بخت کے کندھا
پر ہاتھ دھرتے اسی دم مطیع و فرمانبردار ہو جاتا اور یہ حال جو کچھ حضرت کے ہمراہ تھے سبکو
معلوم ہے ایک روز تکیہ سے آپکی مسجد میں کئی آدمی آ بیٹھے اس بات کی گفتگو کر رہے تھے وہاں
مولانا اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ حال کیونکر ہوا ہے اگر معلوم ہو
مفصل بیان فرمائے مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ معاملہ مجھکو خوب معلوم ہے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ
دہلی میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کے پاس بیٹھے تھے ایک روز شاہ صاحب ممدوح پر فتوح کو جناب

الہی سے الہام ہوا کہ ایک ہمارا بندہ تیرے پاس ہے انہوں نے عرض کی کہ خداوندا سب تیرے
بندے ہیں ولیکن جس بندہ کو تو فرماتا ہے مجھے خبر نہیں کہ وہ کون ہے کئی دن کے بعد پھر الہام
ہوا کہ ہمارا بندہ تیرے پاس رہتا ہے پھر انہوں نے عرض کی کہ تیرے بندے میرے پاس
بہت پڑھتے ہیں میں کسکو خیال کروں پھر ایک روز حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ اور
مولانا عبد الحی صاحب اور میں شاہ صاحب کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اس اثنا میں پھر الہام
ہوا کہ اسوقت وہ ہمارا بندہ تیرے ساتھ کھانا کھاتا ہے انہوں نے عرض کی کہ خدایا تین آدمی
اسوقت میرے ساتھ کھا رہے ہیں نہ جانے تینوں میں کسکو جانوں پھر بعد فراغ کھانا کھانے کے
میں الہام ہوا کہ وہ فلاں شخص ہے بعد تناول طعام کے شاہ صاحب نے ہم تینوں شخصوں سے
فرمایا کہ مجھکو چار بار جناب باری سے الہام ہوا کہ ایک ہمارا بندہ تیرے ساتھ ہے کہ تم
تینوں صاحبوں میں وہ کون ہے اللہ تعالے نے جسکی مجھکو خبر دی ہے یہ سنکر ہم تینوں آدمی
عاجزی و انکساری اپنی بیان کرنے لگے کہ ہم خدا کے گنہگار بندے ہیں ہمارا یہ رتبہ کہاں کہ وہ
خداوند تعالے ہمکو اپنے بندوں میں شمار کرے آپ نے کہا مجھکو اللہ تعالے نے بتلا ہی دیا ہے
کہ فلانا ہے تو تم میں جو ہو سو تم ہرگز نہ کرے یہ عنایت الہی جسکو چاہے پسند کرے

کچھ استاد شاگرد یا پیر و مرید پر موقوف نہیں یہ اکثر سے ہوتا آیا ہے کہ استاد سے شاگرد
افضل ہوتا ہے اور پیر سے مرید مگر ہم تینوں میں سے کسی نے اتباع نہ کیا تب شاہ صاحب قدس سرہ
نے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہ وہ یہ ہے اور آپکے ہاتھ کو اپنے
سینہ سے لگایا اور فرمایا اس ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شفا رکھی ہے کہ جس مریض کے اوپر
پھیر دیں اللہ تعالیٰ اسکو شفا دے اور جس کا سر درد اور سر گرانی کم نہ ہو پھر اسکو پھیر دیں فوراً اچھا
ہو جائے ایک بار محسن خاں جو بیمار تھا باقی الاسلام میں لشکر میں مرد اہیں نہایت بیمار تھے
کہ ظاہر میں امید زندگانی معلوم نہیں ہوتی تھی لاغری و ناتوانی سے چارپائی میں لگ
گئے تھے کسی نے یہ مذکور حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے کیا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
شفا دیگا پھر ایک روز ایک مسجد میں اپنے دولت خانہ کو جاتے تھے کہ تھکن اور میں ہمراہ تھا
جب آپ دروازہ کے اندر جا پہنچے محسن خاں کی والدہ سامنے آئی اور کہا کہ محسن
خاں کا بہت برا حال ہے اگر اس وقت وہاں تک تشریف لیجائیں تو بہتر ہے آپ اسکے گھر چلے گئے
پھر اسکے مکان پر گئے اور محسن خاں کو دیکھا تو فی الحقیقت بہت سخت بیمار تھے آپ اسکے اوپر
سر تا پاؤں تک تین بار اپنے دست مبارک پھیرے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے فضل و شفا کی بات

کا اندیشہ نکرو بہ عنایت الہی سے اسی وقت سے انکو آرام ہوگیا کئی دن میں صحیح و سالم ہوگئے ۔
ایک روز ساتھ کے لوگوں نے کہا کہ آج اچار ہوتا تو کھاتے میں نے میاں عبداللہ کو کہا کہ تم
جا کر تھوڑا اچار حضرت کے یہاں سے لے آؤ انہوں نے کہا تمہیں جا کر لاؤ میں نے کہا خیر میں ہی جاتا ہوں پھر
میں حضرت امیر المومنین کے مکان میں گیا وہاں ایک بڑی بی بی بیٹھی تھیں انکو حضرت امیر المومنین
رحمۃ اللہ علیہ چھوٹی دادی کہتے تھے انسے میں نے اچار مانگا انہوں نے کہا کہ تمکو تو معلوم ہے اندر
جا کر جتنا چاہیے نکال لاؤ میں جو اندر گیا وہاں اندھیرا بہت تھا اور دیوار میں تابدان لگا تھا
میں نے انسے کہا کہ اگر یہ تابدان نہ ہوتا تو بے چراغ کے کام نہ نکلتا انہوں نے کہا کہ ارے
اس تابدان میں ایک عجیب حال گذرا ہے میں نے پوچھا کیا حال انہوں نے کہا حضرت امیر المومنین
چودہ سیزدہ برس کے تھے ایک روز اس کوٹھڑی میں آئے اس وقت ایک چھپکلی اس تابدان کے
نیچے کچھ اپنا بول بول رہی تھی حضرت نے مجھسے کہا چھوٹی دادی تم سنتی ہو یہ چھپکلی کیا کہتی ہے
میں نے کہا اللہ کا نام لیتی ہے انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کا نام تو لیتی ہے مگر اس وقت
یہ کہہ رہی ہے کہ کوئی تابدان میں ہاتھ نہ ڈالے اسمیں کالا سانپ بیٹھا ہے یہ بات
سنکر سب عورتیں ہنسنے لگیں میں نے کہا انہیں باتوں سے تم کو سب لوگ بڑے دادا کہتے ہیں

اونہوں نے کہا چھوٹی دادی صاحبہ تم سے سچ کہا جاتا ہو تو یہ تھا تو بس اتنا کہکر باہر چلے گئے

اسنمیں سید محمد ابراہیم صاحب سید محمد یعقوب صاحب کے والد تشریف لائے یہ حال عورتوں نے انسے کہا وہ

بھی سنکر ہنسنے لگے مگر اس بات کا کچھ وہم پیدا ہوا اور فرمایا کہ وہ باتیں جھوٹی کہی سنی کیا

کرتے ہیں مگر سچ پوچھو میں کیا نقصان ہے پھاوڑہ سے کھود کر دیکھہ لیا جائے پھر کسی گڈھا کھدوایا گیا

پھر پھاوڑا لگا اسمیں جو بار آوٹھے اسکے ساتھہ ہی ٹہرا تھا سیاہ سانپ گر پڑا اب عورتیں چیخکر

بھاگیں پھر آخر کو سانپ مارا گیا سبکو یقین ہوا کہ بات تو سچ ہوئی اسی دن سے ایکے کہنے کا

سبکو خیال رہا ہے کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں سچ ہوگا پھر ایک روز اسی حال میں تھے حضرت نے پوچھا کہ دیکھا

چھوٹی دادی صاحبہ ایک روز جیسے ہیں فرمائی جیسی آپنے فرمایا کہ ہاں یہ معاملہ اسی صورت سے

گزرا ہے ۔ قصبہ رائے بریلی میں سید یار علی نام ایک شیعہ رہا کرتا تھا جسنے ایکبار حضرت المرشدی

رحمة اللہ علیہ پر کچھ جادو کیا آپکو بقدرت اللہ جل شانہ نے آگاہ کر دیا کہ یہ جادو فلاں شخص نے

کیا ہے مگر یہ دن حضرت رحمة اللہ علیہ نے کئی روز تک کسی سے نہ کہا اور اس جادو کے اثر سے دیگر

اعضاء پر ورم آنا شروع ہوا جب آپکو بہت اٹھنے بیٹھنے میں تکلیف ہونے لگی آپنے بعض

لوگوں سے یہ ذکر کیا اور وہ شخص نامعقول آپکا مرید بھی تھا لیکن اسنے یہ حرکت نا شائستہ

آپکے ساتھ کی لوگوں نے کہا حکم ہو تو ہم اسکو پکڑ کر ماریں پیٹیں فرمایا یہ کچھ ضرور
نہیں اسکا جادو کرنیسے کیا ہوتا ہے اللہ تعالے مجھکو شفا دیگا مگر اسکو کسی طرح یہاں
تک لاؤ مگر کوئی اُس سے اس بات کا چرچا نکرے اور نہ کچھ سخت وسست کہے۔
راوی کہتا ہے کہ پھر ہم تین آدمی جاکر اُسکو گرفتار کرلائے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے
اسکو مہمانداری خاطرداری کی اور اپنے پاس بڑی عزت سے بٹھایا اور فرمایا انکو اس طرح سے کیوں
لائے یہ سید بھائی تو ہمارے مرید ہیں اور کہا کہ آپ ہمیشہ جلدی آتے ہیں آیا کریں اور
اس سے کسی بات کا چرچا نکیا اور فرمایا آپ تشریف لیجائیں پھر وہ جو پہلے آیا جاتا تھی اور اپنی
ملاقات کو آنیکا اس عرصہ میں حضرت پر اس جادو کا اثر زیادہ ہو گیا یہاں تک کہ مسجد
زینہ پر بمشکل تمام چڑھتے تھے اور ایک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ صاحبہ ٹلو میں رہتی
تھی وہیں اونکا گھر تھا تیسرے چوتھے دن ضرور آپ اونکے یہاں تشریف لیجاتے اور ملاقات
کرکے پھر چلے آتے ایک روز بعد نماز ظہر کے فرمایا کہ گھوڑا تیار کرکے لاؤ ہم سوار ہوکر آپا
ہمشیرہ صاحبہ کو ملنے کو جائینگے لوگوں نے گھوڑا لاکر مسجد کی کرسی کے نیچے کھڑا کردیا۔
اور اسکا پشت مسجد کی کرسی سے بلند تھا۔ اور آپکو یہ طاقت نہ تھی کہ اپنا سر اٹھاکر

اسپر سوار ہوں آپنے اسکے سر سے دم تک اپنا دست مبارک پھیرا اور کہا ارے ہمکو تو سوار ہونیکا
طاقت نہیں وگرنہ سوار ہوتے اور فرمایا اب تو اسکو تھان پر لیجاؤ بعد نماز عصر کے لانا لوگ
اسکو لیگئے بعد عصر کے پھر لاکر اسی جگہ کھڑا کیا آپنے اسکی پشت پر اپنا ہاتھ ٹھونکا وہ اسطرحسے
کان ڈالکر جھک گیا گویا کسی نے فرے سے اسکی پشت بلند ہوئی آپ اسپر سوار ہوئے اور لوگوں سے کہا تم بھی
چلو لوگ بھی جلد جلد چلنے لگے اور گھوڑا بھی آپنے لوگوں سے کہا آہستہ چلو جلد چلائیں ہم کو ایذا ہوتی ہے
لوگ آہستہ آہستہ چلنے لگے اسطرح گھوڑا بھی آہستہ موافق طبیعت حضرت کے چلنے لگا اسوقت یہ
تماشہ کوئی دو سو آدمی دیکھتے تھے اور سب کے سب ایک عالم تعجب میں تھے پھر آپ نبی ہمت شیر صاحب
کے یہاں گئے اور کچھ دیر وہاں ٹھہر کر پھر اپنے مکان کو تشریف لائے اسی طور تیسرے چوتھے روز ایک اسپر سوار
ہوکر جاتے تھے اور وہ آپکی سواری کے وقت پشت اپنی نیچی کر دیتا اور آہستہ آہستہ موافق آپکی خواہش
کے چلتا تھا اس عرصے میں قدرے آپکو آرام بھی ہونی شروع ہوئی اور وہ رافضی حسنی آپ پر جادو
کیا کرتا تھا جو تھے پانچویں روز آپکے دیکھنے کو آتا مگر وہ جب آتا جادوگروں کی مذمت آپ بیان کرتے
کہ یہ لوگ بے ایمان ایسے ہوتے ہیں اور آخرت میں انکو ایسا ایسا عذاب ہوگا ولیکن اس طور سے
آپ فرماتے کہ یہ کسی کو گمان نہ ہوتا کہ آپ اسکو سنا کر کہتے ہیں پھر ایک روز آپ ہی حضرت

رحمتہ اللہ علیہ کا دست مبارک پکڑ لیا اور کہا کہ میں آپکے دست پر بیعت کرتا ہوں آپنے فرمایا کہ سید بھائی تم نے ایک بار میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اب بارِ دگر بیعت کی ضرورت کیا اور کسی کہا از سرِ نو میں پھر بیعت کروں گا آپنے کہا کہ بھائی اسکا سبب تو بیان کرو اُنہوں نے کہا حضرت جادو کر نیکا مجھسے قصور ہوا ہے جو آپ بیمار ہیں سو اب میں اس حرکت ناشائستہ سے توبہ کرتا ہوں اور آپ بھی میرا یہ خطا للہ معاف فرمائیں اور اب انشاء اللہ تعالیٰ انکو آرام ہو جائیگا آپنے فرمایا سید بھائی ہم نے خطا تمہاری معاف کی اور تم ہمارے مرید ہو پھر اس سے بیعت لی اور اسکو رخصت کیا پھر کئی روز میں آپکو فضل الٰہی سے صحت کلی حاصل ہوئی یہ نہیں معلوم کہ آپنے اسکے سحر کو اُتار لیا یا کیا کیا واللہ اعلم بالصواب ۔

ایک بار بعد نماز مغرب کے میاں شیخ لطافت صاحب کو کالے سانپ نے کاٹا لوگوں نے بہت جھاڑ پھونک دوا علاج کیا مگر کچھ سود مند نہ ہوا لحظہ بلحظہ حالت تباہ ہونیلگی یہاں تک کہ بیہوش ہو گئے لوگوں نے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ شیخ لطافت کو سانپنے کاٹا سو آپکے لعاط کی ڈیوڑھی میں لے ہیں بیہوش پڑے ہیں یہ سنکر آپ وہاں تشریف لیگئے اور فرمایا تھوڑا پانی کسی برتن میں لاؤ لوگوں نے پانی دیا آپنے اسپر کچھ کلام الٰہی پڑھا اور اپنے دستِ مبارک

سے کئی چھینٹیں انکے منہ اور بدن پر مارے اور فرمایا اب انشاءاللہ تعالیٰ ہوش میں آجاوینگے

ان کو انکے گھر پہونچا دو گھر انکا احاطہ کے باہر تھا لوگ چار پیر انکو لیچلے اسمیں وہ کچھ بولے کسی

نے حضرت سے کہا کہ لطافت تو ہوش میں آگئے آپنے پکارا لطافت اب طبیعت کیسی ہے

وہ بولے حضرت اب تو اچھا ہوں پھر لوگ مکان پر پہونچا آئے وہ چنگے ہوگئے۔

ایک بار حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کے گھر کے معتبر آدمیوں سے سنا ہے میں نے یوں کہتے

تھے کہ جب اول بار حضرت امیر المومنین رح دہلی کو تشریف گئے تھے وہانسے چند پاک بعد ایک تنہا

ایک کمل کا کرتا اور کمل ہی کا ٹوپ پہنے اور ایک تسمہ کمر سے لگائے ہوئے تشریف لائے اور انتی مسجد میں

بیٹھے سید محمد صاحب مرحوم سید عبدالجلیل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے والد واسطے نماز ظہر یا عصر کے تشریف

لائے پھر بعد نماز مذکور کے حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میاں صاحب آپ کدہر سے تشریف

لائے اور اپنی مسجد میں بیٹھے ~~سید محمد صاحب مرحوم~~ آپنے فرمایا کچھ لیکر و سے کس کس شہر سے آپ

آتے ہیں آپنے فرمایا دہلی سے یہ سنکر پھر وہ اپنے مکان کو چلے اور تھوڑی دور جاکر پھر لوٹ

آئے اور پوچھا انکا اسم شریف کیا ہے آپنے کہا عبداللہ اور فرمایا آپ بار بار جاتے ہیں

اور پھر آتے ہیں آپکا مقصد کیا ہے انہوں نے کہا کہ آپ ہی کی شکل کے ایک ہمارے عزیز تھے

کئی سال ہوئے تمہیں لکھ گئے ہیں اس سبب سے میں بار بار آتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کیا ایسا
کا نام عبداللہ ہی ہے یا ان باپ نے کچھ اور نام بھی رکھا تھا آپ نے فرمایا ہاں اور بھی نام ہے
پوچھا وہ کون نام ہے آپ نے کہا احمد یہ سنکر وہ لپٹ گئے اور لوگوں سے کہا کہ ہمارے سید احمد
آئے پھر تو تمام لوگ اپنے بیگانے مسجد میں جمع ہو گئے پھر آپکی والدہ شریفہ سے کہا کہ میر احمد
آپکے بیٹے مسجد میں آئے مگر فقیر ہو کر آئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جلد میرے پاس لاؤ وہ کس
صورت میں ہوں پھر بیا ملکر آپکو مسجد سے مکان میں لے گئے آپکی والدہ شریفہ دیکھتے ہی اسباب گیروں
اور سفید کپڑے منگوائے اور کہا کمل کے کرتے اور ٹوپی کو اوتار کر یہ کپڑے پہنو آپ نے وہ کمل
کا کرتہ اور ٹوپی و تسمہ اوتار کر دیوار میں ایک میخ گڑی تھی اسپر رکھدیا اور فرمایا کہ خبردار اسکی
کوئی ہاتھ نہ لگاوے اور گھر کی سفید پوشاک پہنی پھر کئی روز کے بعد ایک دن مولوی
سید محمد صاحب مرحوم مغفور آپکا تاج مبارک اپنے سر پر دھر کر مسجد میں تشریف لائے اور فوراً
آتے ہی بے ہوش ہو گئے لوگوں میں شور اٹھا کہ مولوی محمد علی صاحب بے ہوش ہو گئے حضرت
امیر المومنین رح نے سنا تو گھر میں جا کر دیکھا کہ ٹوپی نہیں جلد مسجد کو دوڑے اور مولوی
صاحب کے سر سے وہ ٹوپ اوتار لیا اور پانی پر کچھ پڑھکر مولوی صاحب کے چہرہ پر چھینٹا مارا

بعد کچھ دیر کے افاقہ ہوا آپنے فرمایا مینے اس روز منع کر دیا تھا کہ کوئی میرا لباس چھوے تم نے کیوں یہ ٹوپی سر پر دھرا اگر مجھکو خبر نہوتی تو تم ہلاک ہو جاتے مولوی صاحب نے کہا حضرت یہ حال مجھکو اصلا معلوم نہ تھا ورنہ کاہے کو پہنتا پھر بعد چند روز کے مولوی صاحب موصوف نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھکو آپ بیعت کریں اور کچھ علم تصوف تعلیم فرماویں حضرت نے عذر کیا اور کہا ابھی نہیں کسی کو مرید نہیں کرتا ہوں اور جو کچھ میں تمکو تعلیم کرونگا اوسکی برداشت تم سے نہ ہوسکیگی مولوی صاحب نہ مانا کئی روز اسی امر میں قرلے رہے اور حضرت انکار کیا کئے پھر ایک دن حضرت نے فرمایا کہ تم اسکا بہت قرلے ہو خیر بہتر آج چھوٹے باغ کے مقبرے میں لوٹا پانی لیکر چلو تم کو کچھ تعلیم کریں گے پھر مولوی صاحب پانی لیکر آپکے ساتھ اوس باغ کے مقبرے میں گئے وہاں آپنے انکو مرید کیا اور توجہ دیا توجہ کا گرمی سے بیتاب ہوکر بیہوش ہوگئے اور چلانے لگے کہ جلا اور مرا حضرت نے جلد اپنے دست مبارک سے اونکی چہرے پر پانی کے کئی چھینٹے مارے مولوی صاحب ہوش میں آئے اور وہ سوزش و گرمی طبیعت کی موقوف ہوئی آپنے فرمایا اسی سبب سے میں کہتا تھا کہ تم سے اسکا تحمل نہو سکیگا۔

قصبہ رائے بریلی سے قریب دو کوس کے پچھم اور دکن کے کونے میں موقع دودڈ رہے وہ موضع اول حضرت امیر المومنین جو کے آبا و اجداد کی جاگیر میں تھا مگر نواب سعادت علیخاں نے اسکو

اپنے زمانہ میں ضبط کر لیا اور اس موضع میں ایک زمیندار تو کہ نام قوم کنبی رہتا تھا اور اسکو حضرت سے
نہایت محبت تھی اکثر آپکی ملاقات کو آتا تھا اور کہتے وقت حضرت سے کہتا میں آپکا چیلا ہوں اگر
چہ ہندو ہوں سو ایک دن اُسنے حضرت کے مریدوں کو مراقبہ میں بیٹھے دیکھا اور بعد فراغ مراقبہ پوچھا
تم لوگ کیا کیا کرتے ہو وہ کہتے ہم تمکو کیا بتاویں کہ کیا کیا کرتے ہیں تم اسکا حال ہمارے حضرت
امیر المومنین ہم سے پوچھو وہ تمہاری تسلی کر دینگے اور بتا دینگے پھر اُسنے ایک دن یہ سوال
حضرت ممدوح پر فتوح سے کیا کہ آپکے مرید لوگ چادریں اوڑھکر اکیلے اکیلے بیٹھکر کیا کیا کرتے
ہیں حضرت نے فرمایا اپنے اللہ کو یاد کرتے ہیں اُسنے کہا کہ اللہ کو یاد تو اور طرح کرتے ہیں میں نے
مسلمانوں کو دیکھا ہے یہہ یاد کرنا کس طور کا ہے آپنے فرمایا ایک طور یاد کرنیکا یہ بھی ہے
اور اسکا طریق تو تمہارے یہاں بھی یاد الٰہی کرتے ہیں اور سیتے کہا حضرت میں تو آپ کا چیلا ہوں
یہ مجھکو بھی سکھا دو آپنے کہا بہت خوب ہم تمکو بھی سکھا دینگے اُسنے کہا تو آج آپ مجھکو سکھا دیں
آپنے میاں عبداللہ سے کہا کہ یہ لوگ ہمارے گھر کائی کے یار ہیں اور ہم سے دوستی بھی بہت رکھتے ہیں انکو
ایک گوشہ میں الگ بٹھا کر آج توجہ دو اور جو کچھ توجہ میں معلوم ہو ہم سے آکر بیان کریں پس میاں
عبداللہ صاحب نے اسکو مسجد کی چھت زینہ کی آڑ میں بٹھا کر توجہ دیا پھر بعد فراغ توجہ کے پوچھا

کہ تم نے کچھ دیکھا اُسنے کہا بہت کچھ دیکھا چلو حضرت سے بیان کرو اُسنے کہا کہ ایک بار مجھکو پھر توجہ دو
تو میں بیان کروں اونہوں نے اسیوقت پھر توجہ دیا اور پوچھا ابکی بار بھی کچھ دیکھا اُسنے کہا ہاں
کہ ابکی بار بھی دیکھا مگر مجھکو کچھ شبہہ سا پڑتا ہے ایک بار پھر توجہ دو تب میں چلکر بیان کروں
اونہوں نے پھر توجہ دیا اور حضرت رحمتہ علیہ کے پاس گئے مگر اسوقت اسکی آنکھوں میں
آنسو تھے جیسا کوئی رونے پر ہوتا ہے حضرت نے اسکو اپنے سامنے بٹھایا اور پوچھا کہو یار تونے
تم نے کیا دیکھا اُسنے کہا حضرت میں نے تو سب کچھ دیکھا کہانتک بیان کروں رام جی کرشن جی
اور مہادیو جی اور اونکے سوا اوروں کو بھی دیکھا یہ تو حضرت بہت اچھی بات ہے حضرت نے کہا
کہ تم نے انکو دیکھا تو مگر کچھ پوچھا بھی کہا حضرت پوچھا تو کچھ نہیں مگر ابکی بار جو جیسے
فرماؤ وہ پوچھوں آپنے فرمایا ابکی بار جو ملاقات ہو تو یہ اُنسے پوچھو کہ دین حق کونسا ہے پھر وہ جو
تم سے کہیں ہم کو خبر کرنا اور فرمایا اب تو اپنے گھر جاؤ اور دن پھر آنا پھر وہ اپنے گھر گیا دوسرے دن
آکر پھر حاضر ہوا حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے پھر میاں عبداللہ سے فرمایا کہ آج انکو پھر توجہ دو اونہوں نے
اونہوں نے اسی طور بٹھلا کر پھر توجہ دیا اور پوچھا آج بھی کچھ معلوم ہوا اُسنے کہا ہاں معلوم ہوا مگر پھر توجہ
دو اونہوں نے پھر توجہ دیا پھر اُسنے کہا ایکبار اور مجھکو توجہ دو پھر میں حضرت سے چلکر بیان کروں

اونہوں نے پہر توجہ دیا اور حضرت کے پاس گیے آپنے فرمایا تو کہہ یار کیہہ سبا ئیرو اُسنے کہا حضرت
میں نے آج آنکو دیکہا بہی اور جو کچہہ پوچہنا تہا سب پوچہہ لیا مگر یہ بیان اور نہ کرونگا آپنے کہا
تمکو اختیار ہے جب چاہو سبا ئیرو دوسرے یا تیسرے دن پہر آیا اوسدن حضرت صاحب نے حاجی پیر محمد کو
فرمایا کہ آج تو کہو تم توجہ دو اُسدن انہوں نے توجہ دیا اور اسکو حضرت کے پاس گیے آپنے پوچہا
سبا ئیرو انہوں نے تمہارے سوال کا کیا جواب دیا اُسنے کہا کہ میں نے سب اپنے دیوتاؤں کو
با خوبی دیکہا اور ملاقات کی اور سبسے پوچہا کہ مجہکو بتاؤ تمہارے نزدیک سچا دین کون ہے
سبنے یہی جواب دیا کہ دین مسلمانوں کا سچا ہے اور تم لوگ گمراہی اور غلطی پر ہو اور
جو تم سب لوگ اس زمانہ میں بت پرستی کرتے ہو یہ ہم نہ کرتے تھے اور نہ کسی کو تعلیم کیا اگر
تمکو اپنی نجات آخرت درکار ہو تو انکا کہنا مانو ورنہ تم جانو حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ
علیہ نے پوچہا کہ اب کہو تمہارا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا میں تو آپ کا ہندو چیلا ہوں مجہکو اس
طرح رہنے دو آپنے فرمایا کہ دین حق اور دین باطل دونوں تمکو تمہارے ہی دیوتاؤں کی
زبانی معلوم ہوگئے اب جسکو چاہو قبول کرو ہدایت و ضلالت اللہ کے اختیار میں ہے مگر وہ
اپنے ہی طور پر رہا کہلکر مسلمان نہ ہوا اور حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے کمال دوستی

رکھتا تھا جہاں کہیں سیر و شکار کو آپ تشریف لیجاتے وہ بھی ساتھ ہوتا جب آپ جہاد کو روانہ ہوئے
اس شہر ٹونک تک وہ بھی آیا اور اس کے آگے کو بھی ارادہ تھا حضرت نے فرمایا کہ تو بھی اگر تم ٹھاکر
ہمارے دین پر ہو جاؤ تو ہمارے ساتھ چلو تمکو فائدہ ہوگا ورنہ تم اپنے گھر چھوڑ کر یہیں جاؤ پھر وہ
یہاں سے اپنے گھر گیا۔ قصبہ رائے بریلی کے محلہ کے دروازہ ایک روز میں میاں عبداللہ صاحب کے ساتھ
کچھ سودا لینے گیا وہاں ایک تنبال کی دوکان پر بیس بائیس برس کی عمر کا ایک لڑکا بیٹھا تھا وہ ملا
ہم دونوں سے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو اور کیا کام کرتے ہو ہم نے کہا کام تو کچھ نہیں کرتے
یہاں ایک سید ہمارے پیر و مرشد ہیں ان کی خدمت میں رہتے ہیں اور وہیں کھاتے پیتے ہیں
یاد اللہ اللہ کیا کرتے ہیں تم اپنا حال بتاؤ کہ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اس نے کہا میں گجرات
کے سیٹھ کا بیٹا ہوں اور وہیں سے آیا ہوں تجارت کے مال وغیرہ میں میرے باپ کی کوٹھیاں ہیں
مگر میں اس فقیری کی تلاش میں ہوں بس اس وقت ہم سے اور اس سے اتنا ہی کلام ہوا پھر ہم سودا لیکر
مسجد میں آئے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ نے ہم دونوں سے پوچھا کہ آج تمکو کوئی
شخص ملا تھا ہمارا خیال اس وقت اس گذشتہ کی طرف نہ گیا ہم نے کہا بہت لوگ ملے تھے مگر
آپ کسکو پوچھتے ہیں حضرت نے کہا خیر ایک شخص تمکو ملا تھا اسکو ہمارے پاس لانا تھا کہ باہر نکلوا دیا

ہم نے پوچھا کہ آپ کسکو کہتے ہیں ولیکن حضرت نے کچھ نشان اور پتہ اسکا نہ بتایا تو نہیں تحمل فرمایا

کہ تمکو کوئی بازار میں ملیگا اسکو اپنے ساتھ لیتے آنا ایک روز پھر ہم دونوں شخص کچھ سودا لینے

بازار میں گئے اسی بقال کی دوکان پر پھر اُسی گنتی شخص سے ملاقات ہوئی پھر وہ ہم سے حضرت رحمتہ

اللہ علیہ کا حال پوچھنے لگا ہم دونوں نے خیال کیا کہ شاید اسی شخص کو حضرت نے فرمایا ہے

جو کچھ اُسنے ہم سے پوچھا ہم نے بیان کیا اور کہا کہ گنتی میں جی آج تم بھی ہمارے ساتھ حضرت

کی ملاقات کو چلو اُسنے کہا کہ ہاں میرا بھی دل چاہتا ہے آج میں ضرور تمہارے ساتھ چلونگا

پھر جب ہم بازار سے سودا لیکے وہ ہمارے ساتھ آیا ہم نے اسکو مسجد کے باہر املی کے درخت

کے نیچے بٹھایا اور جاکر حضرت کو اطلاع کی ایک ایسے شخص کو ہم لائے ہیں سو وہ املی کے

نیچے بیٹھا ہے آپنے کہا اُسکو یہاں لاؤ جب ہم اسکو لینے کو چلے پھر آپنے فرمایا ہم ہی اسکے

پاس چلتے ہیں پھر آپ مسجد سے اُٹھکر وہیں گئے اور اسسے ملاقات کر کے اسکا حال پوچھا

اُسنے کہا کہ میں اپنے وطن گجرات سے اس نیت سے چلا تھا کہ کہیں جاکر مسلمان ہوؤں

جب میں شہر کوٹے میں آیا وہاں ایک قاضی صاحب تھے میں نے ارادہ کیا کہ یہاں مسلمان ہوں

مگر طبیعت نہ رجوع ہوئی پھر میں وہاں سے اسطرف آیا یہاں تک کہ آج آپکے قدم دیکھے

اب یہاں خدائے تعالیٰ سے امید ہے کہ اس نعمت سے مجھکو شرف یاب کرے حضرت رحمۃ اللہ
علیہ نے مجھے اور میاں عبداللہ سے فرمایا کہ انکو مسجد کی چھت پر لیچلو ہم دونوں اسے چھت پر لیگئے
پھر حضرت بھی وہیں تشریف لائے اور ہم دونوں کو نیچے اتار دیا اور ایک آدمی مسجد کے زینہ پر
بٹھا دیا کہ اسوقت کوئی یہاں ہمارے پاس نہ آوے پھر خدا جانے حضرت اور اُس میں کیا
کیا کلام ہوا مگر جسوقت حضرت اوسکو لیکر نیچے تشریف لائے اوسوقت وہ شخص مسلمان تھا پھر
حضرت کے فرمانے سے ہم نے اسکو ستی ندی میں نہلایا اور ایک شخص فتح محمد نام لکھنؤ کے رہنے
والے نائی تھے انھوں نے انکے بال مونڈے پھر ہم لوگوں میں سے کسی نے پائجامہ کسی نے
کسی نے دوشابہ کسی نے کچھ سروغیرہ دیا اور انکو پہنا کر حضرت کے پاس لیگئے میاں عبداللہ صاحب نے اُن
سے پوچھا کہ کچھ اب انکا نام رکھدیں آپنے فرمایا کہ جو تمہارا نام ہے وہی نام انکا
رکھا اور آج گائے کا گوشت انکو کھلاؤ اور حاجی عبدالرحیم صاحب کے حجرہ کے پاس ایک حجرہ انکو
دیا کہ اسمیں رہا کرو پھر چند روز کے بعد اونکا ختنہ کرایا خدائے تعالیٰ نے اپنی عنایت سے انکو کیا
مسلمان دیندار متبع سنت کیا نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد اشراق چاشت وغیرہ ہمیشہ
پڑھتے تھے پھر وہ حضرت امیرالمومنین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کو گئے اور ہمیشہ وہاں ہی رہے

یہاں تک کہ بعد لڑائی بالاکوٹ کے کئی سال شیخ ولی محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ رہے جب شیخ
صاحب ممدوح وہاں سے ہندوستان کو آئے تب وہ اور میاں عبداللہ اوسی ملک میں رہ گئے تب سے انکا حال
نہیں معلوم کہ اب زندہ ہیں یا وفات کر گئے واللہ اعلم ـــــ

جس روز حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ شاہجہان آباد سے آکر تکیہ رائے بریلی میں
مع الخیر داخل ہوئے اوسکے دوسرے دن مجھکو فرمایا کہ قصبہ رائے بریلی میں ایک مجذوب علی محمد شاہ رہتے ہیں
انسے ہمارا سلام کہو اور میں تو وارد قصبہ رائے بریلی سے واقف نہ تھا کہ کون طرف
اور کتنی دور ہے اور وہ مجذوب صاحب کس محلہ میں کسطرف رہتے ہیں پس میں نے حضرت سے پوچھا کہ بریلی
کسطرف ہے اور وہاں وہ شاہ صاحب کس محلہ میں رہتے ہیں تب آپنے بریلی کا راستہ تو بتلادیا کہ اسطرف
جاؤ مگر شاہ صاحب کے مکان کا نشان و پتہ کچھ نہ بتایا فرمایا وہاں جاؤ وہ تمکو مل جاوینگے پس میں
اسطرف گیا چلتے چلتے بازار کے قریب پہونچا وہاں ایک دالان کے فرش سنگین پر بیٹھے ایک مجذوب تھا
ہاتھ میں ایک پوٹے چھڑی تھی کر رہا تھا اور کچھ منہ میں آتا تھا بکتا تھا مجھکو خیال آیا کہ شاید وہ یہی مجذوب
ہیں پھر نزدیک جا کر میں نے کہا کہ شاہ صاحب ہمارے سید احمد صاحب نے آپکو سلام کہا ہے اور
خیر و عافیت مزاج کی پوچھی ہے یہ کلام مجھسے سنکر وہ کہا کہ وہاں سے تھوڑی دور اون کا گھر تھا

اسی میں گھس بیٹھے میں بھی ان کے پیچھے اس مکان میں چلا گیا اور تھا ایک خادم سید شاہ نام ہمارے
کہا میرا لوٹا بھر دیا بھر کے ہمارے میاں صاحب کا آدمی آیا ہے اتنے لوٹا بھر دیا بادشاہ صاحب نے
اٹھا رکھے کہا وا سید بیٹھو میں رسید بیٹھا گیا پھر اٹھے سید شاہ نے کہا کہ جلد دو ان کی
ٹکڑی کہا کر میاں صاحب کے آدمی کو دے اتنے میں پان لو اور لشکر میں نہیں ہیں بازار سے آویں
تو میں کہا جا کر بازار سے لا پھر اس سے پان بازار سے لا کر خشک کیا چونہ ڈالا جھکو دیا
میں نے جا کے لیا پھر وہ شاہ صاحب بہت بازار کے گئے کہ میاں صاحب کو کل تو پھر آئے اور شام تک
آیا کیے میاں صاحب بہت جلدی کا کاز لا کہ دو لا کہہ تھے میں لا کہہ میں انشاء اللہ کر کے بار کہے اور کہا
میاں صاحب سے ہمارا سلام کہنا ہم بھی کل میاں صاحب کی ملاقات کو آویں گے پھر میں آ کے رخصت
ہو کر حضرت امیر المومنین کے پاس آیا اور کہا سلام پہنچایا اور کہا وہ بھی آپ کے ملنے کو
کل آویں گے دوسرے روز کوئی چار گھڑی دن چڑھے وہ مجذوب ایک نالہ کا جنگل میں واسطے
اور لوٹا ہاتھ میں پکڑے دور سے نمودار ہوئے کسی نے حضرت سے کہا کہ ایک مجذوب فقیر
آتے ہیں آپ نے فرمایا انکو میاں صاحب بنگلہ میں لیکر بٹھاؤ پھر لوگوں نے انکو اس بنگلہ
میں بٹھایا پھر حضرت رح بھی وہیں تشریف لے گئے اور بنگلہ کا دروازہ بند کر کے

بیٹھ رہے تک وہاں رہے یہ معلوم نہیں کہ کیا باتیں کیا کئے پھر جب دروازہ کھولا مولوی
محمد یوسف صاحب نے کہا تھوڑی مٹھائی ہمراہ لاؤ وہ ایک کوزے میں مٹھائی لائے آپ نے اسکے
آگے دھری وہ کھانے بیٹھ گئے اور اپنی داڑھی میں رکھتے گئے پھر حضرت مولوی صاحب
سے روح فرمایا کہ ایک روپیہ بھی سامنے رکھ دو انہوں نے ایک روپیہ بھی لاکر دیا وہ حرکتیں مجذوبوں کی طرح
انگوٹھے سے اچھالتے رہے اور اسکی جھنکار پر کان لگا کر سنتے تھے پھر جب وہ وہاں سے تشریف لے گئے
حضرت رح نے فرمایا کہ یہ مجذوب اس قصبہ کے صاحب خدمت ہیں حضرت امیر المومنین امام زمان
سے تھوڑی مدت پہلے کہ اول سفر حج کا کیا تھا اس سفر مبارک میں بھی تا بیت اللہ جبکہ
آپ تکیہ چھوڑ کر گئے تھے اس سفر میں جو کچھ معاملات گذرے جبکہ معلوم نہیں نہ خود حضرت کی
زبانی نہ کسی دوسرے کی زبانی سنا اس سبب احوال اس سفر کا بھی قید بیان نہ کیا مگر جب اس
سفر ہدایت اثر سے حضرت علیہ الرحمہ تکیہ پر تشریف لائے اور پھر بعد چند روز کے سفر بیت اللہ کا
کیا اگرچہ میں رائے بریلی میں تھا ہمراہ نہ تھا مگر حالات جو دیکھے گئے وہ سنا زبانی معتبر لوگوں کی بلکہ بعض
بعض زبانی قاضی احمد علی صاحب علیہ الرحمۃ کے ہے دریافت کچھ مسعود علی اللہ ہیں کہ جب حضرت مع اپنے
تکیہ سے چند عزیزوں میں مع لوگوں کے اتفاقاً تشریف لے گئے اس قصبہ میں تھا ایک بزرگ صاحب کامل

درویش گنج بخش میں سواون کا مزار پر انوار بنا ہوا ہے اور انہیکے پہلو میں پختہ مزار شیخ شاہ کی

مقام اور مجاور ہیں ان بزرگ مرحوم و مغفور کا حال انکے زمانہ حیات میں جو کچھ تھا حقیقت

اسکی خدا کو معلوم ہے مگر حسن ظن میرا یوں ہے کہ موافق سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہوگا

مگر فی زمانہ انکے سجادہ نشین میاں کریم علی صاحب نے بہت سے افعال خلاف شرع کے کر رکھے تھے خاص موسم

عرس میں انکے مزار پر انوار کے قریب قوال اور سرود گاتے بجاتے ہیں اور انکے مرید اہل حال ہوکر

حال لاتے ہیں اور کوزے علحدوں میں پانی بھر کر تمام مرید جمع ہو اپنے سروں پر اٹھا کر گاتے بجاتے

ہوئے حضرت کے مزار پر چڑھاتے ہیں اور اس خرافات واہیات کو بہت کچھ ماثر کہتے ہیں جن روزوں حضرت

امیر المومنین علیہ الرحمۃ وہاں تشریف فرما ہوئے تھے وہاں موسم عرس کا تھا انہوں نے اس طرح کے خرافات

واہیات کو دیکھکر کریم علی صاحب جو وہاں کے سجادہ نشین تھے بطور وعظ و نصیحت کے فرمایا کہ

تم لوگ درویش ہو اور دین سے واقف ہو تمہارے اقوال و افعال عوام الناس کو سبب اقتدا و پیروی کے ہوتے ہیں

یہ جو کچھ ہر سال ایام عرس و میلہ کرتے ہو اور اسکے اندر انواع منہیات شرعیہ ہوتے ہیں مخفی نہیں ہے

کہو کہ یہ طریقہ موافق سنت سنیہ کے ہے یا مخالف اگر موافق ہو تو اسکا ارادہ دلائل سے درست

کرنا چاہیے انہوں نے کہا ہم اسکا جواب پھر کسی وقت آپسے ملاقات کرینگے تب بتاوینگے پھر دوسرے روز

حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا عبدالحی صاحب کو انکے پاس بھیجا کہ وہ اس امر میں آپ جا کر تحقیقات کریں
آپکے فرمانے سے مولانا ممدوح انکے پاس گئے اور کچھ گفتگو اس امر میں کی وہ صاحب اسکی جوابدہی
میں بند ہونے لگے انکے ایک مرید انکے کان میں جھک کر کچھ بولے تب مولانا مرحوم کو کہا
دیکھو کھانے کا وقت آیا اب یہ گفتگو کسی اور وقت پر رکھیے آپنے کہا بہتر اور کسی وقت سہی
پھر مولانا صاحب وہاں سے چلے آئے پھر بعد نماز عصر کے کریم عطا صاحب اپنا آدمی حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس بھیجا اسنے کہا کہ ہمارے میاں صاحب نے آپکو سلام عرض کیا ہے کہ آج ہم سے اور مولانا عبدالحی
صاحب سے کچھ باتیں ہوئی ہیں مگر ہم آپکی ملاقات مسرت آیات کے مشتاق ہیں کہ کچھ کلام
مدت انبیا انکی زبان فیض ترجمان سے سنیں اور کچھ آپکی خدمت مسعود جہت میں ہم بھی
عرض کریں حضرت نے اس آدمی سے کہا کہ ہماری بھی سلام اپنے میاں صاحب کو کہنا اور جو کچھ
وہ فرماتے ہیں کہا ہے بہت خوب ہے کسی وقت ہم انکی ملاقات کو آوینگے پھر حضرت ایک روز انکے
مکان پر گئے سو جو کچھ ہونا تھا حضرت علیہ الرحمۃ سے پوچھے اور جواب پاکر اسکو دیکھ کر
آپنے ہر بات کا انکو ایسا جواب باصواب دیا کہ پھر انکو جگہ گفتگو کی نہ رہی بعد لاجواب
ہوکر انکی بڑائی کے معترف ہوئے اور کہا کہ آپ ہی حق کی راہ سے حق ہے مگر ہم کیا کریں

اور مسجد کے قریب ایک حجرہ تھا اسمیں اسکو بٹھا کے پھر کچھ کچھ دیر کے باہر آئے اور اس گستاخ نے پوچھا کہ مجھے

تو یہیں چھوڑ دیا ہے پھر کس وقت آؤ گا پھر کچھ دیر کے حضرت جی نے فرمایا کہ جیسا یہ شخص

تیرے پاس آکر بیٹھا اور اپنی نسبت کو میری نسبت پر غالب کرنا چاہا اور مجھکو اس بات کا

کچھ خیال نہ تھا پھر یہ حال مجھکو معلوم ہوا تب میں نے اپنی نسبت کو بحول اللہ وقوتہ اسکی طرف

متوجہ کیا اسی وقت وہ مغلوب ہوکر گھبرایا اور کہا میں آپ سے کچھ خلوت میں باتیں کروں گا

پھر وہاں خلوت میں جاکر اس بات کا اقرار کیا کہ مجھکو کچھ علم دیا گیا اور اپنی نسبت کی

بڑی قوت ہے ~~میری~~ نسبت کو انکی نسبت سے کیا نسبت آپ بڑے زبردست لوگ ہیں پھر کہا تم کو

کیا کرنا تھا مگر بہتر جو کچھ تمہاری قسمت میں ہوگا دیکھ لینا پھر میں نے اوسکو توجہ دیا اور

پوچھا کہ جو تم کو معلوم ہوا ہو بیان کرو پھر جو کچھ اس نے دیکھا بیان

کیا اور بہت راضی ہوا اور کہا کہ آپ سے کچھ اور بھی حاصل کرونگا اور آپ

جب اس شہر بنارس کی سرحد میں داخل ہوئے تھے اسی وقت سے

میرے سحر اور کاروبار میں خلل واقع ہونے لگا میں نے جانا کہ اس

شہر میں شاید کوئی گشائیں مہا پرس یعنی بڑا زبردست صاحب نسبت

آیا ہے اُسی کی نسبت توی ہے یہ خلل میرے کاروبار میں واقع ہوا مجکو
معلوم نہ تھا کہ کوئی بزرگ مسلمانوں میں سے ہے۔ پھر جب آپ کا حال
مجکو معلوم ہوا تب میں نے واسطے خبر کے اپنے چیلے کو بھیجا یہ بیان کرکے
آپ نے مولانا عبدالحیٔ صاحبؒ سے پوچھا کہ مولانا صاحب اس گتاپش کی
شیرینی کا کیا فتویٰ ہے اس پر وہ کچھ سحر کرکے لایا ہے اس کو لوگ
کھاویں یا نہ مولانا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس کا فتویٰ
آپ ہی کو خوب معلوم ہے میں اس امر میں کچھ نہیں جانتا پھر حضرت
نے اس شیرینی کو حفاظت سے الگ جگہ رکھوادیا پھر دوسرے دن
بعد نماز فجر کے آپ نے مسجد میں ایک چادر بچھوائی اور اس پر شیرینی
جا بجا رکھوائی اس اثنا میں کسی نے کہا کہ حضرت اس میں تھوڑی
شیرینی برائے امتحان پہلے کسی کتے کو کھلوائیے جو کچھ سحر وغیرہ
ہوگا معلوم ہو جاویگا آپ نے فرمایا بھائی صاحب کیا کتے کو اپنی
جان پیاری نہیں ہے جو نقصان کے امتحان کے واسطے اسکو کھلاویں
کسی بات کا اندیشہ نہ کرو اللہ تعالیٰ نے اس کے سحر کو اس پر سے
ہٹالیا اب تم سب بے خطر کھاؤ پھر سب نے وہ شیرینی بخوبی

کھائی اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ اس شہر میں ہمارے آنے کے
سبب گشائیوں کے کاروبار سحر اور استدراج کے معطل اور
بیکار ہو گئے اب اُن سے کچھ نہیں ہو سکتا بعد اس کے دوسرے روز
وہ ہی گشائیں پھر آیا پھر حضرت علیہ الرحمۃ اس کو خلوت میں لے گئے اور
بعد کچھ دیر کے وہاں سے آئے پھر جب وہ گشائیں رخصت ہوا تب حضرت
نے کہا کہ جو حال میں نے کہا تھا وہی آج اس گشائیں نے آکر ہم سے بیان
کیا کہ اگلے دن جب میں آپ کے پاس سے اپنے مکان کو گیا تب اس شہر کے
دو دو تین گشائیں مہاپرس میرے پاس آئے اور کہا کہ گرو جی یہ کیا
سبب ہے کہ کئی روز سے ہمارا سحر اور استدراج بالکل بیکار اور نکما
ہو گیا میں نے ان سب کو جمع کیا کہ جدا جدا میں کس کو کس کو جواب
دوں جب سب گشائیں آچکے تب میں نے ان سے کہا کہ تمہارا تو
کارخانہ بند ہی ہو گیا خود میرے کاروبار کا بھی یہی حال ہے اور سبب
اس کا یہ ہے کہ اس شہر میں کئی روز سے ایک سید صاحب آئے ہیں
ان کی نسبت کی پرتو سے یہ ہمارا تمہارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا

ہے اور جبتک وے اس شہر میں رہینگے یہی حال رہیگا بعد
جانے ان کے پھر بھی دیکھا چاہئے کہ یہ کاروبار ہمارا تمہارا
جاری ہو یا نہ ہو اور اگر پھر جاری ہوگا تو اہنیں کی توجہ اور
مہربانی سے ہوگا۔ اب پھر ہم ان کے پاس جاوینگے جیسا کچھ ہوگا
تم سے کہیں گے بعد اس کے دوسرے دن وہ گسائیں پھر آیا اور
پھر حضرت نے خلوت میں لیجا کر اُس کو توجہ دیا اور اُس نے
حضرت سے کچھ باتیں کیں پھر وہاں سے رخصت ہوا حضرت نے فرمایا
کہ آج یہ گسائیں اس بات کا شکوہ کرتا تھا کہ اس شہر میں جبتک
ہمارا کاروبار جاری تھا ہم کو بھی فائدہ تھا اور لوگوں کو بھی
اور لوگ ہمارے معتقد تھے اور اب کچھ کام چلتا نظر نہیں آتا
اس سبب سے اب ہمارا رہنا بھی معلوم نہیں ہوتا اگر آپ مہربانی
کریں تو بہتر نہیں تو ہم لوگ یہاں سے اور کہیں چلے جاوینگے
میں نے کہا گسائیں جی اس امر میں میرا کیا اختیار کہ تمہارا کاروبار

ہوگا یا نہ ہوگا تمہارا کارخانہ جدا ہمارا کارخانہ جدا مگر
ہمارا کاروبار جو تم سیکھو توالبتہ اس کا شکوہ کرنا لائق ہے
اُس نے جانا کہ میں ان کا طریق اختیار کرنے کا نہیں پھر یہ معاملہ
کیونکر درست ہو آخر کو آج نا اُمید ہوکر وہ چلا گیا بعد اس
کے دوسرے تیسرے روز اُس نے ایک اپنے چیلے کو بھیجا اس
نے حضرت سے آکر کہا کہ ہمارے گروجی نے آپ کو سلام رض
کیا ہے اور کہا ہے کہ اب ہماری یہاں سے جانے کی تیاری ہے
پھر یہ حال نہیں معلوم کہ وہ وہاں سے چلا گیا یا رہا مگر حج کو جاتے
ہوئے جب حضرت علیہ الرحمۃ بنارس میں تشریف لے گئے اور
وہاں لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا کچھ پتہ نہ ملا واللّٰہ
اعلم بالصواب، پھر مولانا عبدالحئیؒ صاحب نے کئی روز اس مسجد
میں وعظ فرمایا بہت لوگ مسلمان شہر کے خصوص اُس محلہ
کے مسلمان گندی گر اور دھوبی وعظ سننے کو آئے اس عرصہ

جو ان مسلمانوں کے وہاں ایک پیر تھے اُنہوں نے حضرت کے
آنے اور لوگوں کے رجوع ہونے کا حال سُنا تو ایک رنگین رومال
اور کچھ مٹھائی کے الاچی دانہ اپنے خادم کے ہاتھ حضرت
کو بھیجے اس خادم نے حضرت سے آکر کہا کہ ہمارے فلانے
پیر و مرشد نے یہ تبرک آپ کو بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ
جو آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں مفید نہوگا یہ تمام
لوگ ہمارے مرید ہیں اور یہاں کا رویہ آپ کو معلوم نہیں
اگر آپ کچھ فتوحات حاصل کرنے کو آئے ہیں تو ہم سے آکر
ملاقات کریں پھر جو ہم اس کی تدبیر بتادیں وہ آپ عمل میں
لاویں تب تو البتہ کچھ حاصل ہوگا والا آپ مختار ہیں۔ یہ
خرافات واہیات اس خادم کی زبانی سُن کر ہمارے لوگ
آپس میں ہنسنے لگے جب وہ خادم تبرک دے کر رخصت ہوا
تب کئی صاحبوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ اگر اجازت

ہو تو ہم دو چار شخص جا کر ان پیرزادے صاحب سے ملاقات
کریں اور دیکھیں کہ ان کا کیا طور طریق ہے آپ نے فرمایا کیا مضائقہ
ہے جاؤ پھر مولوی وحیدالدین صاحب سادہ غریبوں کا لباس
پہن کر اور کئی آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر ان کے مکان پر
گئے اور اُن سے ملاقات کی اُنھوں نے پوچھا کہ آپ ہی اس شہر میں
تشریف لائے ہیں اور لوگوں سے بیعت لیتے ہیں مولوی صاحب
نے کہا وہ ہمارے پیر و مرشد ہیں ہم تو ان کے ادنیٰ مریدوں
میں ہیں، لوگوں سے آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ
سُن کر آپ کی ملاقات کو آئے ہیں کہ آپ ہم کو کچھ تعلیم فرمادیں
اُنھوں نے کہا کہ بہت خوب جو کچھ دعا تعویذ حاضرات وغیرہ ہم
کو معلوم ہے بتا دینگے۔ مولوی صاحب نے کہا آپ کو توجہ دینا
دینا بھی آتا ہے کہا ہاں کیوں نہیں آتا مولوی صاحب نے کہا
کہ مجکو اپنے سامنے بٹھاکر آپ توجہ دیویں پھر توجہ دینے کو
اُنھوں نے مولوی صاحب کو بٹھایا اور توجہ دینے لگے ابھی

حال میں مولوی صاحب نے اپنی نسبت کا پرتو اُن پر ڈالا
وہ بیہوش ہوکر ہوحق مچانے لگے اور اُچھلنے لگے پھر مولوی صاحب
نے ان پر اپنا ہاتھ رکھا وہ ہوش میں آئے اور بہت گھبرائے
اور شرمندہ ہوکر کہنے لگے کہ یہ تم نے ہم پر کچھ عمل سفلی کردیا اُس
سے ہم بیہوش ہوگئے سو ہم تو ایسے شعبدوں کے معتقد نہیں
ہیں، مولوی صاحب نے کہا کہ والدہم نے تو سفلی عمل آپ پر کچھ نہیں
کیا اور ہم تو آپ سے فائدہ اُٹھانے کو آئے تھے آپ یوں فرماتے
ہیں اور کسی وقت آپ ہمارے پیر و مرشد کی ملاقات کو تشریف
لے چلیں، تو وہاں بھی ہم آپ سے فائدہ اُٹھاوینگے اور اسی
طرح کی شیریں گفتگو سے ان کو راضی کیا پھر رخصت ہوکر
اپنے مقام پر آئے اور یہ تمام حال حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمہ
سے بیان کیا پھر دوسرے روز بعد نماز فجر کے کچھ دن چڑھے
وہ پیرزادے صاحب حضرت کی ملاقات کو آپ آئے

حضرت نے ان کو بہت عزت اور احترام سے بٹھایا اور
عافیت مزاج کی پوچھی انہوں نے حضرت علیہ الرحمہ کو اور
ان کے آدمیوں کو دیکھا اور اُن کی گفتگو سنی ہوش پران
ہوئے کہ یہ لوگ تو اور ہی قسم کے ہیں اور انہیں کے دو چار
مرید جنہوں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس وقت حضرت
کے لوگ ان کو توجہ دے رہے تھے مگر ان کو انہوں نے نہیں
پہچانا کہ یہ ہمارے مرید ہیں یہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ
سے باتیں کرنے لگے اور اپنا حال بیان کرنے لگے کہ حضرت سلامت
ہماری تو وجہ معاش یہ ہے کہ تمام مریدوں کے یہاں چھ ماہی
مقرر ہے کوئی ایک روپیہ کوئی دو روپیہ کوئی کم سوا دیتا
ہے اور یہ لوگ پیشہ ور ہیں ان سے پنجوقتی نماز کہاں ہو سکتی
ہے اسی کی معافی میں یہ ہم کو چھٹے مہینہ موافق مقدور کے کچھ
زر نقد نذر کرتے ہیں مگر رمضان کے روزوں کی ہم ان کو
بہت تاکید کرتے ہیں اس میں جو کوئی عذر کرتا ہے کہ ہم

حقہ پیتے ہیں یا کوئی نشہ کھاتے ہیں ہم سے روزہ نہیں رہا
جاتا تو ہم اُن سے اُس چھ ماہی کے سوا کچھ اور نقدی یا دو چار
دعوتیں وغیرہ ٹھہرا کر کے ان کو معاف کر دیتے ہیں یہ ہم لوگوں
کے گذران کی صورت ہے اگر آپ کو کچھ فتوحات منظور ہو تو
اُس کی یہ راہ ہے جو ہم نے بیان کی اور آگے آپ کو اختیار
ہے حضرت نے یہ تمام داستان سُن کر فرمایا کہ جو کچھ آپ فرماتے
ہیں فی الحقیقت اس وقت کے پیروں کا یہی دستور ہے اور اسی
آمدنی پر ان کی گذران ہے، مگر یہ طور قرآن و حدیث کے
مخالف ہے آپ بھی بغور اس کو دریافت کریں اور ہم مسلمانوں
کا طریق تو موافق فرمانے خدا اور رسول کے چاہئیے جو موافق
قرآن و حدیث کے ہو اس کو ہم بھی عمل میں لاویں اور آپ بھی
اور جو کچھ خدا اور رسول کا طریق آپ کو معلوم ہو وہ آپ ہم کو
تعلیم فرماویں ہم سیکھیں اور جو ہم کو آتا ہے وہ ہم آپ کو

بتادیں وہ آپ مانیں ہمارا تو صرف مقصد یہ ہے اور روزی ورزق تو خدا کے ہاتھ میں ہے اُنہوں نے کہا بیشک یہی حق ہے جو آپ نے فرمایا اس عرصہ میں وہ دو چار شخص جن کو توجہ دے رہے تھے وہ آئے اور جو کچھ جس نے اپنے مراقبہ میں دیکھا تھا سب حضرت علیہ الرحمہ کے روبرو بیان کیا یہ سُن کر وہ پیرزادے صاحب بھی سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے پھر کئی شخص جنہوں نے اسی وقت تازہ بیعت حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی تھی حضرت نے ان پیر صاحب کے مریدوں سے جو توجہ لے کر آئے تھے اور حضرت سے بیان کیا تھا فرمایا کہ تم اپنے ان بھائیوں کو جاکر توجہ دو پھر انہوں نے ان کو توجہ دیا وہ بھی حضرت علیہ الرحمہ کے سامنے بیان کرنے لگے کہ ہم نے ایسا ایسا معاملہ دیکھا یہ حال سُن کر وہ پیر صاحب بہت حیرت میں ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ تو مرید ان کے گویا ہر ایک صاحب کمال ہیں پھر اُنہوں نے حضرت سے رخصت چاہی کہ پھر

میں کسی وقت آپ کی خدمت با برکت میں حاضر ہونگا یہ کہہ کر وہ
اپنے مکان کو گئے اور رات ہی کو اُس شہر سے مع اہل وعیال
کسی طرف بھاگ گئے اور حضرت علیہ الرحمہ کو منہ نہ دکھایا
اور نہ کسی مرید اپنے سے مل کر گئے' دوسرے روز کئی مرید
ان کے جنہوں نے حضرت سے بیعت ہیں کی تھی ان کو تلاش
کرنے لگے کہ ہمارے پیر صاحب کہاں گئے تب دو چار ان
مریدوں نے جنھوں نے حضرت سے بیعت کی تھی ان سے
کہا کہ وہ میاں صاحب توکل سید صاحب کی ملاقات
کو آئے تھے اور یہاں کا حال اُنہوں نے اپنی آنکھوں
دیکھا اور سید صاحب سے کچھ گفتگو بھی کی تھی شاید کہ اسی
ندامت اور پشیمانی سے بھاگ گئے یہ حال سُن کر اُنہوں
نے تمام شہر کے مریدوں کو خبر کی کہ ہمارے پیر صاحب
اس سبب سے بھاگ گئے وہ سب کے سب اُن سے بھی بے اعتقاد

ہو گئے اور طرف حضرت کے رجوع لائے اور سب نے بیعت
کی اور کہا کہ ہم تو آج تک اسی کو دین واسلام اور خدا کی
راہ جانتے تھے' جس طریق پر وہ ہم کو چلاتے تھے' سو اب
ہم کو معلوم ہوا کہ ہم لوگ غلطی پر تھے' دین حق اور طریق خدا
کا یہ ہے جو آپ تعلیم فرماتے ہیں' اب ہم نے اُن سب اگلی
باتوں سے توبہ کی' پھر حضرت نے دو چار روز کے بعد
وہاں سے کوچ فرمایا اور جو کہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم
مغفور نے اپنی کتاب مخزن احمدی میں بیان کیا ہے کہ
حیات النساء بیگم نے جو کسی فرنگی کی بیوی تھی' حضرت
علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر بیعت کی' سو یہ مولوی
صاحب کو شبہہ واقع ہوا' اس نے سفر حج کی بیعت کی
تھی' جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ بنارس میں تشریف
لے گئے تھے' الغرض پھر آپ نے وہاں سے کوچ فرما کر

نواح سلطانپور وغیرہ میں رونق افزا ہوئے، غلام حسین
خاں جو حاکم لکھنؤ کی طرف سے وہاں کا ناظم تھا اس کے
لشکر میں قریب ڈیڑھ ہفتہ کے رہے، پھر بابا وہاں سے
اپنے مکان ہدایت نشان میں تشریف لائے

جب سفر بنارس سے
حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ مع الخیر تکیے پر تشریف لائے،
پھر بعد چند روز کے ارادہ سفر لکھنؤ کا کیا اور مجھ سے فرمایا
کہ تم کو مکان پر چھوڑیں گے، میں نے کہا میں تو آپ کے ساتھ
چلونگا۔ اور میری نیت یہ تھی کہ آپ لکھنؤ جاتے ہیں اور
وہاں رافضی لوگ بہت ہیں، ایسا نہ ہو کہ وہاں کچھ کسی سے
بسبب مخالفت مذہب کے کچھ لڑائی جھگڑا ہو جائے، اور
میں یہاں تکیے پر رہوں، یہ بات بے مناسب ہے، آپ
نے فرمایا کہ تم یہیں پر رہو، میں نے پھر بار بار انکار کیا، آپ

نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ وہاں جاکر کیا کروگے، میں نے
عرض کی کہ روز جو سب لوگ آپ کے ہمراہ رکاب جاوینگے
وہ کیاکریں گے، آپ نے فرمایا وہ ہمارے ساتھ رہیں گے
میں نے عرض کی میں بھی ساتھ رہونگا، فرمایا کہ اگر تم کو
وہاں کچھ بیماری ہو جائے تو کیاکروگے' یہ سُن کر چپ ہورہا
کچھ نہ بولا یہاں تک کہ اسباب سفر کا گاڑی پر لادکر روانہ ہوا
اور حضرت علیہ الرحمہ آپ بھی رخصت ہوئے جب تکیۂ عالیہ سے
نکل کر چھوٹے باغ پہنچے، تب مولوی وحیدالدین صاحب
سے فرمایا کہ محمد حسن کو یہاں سے لیجاکر مکان پر رکھو اور
دین محمد کو ہمارے پاس بھیجدو، پھر محمد حسن تو بموجب ارشاد
ہدایت بنیاد حضرت علیہ الرحمہ کے گھر پر رہے، اور میں آپ کے
ہمراہ ہوا اور تمام آدمی میری یاد میں قریب ہوتے دوسو
کے ہونگے، مگر حضرت سید عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
آپ کے خواہرزادے فرماتے ہیں کہ سب اسّی آدمی تھے واللہ اعلم بالصواب

اور آپ کی سواری میں یکہ تھا، اس پر آپ اور سید محمد صاحب
سوار تھے اور سید عبد الرحمٰن صاحب گھوڑے پر سوار تھے،
پھر اس روز تکیہ شریفہ سے چل کر حسن گنج میں رہے، اور
دوسرے روز شب کو بعد نماز عشاء کے حضرت سید عبد الرحمٰن
صاحب سے فرمایا کہ کچھ رات رہے سے تم آگے چل کر قندھاریوں
کی چھاؤنی میں اپنے مکان کو صاف کرواکر فرش بچھوا رکھو اور
جو بھنے ہوئے چنے اور نمک مرچ پسا ہوا اور کچھ گڑ بھی تیار رکھنا،
اور ہم نماز فجر کی پڑھ کر یہاں سے سوار ہوں گے، پھر سید عبد الرحمٰن
صاحب کچھ رات رہے سے سوار نہ ہوئے اور بعد نماز فجر کے حضرت
سوار ہوئے، اور پہر دن چڑھنے کے قریب چھاؤنی مذکور میں
سید عبد الرحمٰن صاحب کے مکان میں پہنچے، اور وہ سب سامان
تیار پایا، انہوں نے گڑ اور چنے آپ کے روبرو لاکر حاضر
کئے، سب نے تھوڑے تھوڑے چابے، اور کچھ دیر سو رہے

پھر وقت ظہر سب نے اٹھ کر وضو کرکے نماز پڑھی،
اس عرصہ میں عبدالباقی خاں قندہاری واسطے ملاقات حضرت
کے آئے اور ملے، بعد کچھ دیر کے اپنے مکان کو گئے، پھر تمام
چھاؤنی کے لوگ آنے لگے، عصر کے وقت محمد حسن خاں اور
خلیل اللہ خاں بیٹے عبدالرحمن قندھاری کے اور مصطفیٰ خاں بیٹے
حسن خاں موصوف کے اور عبدالرحیم اور عبدالمعبود خاں یہ سب حضرت
کے ملنے کو آئے، ان میں سے پانچ اشرفیاں حضرت کو محمد حسن
نے نذر دیں، اور تین مصطفیٰ خاں نے اور چار خلیل خاں نے
اور تین عبدالرحیم خاں نے، اور دو عبدالمعبود خاں نے نذر کیں،
یہ سب سترہ ۱۷ اشرفیاں ہوئیں، اور کھانا عبدالباقی خاں کے
یہاں سے آیا، سب تناول طعام سے فارغ ہوئے، تب
عبدالباقی خاں صاحب سید عبدالرحمن صاحب کو اپنے پاس
بلواکر پوچھا کہ سیّد صاحب کی ملاقات کو کوئی آیا تھا،
اُنہوں نے کہا ہاں فلانے فلانے آپ کے بھانجے بھتیجے

آئے، اور نذر بھی دے گئے، چنانچہ محمد حسن خاں صاحب
نے پانچ اشرفیاں نذر کیں، اور اسی طور کسی نے تین کسی نے
چار کسی نے دو اشرفیاں دیں، جب محمد حسن خاں صاحب
کی پانچ اشرفیاں سنیں، کمال متعجب ہو کر کہنے لگے کہ سبحان اللہ
محمد حسن خاں نے پانچ اشرفیاں نذر دیں، جو کسی کو ایک
ٹکا نہ دیں، یہ گویا سید صاحب کی بابا کرامات ہے، پھر حضرت
سید عبد الرحمٰن صاحب وہاں سے سید صاحب کے پاس آئے
یہاں مرزا اسد علی بیگ کمیدان و مرزا اشرف بیگ رسالدار
کے بیٹے، چند لوگوں سے آپ کی ملاقات کو آئے تھے، اور عرض
کی کہ آپ شہر میں تشریف لے چلیں، سید صاحب نے فرمایا کہ
انشاء اللہ تعالیٰ کل شہر میں چلینگے، مرزا صاحب ممدوح بہت
خوش ہوئے، اور آپ سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو گئے،
اور اکبری دروازہ کے ایک سید میر مسکین مشہور تھے
ان کی حویلی خالی کروائی، پھر اگلی صبح کو آکر سید صاحب

کو اور تمام ہمراہیوں کو اپنے ساتھ لے گئے، اور اسی حویلی میں اتارا، اور اُنس روز سید صاحب کے مولوی عبدالرب صاحب مولانا عبدالعلی صاحب ملک العلماء کے بیٹے نے کی اور جب وقت نماز ظہر کا ہوا مسجد میں نماز پڑھی مگر مسجد چھوٹی تھی، اور آدمی زیادہ، کمال تکلیف ہوئی، اگلے روز سید صاحب نے مرزا اسد علی بیگ سے فرمایا کہ ہم لوگوں کو یہاں ہر وقت نماز کی بہت تکلیف ہوتی ہے، کوئی اور مکان تجویز کرو، جہاں کوئی کشادہ مسجد ہو، یہ بات سن کر مرزا صاحب اسی وقت یحییٰ گنج کو گئے، شیخ امام بخش نام وہاں ایک سوداگر رہتے تھے، اُنہوں نے لب دریائے گومتی شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلے پر ایک کوٹھی بنوائی تھی مگر ہنوز کہیں کہیں بلیاں باقی تھیں اُس کوٹھی کے واسطے جا کر کہا اور سید صاحب کا حال بیان کیا اُنہوں نے کہا سبحان اللہ

اس سے کیا بہتر کہ سید صاحب میری کوٹھی میں رونق
افروز ہوں، آپ جا کر بے تامل اس میں اتاریں، پھر مرزا
صاحب سید صاحب کو میر سکین کی حویلی سے اس کوٹھی
میں لے گئے، اُس روز سے شاہ پیر محمد صاحب مرحوم کے
ٹلے کی مسجد میں نماز فراغت سے پڑھنے لگے، دوسرے روز
کہ دن منگل کا تھا بعد نماز ظہر کے مولانا عبدالحئی صاحب نے کچھ
دیر وعظ فرمایا چند آدمی شہر کے حاضر تھے وہ سُن کر
بہت خوش ہوئے، انہیں نے جا کر شہر میں اپنے یاروں
آشناؤں سے چرچا کیا کہ آج تھوڑی دیر وعظ ہوا
یقین ہے کہ جمعہ کے روز خوب وعظ ہو گا اور اس کوٹھی
میں واسطے بیعت کے ہر روز صبح سے پہر رات گئے تک
جمع رہتے تھے، اتنی آپ کو فرصت نہ ملتی تھی کہ کوئی
گھڑی دو گھڑی تنہا بیٹھ کر کچھ اپنا عرض حال کرے
پھر تین روز کے بعد جب دن جمعہ کا آیا اور بکثرت

لوگ واسطے نماز پڑہنے اور وعظ سننے کے آئے بعد نماز
جمعہ کے مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم ومغفور نے سورہٗ
انبیا کا وعظ شروع کیا اور بیان یہاں تک کیا کہ عصر کا
وقت آگیا اور اس خوبی کے ساتھ صاف صاف وعظ فرمایا
کہ تمام لوگ حاضرین مجلس کیا عامی اور کیا عالم سب فریفتہ
ہوگئے اور کہتے تہے کہ کبھی ہم نے اپنی تمام عمر میں اس خوش
تقریری کا وعظ نہیں سُنا اور مولانا صاحب ممدوح کے
علم وفضل اور ذہن اور تبحر کی ان میں جو علما تہے سنیوں کے
بہی شیعوں کے بہی سب مقر ہوئے اور ہزاروں شخصوں نے
سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پہر نماز عصر پڑھ کر
سب لوگ اپنے اپنے مکانوں کو گئے پہر منگل کو بہی کچھ
دیر واعظ فرمایا اور شہر کے لوگ آپ کے وعظ پر اس
طرح فریفتہ ہوئے کہ اس کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا
جب حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمہ شاہ پیر محمد مرحوم

کے ٹیلے پر امام بخش سوداگر کی کوٹھی میں اترے سات
آٹھ دن تک ہم سب نے اپنے پاس سے کھانا کھایا بعد اس
کے ایک روز دریائے گومتی کے پار ایک شخص نے دعوت
کی، حضرت علیہ الرحمہ نے چودہ پندرہ آدمی مکان پر
چھوڑے، باقی سب کو اپنے ہمراہ رکاب لے گئے، وہاں
دعوت میں میں نے کوئی ایک روٹی گوشت کے شوربے
سے کھائی ہوگی کہ یکایک میرے پیٹ میں درد ہونے لگا
میں بے چین ہو کر اٹھا اور حضرت علیہ الرحمہ کے سامنے جاکر
کھڑا ہوا آپ نے پوچھا کیا تم نے کھانا نہیں کھایا میں نے عرض
کی کہ کھانا میں نے کھالیا پھر آپ نے پوچھا کہ تم سے کسی کے
ساتھ گفتگو تو نہیں ہوئی میں نے عرض کی کہ کسی سے
نہیں؛ آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو ہمارے ساتھ پھر کر
کھاؤ، میں نے اپنا حال عرض کیا کہ اس وقت میرے پیٹ
میں درد ہوتا ہے یہ سن کر آپ خاموش ہو رہے

اور میں وہیں کھڑا رہا، جب آپ تناول طعام سے
فارغ ہوئے تب مجھ سے فرمایا کہ جو لوگ مکان پر
ہیں ان کے واسطے تم کھانا لے کر جاؤ، اب ہم ناؤ پر
سوار ہو کر قندھاریوں کی چھاؤنی میں جاوینگے، پھر وہ
حضرت میرے سامنے ہی چھاونی کو روانہ ہوئے، میں کھانا
آدمی کے سر پر دہرا کر مکان کو آیا مگر وہ درد دمبدم
بڑھتا جاتا تھا، جیسے تیسے وہ کھانا لوگوں کو تقسیم کر کے میں
چارپائی پر لیٹ گیا، قبل مغرب کے حضرت چھاؤنی سے تشریف
لائے، لوگوں نے آپ سے میرے درد کا حال کہا آپ
سُن کر چپ ہو رہے، پھر بعد نماز مغرب کے تشریف لائے
اور مجھ سے پوچھا کہ اب کیا حال ہے، میں نے کہا الحمدللہ
بہتر حال ہے مگر درد اب تک کم نہیں ہوا، یہ سُن کر آپ تشریف
لے گئے، اسی طور دن بھر دو تین بار میرے پاس ہو کر نکلتے اور
پوچھتے کہ کیا حال ہے میں کہتا الحمدللہ ویسا ہی حال ہے، آپ

سُن کر چلے جاتے اور کچھ بات نہ فرماتے، شہر کے جو
لوگ حضرت علیہ الرحمہ کے ملنے کو آتے تھے، انہوں نے
میرا حال پُر ملال دیکھ کر حضرت سے عرض کی کہ اجازت
ہو تو ہم ان کی دوا کروائیں، آپ نے فرمایا کہ بہتر جو تم سے
ہو سکے کرے، ہر شخص کو یہ خیال تھا کہ میری دوا سے ان
کو آرام ہو تا کہ حضرت علیہ الرحمہ مجھ سے خوش ہوں مگر
خدا کی قدرت کسی کی دوا سے کچھ فائدہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک دوا
مخالف پڑتی، اور بیماری کو قریب چھ مہینے کے ہوا، آخر کو میں
دوا کرتے کرتے اکتا گیا اور دل میں خیال آیا کہ شاید یہ بیماری
اس سبب سے ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ نماز ظہر یا عصر کی پڑھ
کر مکان پر تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا اب تمہارا کیا حال
ہے، میں نے کہا الحمدللہ اچھا حال ہے، پھر آپ وہاں سے
چلے اور آپ کے پیچھے سید احمد علی سیّد زین العابدین صاحب
کے والد تھے اور ان کے پیچھے مولوی محمد یوسف تھے

ان کے پیچھے کوئی شخص اور تھے، میں نے مولوی یوسف
صاحب کا مونڈھا پکڑ کر کہا کہ دین محمد یوں کہتے ہیں، انہوں
نے اسی طور حضرت علیہ الرحمہ کا مونڈھا پکڑ کر عرض
کی، یہ سن کر آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کیا ہے، انہوں
نے کہا کہ دین محمد یہ عرض کرتے ہیں کہ دوا کرنا تو
میں نے چھوڑ دیا آج تک دوا سے کچھ فائدہ نہ ہوا
اب آپ میرے واسطے دعا کریں، پھر حضرت نے کہا
کہ دین محمد سے پوچھو کیا کہتے ہیں، انہوں نے پھر مجھ سے
پوچھا، پھر میں نے وہی کہا اور انہوں نے حضرت سے کہا،
آپ نے تین بار تکرار پچھوایا اور تینوں بار سے وہی
کہا، پھر آپ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا
کہتے ہو، میں نے عرض کی کہ آپ میرے واسطے دعا کریں
آپ نے فرمایا کہ تم چاہتے ہو، میں نے کہا ہاں چاہتا
ہوں، تب حضرت نے اپنے داہنے ہاتھ کی آستین

چڑھائی اور فرمایا کہ دعا کرو انکی شیرینی دینی پڑیگی
میں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے میں کہاں سے دونگا ہاں
اگر آپ مجکو عنایت فرما دینگے تو مضائقہ نہیں، آپنے فرمایا
ہم تو کچھ نہ دینگے، میں نے کہا پھر میں شیرینی کہاں سے لاؤنگا
کہا تو پھر کسی کو ضامن دو، میں نے مولوی محمد یوسف صاحب سے
کہا کہ آپ میرے ضامن ہوں، اُنہوں نے حضرت سے کہا کہ
آپ کی شیرینی کا میں ضامن ہوں اگر یہ نہ دیں آپ مجھ سے لیں پھر
حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنا دست مبارک میرے سر سے پیروں تک
پھیرا، اسی دم سینہ تک میرا بدن ہلکا ہوگیا اور وہ ساری
بیماری جاتی رہی، میں نے اس وقت اُٹھنے کا ارادہ کیا آپ نے کہا کہ
اب کیا حال ہے، میں نے کہا الحمد للہ اب میں اچھا ہوں، میرا
جی اُٹھنے کو چاہتا ہے، آپ نے اُٹھنے سے منع کیا، اور مولوی
محمد یوسف صاحب سے کہا کہ آپ ان کے کھانے پینے کی خبر
لیا کریں، مگر کچھ بد پرہیزی نہ کرنے پاویں، اُنہوں

نے کہا کہ یہ تو مٹھائی کے سوا اور چیز کھاتے ہیں، کنجی ان
کے پاس ہے کوٹھا کھول کر جتنی چاہتے ہیں کھایا کرتے ہیں
آپ نے فرمایا کہ کنجی ان سے لیلو اور سوا مٹھائی کے جو کھانا
مانگیں ان کو دینا، میں نے کہا میں کنجی نہ دونگا مگر اقرار
کرتا ہوں کہ چار روز تک مٹھائی نہ کھاؤنگا، آپ نے فرمایا چار
روز مٹھائی نہ کھانے سے کیا ہوتا ہے، میں نے کہا آٹھ روز
نہ کھاؤنگا بعد اس کے پھر کچھ ہی ہو مٹھائی کھاؤنگا۔ آپ
نے کہا خیر کنجی رہنے دو، پھر آٹھ دس روز میں مجھکو طاقت
چلنے پھرنے کی ہو گئی، میری کوٹھری کے سامنے حضرت کی
کوٹھری تھی۔ ایک روز میں دوپہر میں کے وقت آپ کی کوٹھری
میں گیا اُس وقت ایک شخص بڑے دونے میں تازی جلیبیاں
بہت نفیس قریب میں سیر کے ہونگی لایا وہ دونا حضرت
نے مجھکو پکڑا دیا اور اُس میں سے ایک جلیبی اٹھا کر
تھوڑی سی کھائی اور باقی اس دونے میں رکھدی

اور جو جلیبیاں لایا تھا اُس سے کہا آپ جاویں،
اس وقت ہم سوئیں گے وہ تو چلا گیا میں وہیں رہا آپ
نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے تو کئی دن سے مٹھائی نہ کھائی
ہوگی یہ سب مٹھائی تمہیں کھانا اس میں سے کسی کو نہ دینا
پھر وہ جلیبیوں کا دونا لے کر میں اپنی چارپائی پر آیا اور کچھ
جلیبیاں وہیں بیٹھ کر کھائیں اور باقی کوٹھڑی میں رکھدیں
پھر دو یا تین وقت اس میں سے کھائیں، اس میں یاد آیا کہ
میں نے حضرت کو شیرینی دینی کہی تھی، پھر ایک روز باقی جلیبیاں
لے کر میں حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس گیا آپ نے پوچھا کیا
لائے ہو، میں نے کہا آپ کی شیرینی لایا ہوں، آپ نے دیکھا
اور فرمایا یہ تو وہی جلیبیاں ہیں جو ہم نے تم کو اُس دن دی
تھیں، میں نے کہا ہاں وہی ہیں، آپ نے تو میری ملک میں
کر دی تھیں، میں اپنا مال جو چاہوں کروں، آپ نے فرمایا سچ

ہے مگر تھوڑی ہیں ہم تو اور لینگے، میں نے کہا آپ نے
کچھ وزن تو مقرر نہیں کیا تھا شیرنی کا اقرار تھا یہ سُن کر
آپ مسکرانے لگے اور فرمایا کہ خیر ہم پا چکے اب یہ بھی تمہیں
کھاؤ، پھر وہ بھی جلیبیاں میں نے کھائیں، پھر جب میں با خوبی
تندرست ہو گیا تب ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات
کو سبحان علی کنبوہ اور مرزا ہتو آئے آپ نے ان کو شاہ پیر محمد
صاحب کی مسجد کی چھت پر بیٹھنے کو فرمایا اور آپ بھی وہیں
گئے وہاں سے کچھ باتیں کرتے کرتے اور ان دنوں حضرت علیہ الرحمۃ
چرائتہ اور شاہترہ پیتے تھے، میں ایک کٹورے میں بنا کر لے
گیا وہاں معلوم ہوا کہ آپ مسجد کی چھت پر ہیں، میں
جا کر سیڑھیوں پر کھڑا رہا، آپ وہاں سے آئے اور دوا
پی، اُس وقت میں نے کہا کہ حضرت میں کچھ عرض کرونگا
فرمایا کسی اور وقت کہنا، میں نے کہا ایک ہی بات
ہے، آپ نے فرمایا کہو میں نے کہا، حضرت یہ کیا سبب تھا

کہ میں اتنے دنوں بیمار رہا اور ہر طرح کا معالجہ کیا مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا اور ہوا تو آپ کی دعا سے ہوا' آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ
نے تم کو بچا لیا' نہیں تو بچنے کی کوئی صورت نہ تھی' میں نے تکیہ
پر تم کو منع کیا تھا کہ تم مکان پر رہو ہمارے ساتھ نہ چلو
تم نے نہ مانا یہ بیماری کا صدمہ اُسی سبب سے ہوا اور تمہاری نیت
بخیر تھی کہ سید صاحب رافضیوں کے شہر میں جاتے ہیں ایسا نہ
ہو کہ وہاں کچھ جھگڑا فساد ہوا اور میں تکیہ پر ہوں تو مناسب نہیں
اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے تم کو شفا عطا فرمائی یہ کہہ کر
پھر آپ تشریف لے گئے' اور اول اس قصہ بیماری کا ایک
بیان باقی رہ گیا تھا وہ یہ ہے کہ جس روز دریائے
گومتی کے پار دعوت کھانے میں میرے پیٹ میں درد اُٹھا تھا
میں تو شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلے پر گیا تھا اور حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمہ قندھاریوں کی چھاؤنی کو تشریف
لے گئے اور وہاں عبدالباقی صاحب کے پاس ٹھہرے اُس وقت

ہتیار باندہے تہے اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ
بھی حال خیال کر کے، خان ممدوح نے کہا کہ حضرت آپ کی
سب باتیں تو بہتر ہیں مگر ایک بات مجھکو بہت ناپسند ہے اور وہ
بات آپ کے خاندان والاشان کے خلاف ہے کہ آج تک
وہ چال کسی نے نہیں اختیار کی، آپ کو وہی کام زیبا ہے
جو آپ کے آبا اور اجداد ایجاد کرتے آئے ہیں، آپ نے فرمایا
وہ کون سی بات ہے ناپسند بیان تو کرو، کہا یہ سپر تلوار
بندوق وغیرہ کا باندہنا یہ اسباب جہالت کا ہے یہ آپ
کو نہ چاہئے، اس بات کے سنتے ہی حضرت کا چہرہ مارے غصہ
کے سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ خاں صاحب اس وقت آپ
کو اس بات کا کیا جواب دوں اگر سمجھو تو بس یہی کافی ہے، یہ وہ
اسباب خیر و برکت کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کو
عنایت فرمایا کہ کفار ناہنجار اور مشرکات بد کردار سے جہاد
کریں اور خصوصا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی

اسباب سے تمام کفار اشرار کو زیر کر کے جہان میں دین
حق کو رونق بخشی، اگر یہ اسباب نہ ہوتا تو اس طرح نہ ہوتے
اور نہ تم ہوتے اور بالفرض اگر ہوتے تو خدا جانے کس دین
وملت میں ہوتے، اس وقت تم نے یہ ایسا بیہودہ کلام
زبان سے نکالا کہ جس کے سبب سے خدا کے گنہگار ہوئے، اور
دنیا میں بھی تمہارا نقصان ہوگا اس بات کو خوب یاد رکھنا، اب
اس نقصان کا بیان آگے اپنی جگہ پر مذکور ہوگا، پھر وہاں
سے حضرت علیہ الرحمۃ اٹھ کر محمد خاں صاحب کی ملاقات
کو گئے، پھر وہاں سے اسی چھاونی میں محمد حسن خاں صاحب کے
پاس تشریف لے گئے، پہلے انہوں نے لیجا کر اپنے سلاح خانہ
میں حضرت علیہ الرحمت کو طرح طرح کے ہتھیار دکھلائے
ولایتی سلاح، جدی اور ہندوستانی جدی، کہ یہ تلوار
اور یہ اس مول کی ہے اور یہ بندوق اتنے کی خرید
اس قیمت کی ہے، اتنے ~~کی خرید ہے اور یہ اتنے کی اور بعض~~

ہے اور یہ اتنے کی، اور بہت اقسام کی چھڑی پیش قبض بستور قرابین وغیرہ سب دکھلائے، پھر اپنے اصطبل میں لے گئے وہاں گھوڑے ٹٹو وغیرہ دکھلائے ان میں ایک خچر بہت اچھا اور بیش قیمت تھا سات سو روپے کا خرید اس کو بھی دکھلایا اور حضرت علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ یہ خچر بڑا تیز رو اور کمال رہوار ہے، جس وقت کوئی اس پر سوار ہوتا ہے تو پھر یہ سوائے چلنے کے فراز ونشیب زمین کا خیال میں نہیں لاتا کیسا ہی نالہ کھڈ ہو ہرگز نہیں رکتا اس سبب سے اس پر سوار ہونا مجکو نامناسب معلوم ہوتا ہے اور یہ جانور میرے کمال شوق کا ہے، آپ جناب الٰہی میں اس کے واسطے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو میری طبیعت کے موافق کردے، آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو نہیں مگر جب ہم پھر کسی روز یہاں آویں تب اس بات کی ہم کو یاد دلانا ہم ضرور دعا کرینگے پھر وہاں سے خیالی گنج میں فقیر محمد خاں صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے، انہوں نے بھی اپنے سلاح خانہ میں لیجا کر

قسم قسم کے سلاح دکھائے اور اصطبل میں لیجاکر طرح
طرح کے گھوڑے ٹٹو اونٹ وغیرہ دکھلائے اور
سوال دعوت کا کیا، آپ نے فرمایا کہ ہم تمہاری دعوت
پہلے ہی روز جب آئے تھے کھا چکے ہیں اب اس کا تکلف
کرنا کچھ ضرور نہیں، خاں صاحب موصوف نے نہ مانا کئی بار
تکرار کیا، تب آپ نے فرمایا کہ کل صبح کو اپنا آدمی ہمارے
مکان پر بھیجنا، اگر دعوت کھانا ہم کو منظور ہوگا ویسا اس سے کہلا
بھیجینگے، پھر وہاں سے آپ مکان پر تشریف لے گئے، صبح کو پھر خاں
صاحب موصوف نے اپنا آدمی نوکر محب اللہ خاں کو
آپ کی خدمت فیضدرجت میں بھیجا، حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
نے فرمایا کہ اگر خدا چاہیگا تو بعد کئی دن کے ہماری
بھی ہبر بلی جانے کی تیاری ہے، فقیر محمد خاں کو ہماری طرف
سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ جس روز ہم اپنے مکان کو
جاویں گے اس روز آپ کے یہاں دعوت کھا

لیویں گے، یہ جواب باصواب محب اللہ خاں توخیاگنجی
کو روانہ ہوئے، یہاں لوگ آپس میں اس بات کا چرچا
کرنے لگے کہ حضرت علیہ الرحمۃ تواب یہاں سے مکان پر
جانے کو فرماتے ہیں، ہم تو یہ جانتے تھے کہ آپ اس شہر
میں تین چار مہینے قیام فرماوینگے، لوگوں کو ہدایت ہوگی
اور کچھ اگرچہ اب بھی لوگوں کو ہدایت ہوئی ہے مگر ایسے
شہر میں کہ لاکھوں مسلمان ہیں، ان میں سے نو دس ہزار
کو ہدایت ہوئی تو اس کا کیا شمار، پھر بعد نماز عشا کے مولانا
عبدالحئی علیہ الرحمۃ حضرت کے پاس گئے اور عرض کی کہ میں
نے لوگوں سے سنا ہے کہ آپ دو چار روز میں مکان کو
تشریف فرما ہونگے، آپ نے کہا ہاں اگر خدا نے چاہا
تو ارادہ ضرور ہے، ہم کو مکان سے آئے ایک مہینہ سے
کچھ زیادہ ہوئے ہیں، اب کی جمعہ کے بعد نیت کوچ کی ہے
یہ بات سن کر مولانا صاحب دیر تک خاموش رہے

پہر کہا کہ افسوس کی جگہ ہے کہ چراغ کے نیچے اندہیرا ہی ہوتا ہے یہی حال قصبہ رائے بریلی کا دیکھا کہ وہاں کے لوگوں کو ہدایت کم نصیب ہوئی، اور وہی حال اس شہر کا بہی معلوم ہوتا ہے اور اگر بالفرض لاکھوں مسلمانوں میں نو دس ہزار کو ہدایت ہوئی تو کیا یہ بات سن کر حضرت علیہ الرحمۃ دیر تک سکوت میں رہے پہر فرمایا کہ مولانا صاحب کیا آپ کا دل چاہتا ہے کہ یہاں کے لوگوں کو ہدایت ہو مولانا صاحب نے کہا کہ حضرت ایسا بہی کوئی مسلمان ہوگا کہ اس بات کو نہیں چاہتا، پہر آپ نے فرمایا کہ آپ کا دل بہت چاہتا ہے کہ یہاں کے لوگوں کو ہدایت ہو مولانا صاحب نے کہا کہ ہاں حضرت میرا دل بہت چاہتا ہے حضرت علیہ الرحمۃ نے تین بار یہی پوچھا اور مولانا صاحب نے وہی کہا پہر حضرت نے فرمایا کہ مولانا صاحب ہمارا بہی دل کمال یہی چاہتا ہے پہر دیر تک چپ بیٹھے رہے پہر آپ مولانا صاحب

کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور فرمایا کہ مولانا صاحب بہت
خوب، اب آپ کمرہمت باندہئے اور اس بات کو سمجھ لیجئے کہ آپ
کو بہت محنت کرنی ہوگی نہ دن کو چین ملیگی، نہ رات کو، آج
سے کئی دن جمعہ کے باقی ہیں اگر خدا نے چاہا تو اس روز دیکھنا
کہ لوگوں کو کیسے ہدایت ہوتی ہے اور انشاءالله روز بروز
وہ ہدایت بڑہتی جاویگی، اور اب ہم نے بھی نیت مقام کی کرلی
پھر جب الله تعالیٰ کو منظور ہوگا تب مکان کو چلیں گے، اور آپ
شیخ امام بخش سوداگر کے مکان میں اترتے تھے اور دوسرا مکان
شیخ صاحب موصوف کا جس میں خود رہتے تھے وہ وہاں سے دور
نزدیک یحییٰ گنج کے تھا اور وہ کوئی چھ۶ مہینے سے بیمار تھے اور
حضرت علیہ الرحمۃ سے ان کی بسبب بیماری کے ملاقات بھی نہیں
ہوئی تھی کسی سے اُنہوں نے سنا کہ حضرت دو چار روز میں اپنے
مکان کو تشریف لیجاوینگے، پنجشنبہ کے روز اُنہوں نے اپنا آدمی
بھیجا اُس نے آکر حضرت سے کہا کہ شیخ صاحب نے سلام کہا

ہے اور یہ عرض کی ہے کہ کل جمعہ کو آپ کی دعوت ہے اور میں تو
بہت بیمار ہوں، اس سبب سے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر
نہیں ہو سکتا، میری آرزو ہے کہ اگر آپ کسی وقت میرے غریب خانہ
میں قدم رنجہ فرما دیں، تو عین عنایت اور غریب نوازی ہے
اور طعام دعوت اگر مرضی مبارک ہو تو سب صاحب مل کر
یہاں تناول فرما دیں اور اگر حکم ہو تو ہمارے آدمی وہیں
مکان پر پہنچا دیں، حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شیخ صاحب
کو ہمارا سلام کہنا اور عافیت مزاج کی پوچھنا اور انشاء اللہ
تعالیٰ ہم ان کے ملنے کو ضرور آوینگے، اور کھانے کے واسطے
ہمارے لوگوں سے پوچھو اگر وہاں کھانے کو راضی ہوں
تو وہیں جاکر کھا دیں اگر یہاں راضی ہوں تو کھانا یہاں
بھیج دینا، پھر اس آدمی نے ہم لوگوں سے پوچھا ہم نے
حضرت علیہ الرحمہ سے عرض کی آپ نے فرمایا جو بہتر جانو
کہہ دو، ہم نے کہا بہتر تو ہم کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کھانا

یہیں بھیج دیں، فرمایا یہی کہہ دو، ہم نے یہی کہہ دیا کہ کھانا
یہیں بھیج دینا، یہ سُن کر وہ آدمی رخصت ہوا، پھر دوسرے
روز جمعہ کو بیس بیس سیر کھانے کی تین دیگچی دو میں پلاؤ اور
ایک میں زردہ لے کر شیخ صاحب کے آدمی آئے اور دے کر
چلے گئے، قریب پہر دن کے اس وقت آیا ہوگا، مولوی محمد یوسف صاحب
نے حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ اجازت ہو تو کھانا لوگوں کو
کھلادیں، اس واسطے آج جمعہ کا روز ہے دو چار گھڑی میں
نمازی آنے لگیں گے پھر اس وقت کھلانے کی تدبیر نہ بنیگی،
آپ نے فرمایا کہ ہمارے لوگ بعضے بعضے دریا میں نہانے دھونے
گئے ہونگے کچھ دیر توقف کرو کہ سب لوگ آلیویں تب کھلادینا
کہا بہت بہتر، اس میں پانچ گھڑی کا عرصہ گذر گیا لوگ شہر کے
نماز کو آنے لگے اس وقت حضرت نے فرمایا کہ اب کھانا لوگوں
کو کھلا دو، مگر ایک دیگچہ پلاؤ کا ڈھک کر الگ رکھدو اور
دو دیگچوں کا زردہ اور پلاؤ کھلادو، پھر ہم کئی آدمی
لگنوں میں نکال کر کھلانے لگے، اس کھانے میں قریب ڈھائی
سو آدمیوں کے باخوبی آسودہ ہو گئے اور جو کچھ تہ دیگی

پکی وہ ہم کئی آدمیوں نے کھائی پھر کچھ عرصہ میں وقت
جمعہ کا آیا، لوگ جمع ہونے لگے اور جمعہ کو قریب ہزار بارہ
سو آدمیوں کے جمع ہوتے تھے، اس جمعہ کو قریب چار
ہزار آدمیوں کے آئے بعد فراغ نماز کے مولانا عبدالحئی صاحب
نے کچھ دیر تک وعظ فرمایا پھر لوگ مسائل پوچھنے لگے،
آپ ہر ایک کو جواب دینے لگے، اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
کے گرد اُس وقت بیعت کرنے والوں کا ہجوم تھا بیشمار آدمیوں
نے اُس روز بیعت کی، پھر عصر کی نماز پڑھ کر حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ تو چند آدمی اپنے ساتھ لے کر شیخ امام بخش سوداگر کی
عیادت کو سوار ہو گئے، اور مولانا عبدالحئی صاحب وہیں صحن
مسجد میں لوگوں کو سوالوں کا جواب دیتے رہے، جب آپ
شیخ صاحب موصوف کے مکان پر پہنچے، تب انہوں نے کئی
گھڑے شکر کا شربت بنوایا اور سب کو پلوایا، حضرت علیہ الرحمۃ
نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ آپ کو کیا عارضہ ہے اُنہوں نے

عرض کی کہ طبیب لوگ کہتے ہیں کہ اول درجہ دق کا ہے اور
مجھکو بھی دق ہی کے آثار معلوم ہوتے ہیں کہ جیسے جیسے معالجہ
طرح طرح کا ہوتا ہے اور بیماری زیادہ ہوتی ہے مگر تفاوت
کچھ بھی نہیں ہوتا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اچھا کردیگا' اپنے
دل میں کسی بات کا اندیشہ نہ کرو' اور شیخ صاحب نے اپنے
کئی نوکروں سے سنا تھا کہ ان دنوں کوئی حضرت کے ہمراہیوں
سے سخت بیمار اور جاں بلب تھا سو اس کے اوپر آپ نے ہاتھ پھیرا
فوراً اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی' یہی بات خیال کر کے حضرت
سے کہا کہ میں اُمید وار ہوں کہ آپ میرے لئے دعا کریں' جس طرح
ان دنوں آپنے اپنے کسی رفیق کے واسطے دعا کی تھی اور اُس کو
اللہ تعالیٰ نے اُسی دم صحت کامل عطا فرمائی' آپ نے پوچھا کہ
یہ بات تم نے کس سے سنی ہے' کہا فلانے فلانے نوکر بیان کرتے
تھے' آپ نے فرمایا بہتر آپ کے واسطے ہم دعا کرینگے اللہ تعالیٰ
چاہیگا اچھے ہو جاوگے' پھر آپ نے بسم اللہ کر کے اپنا
دست مبارک ان کے سر سے پیروں تک پھیرا اُسی دم

ان کا بدن سینہ تک ہلکا ہو گیا پھر دوسری بار ہاتھ
پھیرا کمر تک بدن ہلکا ہو گیا پھر تیسرا کر پیروں تک ہلکا
ہو گیا، پھر آپ نے پوچھا کہ شیخ صاحب اب کیا حال ہے
عرض کی کہ حضرت اب تو میں فضل الٰہی سے چنگا تندرست
ہو گیا اب مجکو کچھ بیماری معلوم نہیں ہوتی، اور چارپائی
سے اٹھنے کا ارادہ کیا آپ نے منع فرمایا کہ نہ اٹھو اور خبردار
ابھی چند روز کچھ بدپرہیزی نہ کرنا پھر آپ وہاں سے رخصت ہوئے
ٹیلے پر آکر نماز مغرب پڑھی بعد اس کے جب نماز عشا سے فارغ
ہوئے تب مولوی یوسف صاحب نے پوچھا کہ وہ دیگچہ پلاؤ کا
رکھا ہے اس کے واسطے کیا ارشاد ہے آپ نے کہا کہ جن
صاحبوں کو کھانے کی اشتہا ہو کھلا دو پھر انہوں نے سب سے پوچھا
سب نے کہا کہ اس وقت بھوک نہیں ہے صبح کو کھا لیویں گے
پھر ہم چند لوگ موافق معمول بیشینہ حضرت کے پاس جا کر بیٹھے کہ
آپ کچھ فرماویں ہم سنیں اس وقت مولانا عبدالحئی صاحب سے

سے آپ نے پوچھا کہ مولانا صاحب آج تو آپ کو خوب ہی
محنت بڑی ہو گی کہو کیا معاملہ گذرا اُنھوں نے کہا بعد نماز جمعہ کے
کچھ میں نے لوگوں کو وعظ ونصیحت سنائی تھی، آپ نے فرمایا کہ
خیر وعظ آپ نے کہا ہوگا مگر اس وقت سے عشا تک جو لوگ آپ
کو گھیرے تھے ان سے کیونکر فارغ ہوئے۔ کہا بعضوں کو بعض
بعض مسائل کی تحقیقات منظور تھی، اور بعضوں کو اعتراض اور
مباحثہ کرنا درکار تھا، غرض سب کو جو کچھ اُس وقت میرے
ذہن میں آیا، جواب دیا، اور ایک مرزا صاحب صبح کو دعوت
کر گئے ہیں، میری اور بیس آدمی اور کی ہے، فرمایا بہتر جائیے،
پھر صبح کو صاحب دعوت کا آدمی سواری لے کر حاضر ہوا اور
باتوں باتوں میں کہنے لگا آج فلانے فلانے مولوی اپنی اپنی
کتابیں لئے بیٹھے ہیں، چنانچہ مرزا حسن علی صاحب محدث بھی وہیں
ہیں، سو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب آپ سے مناظرہ
کرینگے، مولانا عبدالحئی صاحب نے کہا کہ ہاں مجھ کو بھی یہی

سمجھ پڑتا ہے کہ آج وہاں عجب نہیں جو کچھ مناظرہ یا مباحثہ
ہو، پھر مولانا صاحب نے یہی حال حضرت علیہ الرحمۃ کے آگے
بیان کیا کہ صاحبِ دعوت کے آدمی کی زبانی معلوم ہوا
کہ وہاں کچھ علماء واسطے مناظرہ کے جمع تھے، آپ جناب
الٰہی میں دعا کریں کہ وہاں کچھ کسی طور کا شر و فساد نہ ہو،
اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو وہاں جانا کچھ ضرور نہیں، اس
واسطے کہ طبیعت کے تیز اور صاف گو ہیں، کسی کا پاس نہ کریں گے
جو بات ہو گی صاف صاف کہیں گے، حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ سب طرح کی خیر ہو گی، وہاں شر و فساد
کچھ نہ ہو گا جو کوئی کچھ سوال کرے تو موافق کتاب اللہ اور
سنت رسول اللہ کے جواب دینا اور مناظرہ اور مباحثہ
سے کچھ غرض نہ کرنا بلکہ خدائے تعالیٰ کی جناب سے یہ اُمید ہے
کہ وہ صاحب کچھ دور تمہارا استقبال کریں گے، جیسے
علما کی تعظیم و توقیر ہوتی ہے اسی طور کریں گے، پھر

مولانا عبدالحئی صاحب علیہ الرحمۃ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی وحیدالدین صاحب اور بیس آدمی اور بھی ساتھ لے کر دعوت کھانے تشریف لے گئے، فی الحقیقت جو کچھ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا، وہی معاملہ بعینہ پیش آیا کہ انہوں نے جوان صاحبوں کے آنے کو سنا تو چند قدم مکان سے نکل کر بڑی تعظیم اور توقیر سے لے گئے، اور بہت عزت اور حرمت سے بٹھایا اور کچھ مسائل بطور استفادہ کے پوچھے، مولانا عبدالحئی صاحب نے ہر مسئلہ کا جواب معقول ارشاد کیا، پھر انہوں نے ہاتھ دھلائے، کھانا کھلایا، بعد فراغ طعام کے کچھ دیر اور بیٹھے، اس عرصہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے ہم چھ سات آدمیوں کو بھیجا کہ جاکر دیکھو تو وہاں کیا حال ہے، پھر ہم لوگ وہاں گئے، دیکھا کہ سب صاحب شاد و خرم بیٹھے ہیں، اُس وقت مولوی وحیدالدین صاحب پان کھا رہے تھے، ہم کو دیکھ کر تھوکنے کے بہانہ سے

اُٹھے، اور ہم سے آکر پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو، ہم نے کہا
کہ حضرت نے ہم کو بھیجا ہے کہ وہاں جاکر دیکھیو تو کیا حال ہے
مولوی صاحب نے کہا یہاں سب طرح سے خدا کا فضل ہے، جس
چیز کا ہم کو خیال تھا وہ یہاں کچھ نہیں ہے بلکہ یہ لوگ
کسی روز حضرت علیہ الرحمۃ کو بھی بلانے کو کہتے ہیں، خیر اب تو
آئے، لحظہ بیٹھ کر چلے جانا تمہارے بعد ہم بھی آتے ہیں،
پھر ہم وہاں سے کچھ دیر بیٹھ کر چلے آئے، پھر ہمارے مولانا
عبدالحئی صاحب بھی سب لوگوں کو لے کر آپہنچے، اور جو کچھ
وہاں حال گذرا تھا، حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ سے بیان
کیا اور کہا کہ آپ کو بھی بلانے کی ان صاحبوں نے تیاری کی ہے،
آپ نے فرمایا کہ ہم کو بلا دیں گے، ہم چلیں گے بھی، پھر دوسرے
روز اس محلہ کے کئی آدمی آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ
سے اطلاعاً بیان کیا کہ وہاں لوگوں نے آپ کو بلانے کا
ارادہ کیا ہے اور ان کی یہ نیت ہے کہ ہم کو جو کچھ گفتگو کرنا

ہے سید صاحب سے کرینگے اس واسطے کہ ان کو زیادہ
علم بھی نہیں ہے، اگر ہم نے ان کو مغلوب کر دیا تو ان کے سب
اتباع اور مرید لوگ بھی مغلوب اور لاجواب ہو جاوینگے، سو
وہاں اس بات پر تمام لوگ خوش ہیں اور ہم لوگ بھی خوش
ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب آپ کا ان سے مقابلہ ہوگا
تو دو ایک ہی کلام میں وہ سب کے سب لاجواب ہوجاوینگے
آپ نے فرمایا ہم حاضر ہیں وہ جب چاہیں ہم کو بلاویں
پھر ایک روز ان کا آدمی آدمی حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس آیا اور کہا کہ صبح کو فلانے محلہ میں فلانے صاحب
کے یہاں آپ کی اور آپ کے تمام لوگوں دعوت ہے، آپ
نے فرمایا کہ بہتر، پھر صبح کو صاحب دعوت نے سواریاں بھیجیں
حضرت نے چلنے کی تیاری کی، شہر والوں کو خبر ہوئی کہ
آج وہاں حضرت سے مناظرہ ہوگا تو اپنے لوگ اور
وہ ملا کر قریب چار سو آدمیوں کے ہونگے آپ نے فرمایا

کہ یہاں فقط ہمارے لوگوں کی دعوت ہے' اوروں کو بے اجازت جانا مناسب نہیں؛ یہ سُن کر لوگ وہاں سے متفرق ہو کر اپنی اپنی طرف چلے گئے مگر جب حضرت اپنے لوگوں کو لیکر وہاں پہنچے تو وہ بھی وہیں آکر موجود ہوئے' صاحب دعوت نے سب کو فرش پر بٹھایا' سب آدمی قریب چارسو کے تھے' اپنے کھانے کو خیال کر کے صاحب دعوت گھبرایا کہ کھانا کم ہے اور کھانے والے بہت' ان کا نام مرزا حسن علی بیگ تھا' حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کی طبیعت متردد دیکھ کر پہچانا اور کہا' مرزا صاحب ذرا یہاں ہمارے پاس تشریف لاؤ' وہ اس وقت اپنے لوگوں سے قلتِ طعام کا شکوہ کر رہے تھے' جواب دیا کہ میں حاضر ہوتا ہوں' آپ نے فرمایا کہ ابھی آؤ' وہ حاضر ہوئے' آپ نے پوچھا تمہاری طبیعت کیوں متردد سی ہے' مرزا صاحب نے بے تکلف یہی کہا کہ حضرت سلامت! کھانا تھوڑا ہے اور آدمی بہت' ہیں اس وقت مجکو بھی تردد ہے' آپ نے پوچھا' کھانا تم نے کس قدر پکوایا' کہا میں نے سو آدمیوں

کا سو آدمی میری طرف کے کھانے والے ہیں، اور دو
سو آدمیوں کا کھانا آپ کے واسطے، سو اس وقت
آدمی جانبین کے کم وبیش چھ سو معلوم ہوتے ہیں آپ
نے فرمایا کہ جو کھانا ہمارے لوگوں کے لئے ہو اس کو جدا کرکے
ہمارے لوگوں کو حوالہ کر دو، ہم جانیں اور ہمارے آدمی،
اور باقی اپنے لوگوں کا کھانا جدا کر لو، اور دوسری بات
یہ کہ جو تم نے رکابیاں منگوائی ہیں ان کو تو رہنے دو، ہمارے
لوگوں کے واسطے لگنیں اور کونڈے منگا دو اور اپنے آدمیوں
کو ہمارے کھانے کے پاس سے بلا لو ہمارے لوگ اپنے کھانے
کا آپ انتظام کر لیویں گے، پھر مرزا صاحب نے ویسا ہی کیا
دو حصہ کھانا تو ہم لوگوں کے لئے جدا کر دیا اور ایک حصہ اپنے
لوگوں کے واسطے جدا رکھ لیا، پھر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
مولوی محمد یوسف صاحب اور میاں عبداللہ اور مجکو اور ایک
چار آدمی اور کو واسطے کھلانے کے مقرر کیا اور میاں عبداللہ
صاحب سے کہا کہ تھوڑا سا کھانا کفگیر میں لاؤ تو دیکھیں کیا
کھانا مرزا صاحب نے پکوایا ہے، اُنھوں نے کہا پلاؤ

ہے اور کفگیر میں تھوڑے چاول لیکر آپ کے پاس گئے، آپ
نے دو چار چاول کفگیر سے اُٹھا کر کھا لئے اور کہا باقی چاول دیگ
میں ڈال کر اور چاولوں کی تعریف کرنے لگے کہ واہ سبحان اللہ
مرزا صاحب نے خوب ہی باریک عمدہ چاول پکوائے ہیں اور
ہم لوگ تو موٹے چاول اور کڑھی کے کھانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ
ان کے کھانے میں برکت کرے، اور ہم لوگوں سے فرمایا کھلانا
شروع کرو، پھر ہم لوگ انہیں لگنوں اور کونڈوں میں نکال
کر کھلانے لگے فضل الٰہی سے ہمارے سب آدمی باخوبی آسودہ
ہو کر کھا لیا اور تھوڑا تھوڑا ہر لگن اور کونڈے میں کھانا
بچ رہا اور کچھ دیگ میں بچا سو ہم لوگوں نے کھایا، یہ حال عجیب
وغریب دیکھ کر مرزا صاحب اور اُن کی طرف کے تمام
لوگ متحیر ہو گئے کہ یہ کیا معاملہ ہوا، پھر مرزا صاحب اپنے لوگوں
کو کھلانے کی تیاری کرنے لگے وہاں بھی قریب دو سو آدمیوں
کے جمع ہو گئے، سبب یہ تھا کہ سب کو خبر تھی کہ آج سید صاحب
اور یہاں کے علما سے مناظرہ اور مباحثہ ہوگا اکثر لوگ تماشا

دیکھنے کو آئے تھے اور کھانا وہاں سو آدمی کے کھانے کا
تھا قلت طعام کا مرزا صاحب کے دل میں تردد تھا، پھر
یہی ذکر حضرت علیہ الرحمۃ سے کیا، آپ نے فرمایا کہ جن لگنوں
اور کونڈوں میں ہمارے لوگوں نے کھایا ہے اور کچھ کھانا ان
برتنوں میں بچا ہے وہ انہیں برتنوں میں رہنے دو اور اس میں سے
نکال نکال کر کھلانا شروع کردو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا
پھر مرزا صاحب نے ویسا ہی کیا، سب لوگ کھاگئے اور دو چار
سیر پلاؤ بچ رہا، پھر تو وہ سب صاحب جو مناظرہ اور مباحثہ
کی نیت سے جمع تھے، سر بجیب عالم حیرت میں رہ گئے، کسی نے مارے
ندامت کے گردن نہ اٹھائی، بلکہ ہر ایک شخص حضرت علیہ الرحمۃ کی
اور آپ کے آبا اور اجداد امجاد کے فضائل بیان کرنے لگے کہ
آپ ایسے ہیں اور آپ کے بزرگوار اس عالی مرتبہ کے تھے پھر
اس وقت دوسرے مرزا حسن علی صاحب جو محدث تھے
اُنہوں نے دو تھان مشروع اور دو تھان چکن کے
اور ایک چھوٹا سا پاندان سفید الائچیوں سے بھرا ہوا اور

اور اس میں ایک شیشی عطر کی دھری ہوئی حضرت کے روبرو لائے اور وہ سب نذر کیا، آپ نے ہم میں سے ایک شخص کو کہا کہ یہ اسباب لیلو یہ مرزا صاحب کا تبرک ہے، اور یہ الاچیاں ہم کھا وینگے، بعد اس کے لوگوں نے بیعت کرنا شروع کیا، عورت مرد ملاکر کوئی تین سو آدمی شرف بیعت سے مشرف ہوئے پہلے تو مردوں نے بیعت کی، پھر لوگ حضرت کو اپنے اپنے گھروں میں لے گئے وہاں عورتوں نے بیعت کی، پھر وہاں سے آپ تشریف لائے اور نماز عصر شاہ پیر محمد صاحب کی مسجد میں پڑھی، پھر اگلے روز ہفتہ کو شہر کے بیشمار لوگوں نے آکر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی، ان میں سنی لوگ تو تھے ہی مگر امامیہ مذہب والے بھی بہت تھے اور پہلے ہی اکثر شیعہ لوگ بیعت کر چکے تھے، اس بات کا تمام شہر کے شیعوں میں چرچا تھا کہ جو سید صاحب رائے بریلی کے شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلے پر اترے ہیں خدا جانے ان کے پاس کیا عمل

یا سحر ہے کہ جو کوئی ان کے پاس جاتا ہے اُنہیں کا مذہب
اور طریق اختیار کرلیتا ہے، سو اس روز کسی رافضی نے چار
آدمی مسلح آپ کے مارنے کو بھیجے سو وہ چاروں شخص وقت
نماز عشا کے جس مکان میں آپ اترے تھے اس کی ڈیوڑھی میں
آکر دونوں کواڑوں کی آڑ میں دو دو آدمی چھپ رہے
جب آپ نماز عشا سے فارغ ہو کر اپنے مکان میں تشریف
فرما ہوئے اور پلنگ پر لیٹے، تو وہ بھی چاروں شخص آپ کے
پاس فرش پر بیٹھے، آپ نے دیکھا کہ یہ اجنبی ہیں، پھر آپ
نے پوچھا کہ بھائیو تم اس وقت کہاں آئے ہو، اُنہوں نے
کہا کہ حضرت ہم اپنا حال آپ سے کیا بیان کریں، سچ تو یہ ہے کہ
کہ کسی شخص نے ہم چاروں کو آپ کے مارنے کو بھیجا تھا، سو
ہم آکر اس مکان کی ڈیوڑھی میں دونوں طرف کواڑوں
کی آڑ میں لگ رہے، جب آپ مسجد سے اس طرف کو آنے لگے
اس وقت ہم کو ایک ایسی شی ہیبت ناک نظر آئی کہ اس کے

خوف سے ہماری جان قبض ہو تی تھی، نہ تو ہم اس کے خوف سے باہر دروازے کے جا سکتے تھے اور نہ ڈیوڑھی میں ٹھہر سکے، اسی میں ہم نے اپنی رہائی اور نجات دیکھی کہ اپنی اس خطا سے آپ کے سامنے تائب ہوں اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں اور اپنے اپنے پستول اور تلوار اور چھُرے چاروں نے حضرت کے سامنے رکھدئے اور کہاکہ اب ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرینگے، آپ نے فرمایا کہ ہم حاضر ہیں تم چاہو تو اپنا مطلب کرو، مگر تم نے خوب کیا، اللہ تعالیٰ نے ہم کو اور تم کو اپنے کرم سے بچالیا اور جو بیعت کرنے کو کہتے ہو یہ تو بہت بہتر بات ہے مگر تم پہلے اس سے ملاقات کر آؤ جس نے تم کو بھیجا تھا اور اپنے اس حال سے اس کو اطلاع کر آؤ، پھر آکر ہم سے بیعت بھی کرلینا، ہم تو اسی مکان میں موجود ہیں، انہوں نے کہاکہ ہم پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں، پھر وہاں جاکر اس سے ملاقات کرینگے، پھر آپ نے ان سے بیعت لی اور اپنے دو آدمیوں سے فرمایا کہ ان کو توجہ دو، وہ ان کو

توجہ دے کر آپ کے پاس لائے، آپ نے پوچھا کہ جو کچھ تم کو توجہ میں معلوم ہوا ہو بیان کرو، ہر ایک نے اپنا حال دیکھا ہوا بیان کیا، پھر رخصت ہو کر وہ اپنے مکان کو گئے، ہم لوگ بھی سو رہے، صبح کو کچھ دن چڑھے وہی چاروں آدمی چھ سات اور ذی عزت شخصوں کو اپنے ساتھ لے کر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آئے، پھر آپ ان کو لے کر ایک حجرے میں مسجد کے بیٹھے، یہ نہیں معلوم کہ وہاں اُن سے آپ نے کیا باتیں کیں، پھر انہوں نے وہیں حجرے میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کی، اور اُن چاروں شخصوں سے آپ نے فرمایا کہ جس طرح کل رات کو ہمارے آدمیوں نے تم کو بٹھا کر توجہ دیا تھا، اس طرح ان صاحبوں کو توجہ دو، پھر جب توجہ دے کر وہ آپ کے پاس ان کو لائے، آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہو بیان کرو، ہر ایک نے اپنا اپنا کشف بیان کیا اور بہت خوش ہوئے اور عرض کی کہ حضرت جو کچھ ہم جو کچھ ہم لوگوں کی زبانی سُن سُن کر اپنے گمان فاسد میں آپ کے

حق میں سمجھے تھے وہ تمام محض غلط اور لغو تھا' یہاں تو ہم نے
کچھ اور ہی کارخانہ دیکھا' فی الحقیقت آپ طریق حق پر ہیں
اور وہ سب بہتانی اور مفتری باطل پر ہیں اور یہ عرض کی
کہ حضرت اگر آپ کی توجہات اور عنایات بیغایات سے ہم
لوگوں کو زیارت حضرت مرتضیٰ علی اور حضرات حسنین علیہم
الرضوان کی نصیب ہو تو بہت خوب ہو اور پھر ہم بہت لوگوں
کو لاکر آپ کی خدمت فیضدرجت میں حاضر کریں؛ آپ
نے فرمایا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے' میرے قابو کی
نہیں ہے' مگر جناب باری میں دعا کرونگا اُمید قوی ہے کہ
انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا مطلب حاصل ہو' پھر وہ رخصت ہوکر
اپنے اپنے مکان کو گئے' پھر روز دس پندرہ آدمی فرقہ امامیہ
سے آتے تھے اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرکے سنی ہو جاتے تھے
اور توجہ میں کوئی کہتا تھا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کو دیکھا اور کوئی کہتا تھا میں نے حضرات حسنین رضی اللہ
عنہما کو دیکھا' رفتہ رفتہ اس بات کی تمام شہر میں شہرت

ہوئی کہ تمام رافضی لوگ سنی ہوئے جاتے ہیں، اس عرصہ میں
ایک روز حاجی عبدالرحیم صاحب مسجد کے قریب کنواں تھا اس
میں پانی بھرتے تھے اور میں اور میاں عبدالحکیم اور میاں عبداللہ
مسجد اور کنوئیں کے درمیان میں کھڑے تھے، اس میں ایک دو
آدمی اجنبی سر پر دوہر اوڑھے ہوئے ایک طرف سے آئے ہم نے
خیال کیا کہ ایام گرمی کے ہیں اور اس وقت جاڑا بھی نہیں ہے یہ
دوہر کیوں اوڑھے ہیں، پر ہم نے اپنے دل میں کہا کہ آدمی کی طبیعت
ہر طرح کی ہے یوں ہی اوڑھے ہونگے، مگر یہ کھٹکا دل میں رہا
جب وہ نزدیک آئے ہم تینو آدمی مسجد میں گئے اس وقت
حضرت علیہ الرحمۃ رو بقبلہ بیٹھے تھے اور بیس پچیس آدمی اور
تھے، پھر میں تو آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا اور میاں عبداللہ
صاحب سامنے اور میاں عبدالحکیم صاحب داہنی طرف کھڑے
ہوئے اور وہ دونو دوہر پوش آکر دوزانو حضرت
علیہ الرحمۃ کے سامنے بیٹھے، آپ نے ان سے ساتھ اخلاق
کے فرمایا کہ بھائیو! اچھی طرح چہار زانو ہو کر بیٹھو، پھر وہ

با فراغت چہار زانو ہو کر بیٹھے اور دوہر کے اندر سے اپنی
اپنی قرابین اور تلوار نکال کر حضرت علیہ الرحمۃ کے سامنے دہر
دی اور چہروں پر ان کے ایک بدحواسی معلوم ہوتی تھی آپ
نے فرمایا کہ کچھ فرمائیے، انہوں نے کہا کہ حضرت کیا کہیں کچھ
کہنے کی بات نہیں ہے، آپ نے تکرار اُن سے پوچھا کہ جو کچھ ہو
بے تکلف بیان کرو اُنہوں نے پھر بہت انکار کیا کہ یہ بات
قابل بیان کے نہیں اس کو آپ پوچھیں رہنے دیں ہم آپ
کے ہاتھ پر توبہ کرینگے، آپ نے فرمایا کہ توبہ تو بہت خوب ہے
مگر پہلے اپنا مطلب تو بیان کرو پھر توبہ بھی کرنا، انہوں نے کہا
کہ حضرت سلامت سچ تو یہ ہے کہ ہم دونو آدمیوں کو تاج الدین
حسین خاں نے آپ کے مارنے کو بھیجا تھا اور ہم کو کاغذ لکھ کر
مہر کردی تھی کہ جو تم سید صاحب کو مار کر آؤگے تو اس قدر
انعام دیوینگے اور جو تم مارے جاؤگے تو تمہارے اہل وعیال
کا کھانا کپڑا عمر بھر ہماری سرکار سے ملا کریگا اور وہ کاغذ

مہری ہمارے یہاں رکھا ہے، اور جب ہم دونو یہاں آپ کے
پاس آئے تو کچھ اور ہی حال دیکھا اور خیالِ فاسد سے بہت
نادم ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم جس مطلب کو آئے کیوں نہیں
کرتے ہو ہم تو حاضر ہیں۔ اور تم نے یہاں آکر کیا حال دیکھا؟
یہی بیان کرو، کہا جب سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں تب سے
اب تک دیکھتے ہیں کہ دو شخص مہیب ننگی تلواریں الم کئے ہوئے آپ
کے داہنے اور بائیں کھڑے ہیں اگر ہم آپ کی طرف ایک انگلی
بھی بدگمانی کے خیال سے اٹھادیں تو اسی دم وہ ہم کو قتل کریں
آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے داہنے بائیں تو ننگی تلواریں
لئے ہوئے کوئی نظر نہیں آتا ہے آدمی دو ایک خالی ہاتھ
کھڑے ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہاں ان کو تو سب دیکھتے ہیں ہم
ان کو نہیں کہتے وہ تو اور ہی ہیں، وہ ہم ہی کو نظر آتے ہیں
اور کوئی ان کو نہیں دیکھتا، یہ حال بیان کرکے پھر انہوں نے
آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور کہا ہم آپ کی خدمت
میں رہیں گے، تاج الدین حسین خاں کے پاس نہ جاوینگے بلکہ اپنی

جو ردو لڑکے اس محلہ سے لاکر اور کہیں رکھ دیویں گے، آپ
نے فرمایا کہ یہ بات ہرگز نہ کرنا، جیسے تم ان کے نوکر ہو اسی طرح
رہو، تمہارا وہیں رہنا بہتر ہے، انہوں نے کئی مرتبہ انکار کیا اور
کئی مرتبہ آپ نے ان کو سمجھایا، پھر وہ سمجھ کر راضی ہوئے اور
دونوں نے اپنی قرابین اور تلوار آپ کی نذر کی، آپ نے فرمایا
ہم نے نذر تمہاری قبول کی، اب ہم اپنی طرف سے تم کو دیتے
ہیں، انہوں نے کسی طور نہ مانا، پھر وہ ہتیار لے کر اپنے ایک
آدمی کو سپرد کر دیئے کہ ان کو رکھو یہ ان کی امانت ہیں ہم پھر
کسی وقت ان کو دیدیویں گے، پھر رخصت ہو کر وہ اپنے مکان
کو گئے، دوسرے روز پھر آئے، اور حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا
کہ ہم کل آپ سے رخصت ہو کر تاج الدین حسین خاں کے
پاس گئے اور یہاں جو کچھ ہم نے دیکھا تھا ان سے سب بیان
کیا، یہ حال سن کر ان کو تعجب ہوا پھر وہ ہم دونوں
کو سبحان علی خاں کے پاس لے گئے اور وہی حال ہم سے اُن کے

سامنے کہلایا وہ سُن کر دیر تک ایک سکوت کی حالت میں رہ
گئے، پھر کہا ہمارے گروہ کے صدہا آدمی سید صاحب کے
پاس گئے اور مرید ہوئے کچھ کرامت ان میں ہے تب ان
کے معتقد ہوئے اور نہیں تو کیا سب کے سب بیوقوف ہیں
پھر وہ ہم دونو کو لیکر مرزا نتھو کے پاس گئے اور یہی بیان
ان کے پاس کرایا، یہ حال سن کر مرزا صاحب نے ان کو بہت لعنت
ملامت کی کہ تم بڑے نادان ہو، بہت ہی بیجا حرکت کی تم نے
یہ بات تمہاری شان سے بہت بعید تھی، خدا نے خیر کی، وہ سید
صاحب تو بڑے بزرگ حقانی عالی خاندان ہیں، ہم ان سے
اور ان کے آبا اجداد سے خوب واقف ہیں، اب بہتر اس میں ہے
کہ کسی روز چل کر یہ قصور اپنا معاف کراؤ، پھر وہ اپنے دل میں بہت
پشیمان ہوئے فقط، پھر دوسرے یا تیسرے دن شام کو انہوں نے
چوبدار حضرت کی خدمت میں بھیجا اس نے آکر کہا کہ خان صاحب
تاج الدین خاں نے آپ کو سلام اور آداب عرض کیا ہے اور
کہا ہے کہ ہم آپ کی ملاقات کو صبح گھڑی دو گھڑی بجے حاضر

حاضر ہونگے، پھر دوسرے دن صبح کو آپ نے شاہ پیر محمد
صاحب کی مسجد کی چھت پر شطرنجی بچھوائی اور فرمایا کہ جب
وہ آدمیں تو اسی پر بٹھانا، پھر کوئی دو بجے تاج الدین حسین خاں
اور سبحان علی خاں اور مرزا نتھو آئے، لوگوں نے وہیں چھت پر
ان کو بٹھایا، پھر حضرت علیہ الرحمۃ بھی وہیں تشریف لے گئے اور
کئی گھڑی تک وہاں ان سے باتیں کیا کئے، یہ مجکو نہیں معلوم کہ وہ
باتیں کیا تھیں، پھر وہ تینوں حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت ہو
اپنے مکان کو گئے، یہ قصہ تمام ہوا، پھر جب روز جمعہ آیا تو اس
کثرت سے آدمی مسجد میں بیشتر نماز کے جمع ہوئے کہ نماز پڑھنے
کی جگہ ملنی مشکل ہوئی، بعض بعض صاحبوں نے عرض کی حضرت
علیہ الرحمۃ سے کی کہ آج نمازی اس قدر جمع ہوئے ہیں کہ مسجد
میں اُن کی گنجائش نظر نہیں آتی، اس کی کیا تدبیر کی جاوے
آپ نے فرمایا کہ وقت نماز کے دیکھا جاویگا، اُنھوں نے کہا
ہم کو معلوم ہے کہ اتنے لوگوں کی مسجد میں گنجائش نہیں ہے

جو کچھ تدبیر کرنا ہو رہی ہے آپ فرما دیویں، آپ نے کہا دو
چار صفیں قریب قریب کھڑی ہوں اس میں گنجائش ہو جاوے گی
اور پیچھے کے لوگ اپنے آگے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کریں، وقت
ضرورت کے یہ درست ہے، مگر مولانا عبدالحئی صاحب سے بھی
اس کو پوچھ لو، پھر انہوں نے مولانا ممدوح سے پوچھا آپ نے
کہا ہاں یہی مسئلہ ہے جیسا حضرت علیہ الرحمۃ نے ارشاد کیا
قبل خطبہ کے دو تین آدمی سب لوگوں سے پکار کر کہہ دیویں
کہ صفیں قریب قریب کھڑی ہوں اور اپنے آگے والوں کی
پیٹھوں پر سجدہ کریں، وقت تنگی مکان کے درست ہے، پھر
ایسا ہی ہوا کہ پچھلوں نے اگلوں کی پشتوں پر سجدہ کیا کئی صف
میں یہی حال تھا، بعد فراغ نماز کے مولانا عبدالحئی صاحب نے اس
رکوع کو " و لقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ
عالمین ہ اذ قال لابیہ و قومہ ما ھذہ التماثیل التی
انتم لھا عاکفون ہ وعظ کہنا شروع کیا اور اس کے ضمن میں
کوئی دقیقہ تعزیہ داری اور عرس اور محفل راگ اور باجے

اور گور پرستی اور پیر پرستی وغیرہ کا باقی نہ چھوڑا اور ہزاروں
سنی اور شیعہ سنتے تھے اور صدہا آدمی زار زار بیقرار روتے تھے
اور آپس میں کہتے تھے کہ سبحان اللہ آج اس بیان سے معلوم
ہوتا ہے کہ گویا آج قرآن مجید نازل ہوا ہے، افسوس کہ ہم لوگ آج
تک گمراہی میں گرفتار رہے، کسی عالم فاضل نے ہم کو اس سے آگاہ نہ کیا
اور بعد اس کے مولانا ممدوح نے اس آیت کا بیان فرمایا و لوطاً
آتیناہ حکما و علما و نجیناہ من القریۃ التی کانت تعمل الخبائث
الخ۔ اور افعال خبیثہ قوم لوط علیہ السلام کے اٹھارہ قسم کے بیان
کئے اور اس وقت تمام علما فرنگی محل اور اکثر شاگرد مولوی دلدار علی
مجتہد لکھنو کے اور مفتی غلام حضرت صاحب کہ بڑے صاحب اخلاق
اور متقی اور پرہیزگار تھے سب اس مجلس وعظ میں حاضر تھے
اور وہ افعال خبیثہ لوطیوں کے یہ ہیں، داڑھی منڈوانی لبیں
بڑھانا، پٹے رکھنا، مسی لگانا، اعلام کرنا، کبوتر اڑانا، مرغ
لڑانا، سیٹی بجانا، مرد عورت کو کنکری مار کر منہ پھیر لینا، گالی
دے کر کسی کو پکارنا، ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا، تالی

بجانا، پتنگ اڑانا، محفل میں آواز سے گوز مارنا، راہ میں گندگی ڈالنا، رنگ زعفرانی یا کسومی لباس پہننا، اس میں سے دو تین مجکو یاد نہ رہے، پھر جب یہ سب گفتگو تمام حاضرین محفل نے سنی سکتے کے عالم میں رہ گئے اور مولانا عبدالحئی صاحب نے سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ صاحبو، تم سب سے ایک عرض کرتا ہوں اس کو متوجہ ہو کر سنو اور اسکا جواب دو وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی بڑی تھی کہ تمام سینہ چھپا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ڈاڑھی بھی ایسی تھی، اہل سنت والجماعت دعوی محبت چار یار کہتے ہیں اور شیعہ لوگ حضرت مرتضی علیؓ کی محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں اور محبت کے معنیٰ یہ ہیں میل اور رغبت کرنا اس چیز کی طرف کہ جو موافق مرضی محبوب کے ہو نہ یہ کہ برخلاف رضا اپنے محبوب کے چلے، سو بڑا تعجب ہے کہ یہ دونوں فریق ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں اور دعویٰ دوستی صحابہ اور محبت اہل بیت کا منہ سے کئے جاتے ہیں، اس بات کے سنتے ہی جن صاحبوں کی ڈاڑھیاں منڈی تھیں انہوں نے منہ پر رومال باندھ لئے اور جن صاحبوں کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے تھے اسی دم پھاڑ ڈالے، اور کبوتر اڑانے والوں

اور مرغ لڑانے والوں اور پتنگ باز وغیرہ نے بھی توبہ کی اور اس
روز سے ہدایت ہوتی لوگوں کو شروع ہوئی اور اس دن حیدر یا ستا بند
مہاجن لباس فاخرہ پہنے ہوئے وعظ سن رہے تھے اس عرصہ میں اذان
عصر کی ہوئی، مولانا صاحب نے وعظ موقوف کیا اور ان ہندؤوں نے
مولانا صاحب سے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا سب حق ہے اور دین آپ
کا سچا ہے، ہم لوگوں نے جانا کہ شاید یہ مسلمان ہونے کو آئے ہیں
پھر بعد نماز عصر کے وہ سید صاحب کے پاس آئے اس وقت آپ کے
گرد کئی ہزار آدمی سنی اور رافضی حاضر تھے اور بیعت کر رہے تھے۔
اور حضرت نے اپنا دوپٹا پھیلا دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جو
اس کو پکڑے وہ ہمارا مرید ہے، پھر بعد نماز بیعت کی ان ہندؤں
نے عرض کی کہ حضرت ہم بھی اُمیدوار ہیں کہ کچھ دیکھیں جیسے آپ
کے لوگ توجہ میں دیکھتے ہیں، آپ نے فرمایا دکھانا خدا کے اختیار
میں ہے یہ بات ہمارے قابو کی نہیں ہے مگر ہم دعا کرینگے اُمید
ہے اللہ تعالیٰ تمہارا مطلب برلاوے، اور آپ نے دو یا تین مرید اپنے

سے فرمایا کہ ان کو بھی توجہ دو، پھر وہ توجہ دے کر
ان کو سید صاحب کے پاس لائے، آپ نے ان سے پوچھا
کہ جو کچھ دیکھا ہو بیان کرو، پھر ان میں سے کسی نے کہا میں
نے مہادیو کو دیکھا، کسی نے کہا میں نے ہنومان کو دیکھا اور
بہت راضی ہوئے اور انہیں ہندوؤں میں ایک کو جذام تھا
تمام چہرے پر ورم آگیا تھا اس نے کہا حضرت مجھکو یہ مرض
ہے سو میں آپ سے دعا کا امیدوار ہوں، آپ نے فرمایا کہ بہتر
ہم تمہارے واسطے دعا بھی کرینگے مگر تم ایک دوا بھی کرو، دوا یہ
ہے کہ دو یا ڈھائی سیر سبز چھاؤ کی پتی اور آدھ سیر یا ڈھائی
پاؤ سرولی کی پالیاں، ان دونوں کو ایک کورے مٹکے میں ڈال
کر پانی بھر دو آٹھ پہر کے بعد جب پانی پینے کی حاجت ہو تو
وہی پانی پیا کرو چھینے تک، اور جب وہ پانی گندا ہو جایا کرے
تب اس کو دور کرنا نئی دوا اور نیا پانی ڈالنا خدا چاہیگا تو
اس میں تم کو آرام ہو جاویگا، اسی اثنا میں ایک مسلمان نے سوال
کیا میرے گھر میں ایک عورت کو دق کی بیماری ہے آپ اس

کے واسطے دعا کریں اور کوئی دوا معلوم ہو تو ارشاد کریں، آپ
نے فرمایا کہ ہم دعا بھی کرینگے اور یہی چھاؤ اور سروالی کی دوا تم
بھی کرو انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جاویگا، پھر وہ سب خفت
ہوکر اپنے اپنے مکان کو گئے مگر وہ جدا جدا سند و ہر درس میں
آتا تھا ہم سب اس کو دیکھتے تھے کہ ہر روز اس کو آرام ہوتا
جاتا تھا یہاں تک کہ با خوبی صحیح وسالم ہوگیا، پھر ایک روز
کچھ شیرینی بھی لے کر حضرت کے پاس آیا تھا اور وہ مسلمان بھی
اکثر آپ کے پاس آکر بیان کرتا تھا کہ اس عورت کو بھی آرام
ہوتا جاتا ہے، پھر ایک روز اتفاقاً کہیں اس محلہ میں جہاں وہ شخص
رہتا تھا حضرت تشریف لے گئے سو وہ شخص حضرت کو اپنے یہاں
لے گیا اور اس عورت کو حاضر کیا اور کہا کہ یہ وہی ہے جس کو
دق کا مرض تھا سو اب اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا اور دوا سے
شفائے کامل عنایت کی، پھر اس عورت نے آپ کے ہاتھ پر
بیعت بھی کی اور اس کے توجہ دینے کو اسی مرد سے فرمایا کہ جیسے
ہمارے لوگ توجہ دیتے ہیں اسی طور تم ان کو دیا کرو، پھر

وہاں سے آپ شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر تشریف لائے یہ تو بیان
تمام ہوا، دوسرا بیان یہ ہے کہ ایک بڑی بھاری دیگ من
بھر چاول پکنے کی شیخ امام بخش سوداگر نے حضرت کی نذر کی
آپ نے قبول نہ کی، جب وہ بہت اس بات کے درپے ہوئے
تب آپ نے بطور عاریت کے رکھ لی کہ جب مکان چلینگے تب
حوالہ کر دینگے سو جس روز کہیں ہم لوگوں کی دعوت نہیں ہوتی تو
وہی ایک دیگ چاول پکا لیتے اور دال دوسرے برتن میں اور
بطور پیمانہ کے ایک چوبیں گہرا پیالہ تھا اس کو کرئی کہتے ہیں اس
میں چاول بھر بھر کر ہم نکال لیتے تھے ہر آدمی کو دو کرئی چاول
بطور حصہ کے تقسیم کرتے تھے اور وہی ابالی دال ہی بے گھی اور بے
مصالح کی، مگر ان چاولوں اور اس دال کا مزہ ایسا ہوتا تھا
کہ امیروں کے کھانے میں ہرگز نہ تھا، اور یہ بات میں از روئے
مبالغہ نہیں کہتا ہوں، حقیقۃً یوں ہی تھا، اس وقت کے جو لوگ
اب یہاں موجود ہیں سب جانتے ہیں اور اسی ایک دیگ چاولوں
میں کوئی پونے دو سو آدمی ہمارے اور بیس پچیس آدمی شہر کے
کہ ہر روز اس قدر قریب دو سو آدمیوں کے کھاتے تھے

لوگوں نے جو زبانی لوگوں کے سنا کر سید صاحب کے یہاں
دال چاول مزے کے پکتے ہیں کہ امیروں کے زردے،
سفیدے میں ایسا مزا نہیں ہوتا سو ایک روز سو سوا سو آدمی
ادہر ادھر سے وقت کھانے کے حاضر ہوئے ان کو دیکھ کر
حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی محمد یوسف صاحب سے کہا کہ
ان بھائیوں کو بھی کھانے میں شریک کر لو، مولوی صاحب نے
ان کو بھی دو دو دو کڑی چاول دئے اور اسی کے موافق دال اور
وہی ایک دیگ چاول تھے کہ کچھ اوپر تین سو آدمی کھا گئے اور
کوئی بھوکا نہ رہا   ایک امیر ذی عزت حسن علی نام،
سبحان علی خاں کے مصاحبوں میں اور انہیں کے ہمسایہ تھے، سو چار
پانچ مہینہ سے ان کو جنون ہو گیا تھا اپنے کپڑے پھاڑتے
تھے، لوگوں کو اینٹ پتھر مارتے تھے، ان کے عزیزوں میں سے
ایک صاحب آئے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے
ان کا حال بیان کیا آپ نے فرمایا کہ ان کو ہمارے
پاس لاؤ، دوسرے روز وہ پیروں میں بیکڑی اور

ہاتھوں میں ہتکڑیاں پیروں ایک چارپائی پر رسی سے باندھ کر
چار آدمیوں کے کندھے پر دھرا کر لائے اور شاہ پیر محمد صاحب
کی مسجد کے دروازے پر رکھا، حضرت کو خبر ہوئی تشریف لائے
ان کا حال دیکھا فرمایا کہ یہ تو اچھے ہیں، ان کو کھول دو اور
بیکڑی پتہ نکال ڈالو، انہوں نے کہا یہ لوگوں کو مارینگے اور
بھاگ جاوینگے، آپ نے فرمایا کہ تم کسی بات کو مت ڈرو جو ہم
کہتے ہیں سو کرو، پھر انہوں نے چارپائی سے کھولا اور بیڑیاں اور
ہتکڑیاں نکلوا ڈالیں، آپنے تھوڑا سا پانی منگوالیا اس پر کچھ پڑھا
اور ان کے منہ پر چھینٹا مارا ، ، دفعتہً ہوش میں آگئے، آپ نے
پوچھا کیسی طبیعت ہے کہا الحمدللہ اچھا ہوں، آپ نے فرمایا اگر
اچھے ہو تو اٹھ کر بیٹھو، انہوں نے جو اپنے گرد ہجوم لوگوں کا
دیکھا کہا یہ کیا معاملہ ہے، میں یہاں کیونکر آیا، آپ نے وہ بیڑیاں
اور ہتکڑیاں اٹھا کر دکھائیں کہ تم یہ پہنے تھے اور اسی سے باندھ
کر چارپائی میں تم کو لائے تھے، ان کو یہ حال سن کر تعجب ہوا
کہ آپ کیا فرماتے ہیں میں تو اچھا ہوں، آپ نے ان کے عزیزوں
سے فرمایا کہ ان کو اسی چارپائی پر لیجاؤ اور کل اسی پر پھر

ہمارے پاس پھر لانا، بعد اس کے یہ اپنے پیروں آیا کرینگے پھر وہ ان کو لے گئے، دوسرے دن پھر لائے اور دو آدمیوں نے پکڑ کے مسجد میں حضرت کے پاس بٹھا دیا، آپ نے عافیت مزاج کی پوچھی، کہا اب تو فضل الٰہی ہے، پھر اس دن سے ہر روز اپنے پیروں آنے جانے لگے، پھر سات آٹھ روز کے بعد حضرت کی دعوت کی، اس دعوت میں حضرت کے ہمراہ اپنے اور شہر کے لوگ ملا کر قریب پانسو کے ہونگے، پھر دعوت کھلا کر حضرت کو اپنے زنانے میں لے گئے، اور عورتوں کو مرید کرایا، پھر وقت رخصت کے چار پانچ تھان سفید بیش قیمت اور پچاس روپے نقد لا کر نذر رکھے، آپ نے تھان اور روپے مولوی محمد یوسف صاحب کو سپرد کر دئیے، پھر صاحب دعوت نے عرض کی کہ حضرت ایک روز اور آپ کو تشریف لانا ہوگا، آپ نے فرمایا کہ جو مطلب تمہارا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا اب اور تکلیف کرنا کچھ ضرور نہیں انہوں نے کہا یہ عین راحت ہے تکلیف کیونکر ہے

پھر دوسری دعوت کا اقرار کرکے آپ کو رخصت کیا اور
آپ بھی ہر روز آپ کی خدمت میں آیا کئے، اور ہم لوگوں
میں ہل مل گئے، پھر کئی دن کے بعد سو آدمیوں کی دعوت کرگئے
اور اس دعوت میں بہت مکلف کھانا طرح طرح کا پکوایا
پھر حضرت سو آدمیوں سے اُن کے یہاں تشریف لے گئے
اور دعوت کھائی پھر انہوں نے بعد دعوت کھانے کے پانسو
روپے آپ کی نذر کئے اور رخصت کیا شہر لکھنؤ کے
کنارے دکھن اور پچھم کے کونے میں جو بو دعلی کا تکیہ مشہور ہے
اسی کے قریب ایک محلہ کی ایک بڑھی شاہ پیر محمد صاحب
کے ٹیلے پر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس آئی اور
کہا کہ کل میرے یہاں آپ کی سو آدمیوں سے دعوت ہے
اور فلانے محلہ میں میرا گھر ہے، آپ نے فرمایا تو غریب آدمی
ہے یہ تکلیف تو نہ کر بلکہ ہم کو چاہئے کہ ہم سے جو ہو سکے
تیری خدمت کریں اور اتنے دور جاتے میں ہمارے لوگوں
کو تکلیف ہو گی، اس نے کہا میرے محلہ میں پندرہ بیس گھر

آسودہ لوگوں کے ہیں اور وہ سب سنی ہیں مگر محض فاسق اور بدعتی آپ کے طور وطریق پر اعتراضیں کیا کرتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ وہاں تک قدم رنجہ فرمادیں شاید کہ آپ کے طفیل سے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے کہ ان کو فائدہ ہو اور مجھ کو بھی آپ نے فرمایا ہم نے تیری دعوت قبول کی تیری نیت بخیر ہے مگر چار پانچ آدمی کا کھانا پکائیو، زیادہ اس سے تکلیف نہ کریو، اس نے کہا یہ تو نہ ہوگا میں تو سو آدمیوں کی دعوت کا سامان جمع کر چکا ہوں اور صبح کو میرا آدمی آپ کو لینے آویگا یہ کہہ کر چلے گئے، پھر صبح کو آدمی آیا اور آپ کو لوگوں سمیت لے گیا آپ بڈھے کے مکان میں تشریف لے گئے، بڈھی پھلکی پکا رہی تھی کسی نے کہا کہ یہ آپ کے لئے پکاتی ہے اور اس کی سیر بھر کی سو پھلکی ہوتی ہیں پھر حضرت نے اپنے لوگوں سے سو آدمی اندر بلائے اور باقی کوئی سو سوا سو آدمی باہر رہے یہ خبر بڈھے کو ہوئی کہ حضرت کے لوگ باہر اور بھی ہیں، اپنے لوگوں سے کہا یہ تو بڑی شرم

کی بات ہے آدھے لوگ کھا دیں اور آدھے نہ کھاویں، روپے لیجاؤ
اور بازار سے روٹی اور سالن لے آؤ، حضرت نے اس کے آدمیوں
سے پوچھا کہ بڑھی مائی کیا مشورہ تم سے کرتی ہیں، انہوں نے بیان
کیا کہ جو لوگ باہر ہیں ان کے لئے بازار سے کھانا منگوانے کو کہتی ہے
آپ نے فرمایا کہ مائی صاحب ہمارے لوگوں میں اس بات کا کچھ
عیب نہیں یہ آدمی ہر کہیں ساتھ رہتے ہیں جتنوں کی دعوت
ہوتی ہے اتنے کھاتے ہیں اور باقی بیٹھے رہتے ہیں، اُس نے کہا کہ حضرت
مجکو تو اس بات کا عیب معلوم ہوتا ہے میں تو سب کو کھلاؤنگی، آپ
نے فرمایا اگر تمہاری یہی خوشی ہے تو بہتر ہے، پھر آپ نے باہر والوں کو
بھی اندر بلا لیا اور بڈھی سے کہا کہ مائی صاحب جو کچھ روٹیاں پک
چکی ہیں وہ تو ہم کو دو اور جو آٹا باقی ہے (پکانے کو) وہ رہنے دو اور
وقت پکا لینا اس نے کہا ابھی تو بہت آٹا باقی ہے، آپ نے
فرمایا کہ خیر جو کچھ پک چکا ہے بہت ہے اب تم کونڈے سالن
نکالنے کو ہمارے حوالہ کرو، ہمارے آدمی آپ نکال کر کھالیونگے
اور تم الگ بیٹھ کر تماشا دیکھو اور آپ نے پوچھا سالن

کیا ہے لوگوں نے کہا دال ہے اور گوشت، آپ نے دونوں کو ایک
ہی میں ملوا دیا اور فرمایا کہ اب کونڈوں میں نکال کر کھلانا شروع
اور روٹیاں سب کے آگے دھر دو، پھر سب لوگ کھانے لگے
کھاتے ہی میں آپ نے پوچھا کہ بڑی مائی تمہارے یہاں کتنے آدمی
ہیں کہا میرے یہاں تین آدمی ہیں ایک میں ہوں اور دو اور،
آپ نے فرمایا کہ یہ اور بھائی جو حاضر ہیں اُس نے کہا یہ میرے
محلہ کے ہیں آپ نے فرمایا یہ بھی تمہارے ہی آدمی ہیں اور یہ کتنے
صاحب ہونگے کہا کوئی بیس پچیس ہونگے، آپ نے مولوی محمد یوسف
سے فرمایا کہ اتنے آدمیوں کا کھانا جدا رکھ دو ہم کھالیویں پھر
یہ کھالیویں گے، پھر ان کے لئے کھانا جدا کر دیا باقی کھانے میں ہم
سب بخوبی آسودہ ہو گئے اور کئی آدمیوں کا کھانا بچ رہا،
پھر ہمارے بعد اُنہوں نے کھایا اور سب شکم سیر ہو گئے اور ایک دو
آدمیوں کا بچ رہا یہ معاملہ دیکھ کر وہ سب کے سب دل و جان
سے حضرت کے معتقد ہو گئے اور سب نے بیعت کی اور جو ان کے
عزیز و اقربا وہاں موجود تھے ان کو گھروں سے بلا کر مرید

کرایا اور وہ بڑھی مرید ہوئی اور ایک عورت خدا معلوم کہ اس کی بہو تھی یا بیٹی، پھر وہ لوگ حضرت کو اپنے گھروں میں لے گئے اور عورتوں کو مرید کرایا اور ہر ایک نے موافق مقدور کے دس دس یا پانچ پانچ روپے نذر رکھے، پھر وقت رخصت کے آپ نے لوگوں کو فرمایا کہ بڑھی مائی تم سب کی جمعدارنی ہے اسی کے طفیل سے تم سب مرید ہوئے اور تم سب اس مائی کے وارث ہو اور کبھی اسکو کسی نوع کی ایذا نہ دینا یہ فرماکر آپ وہاں سے اپنے مکان پر تشریف لائے۔ ایک روز بعد نماز جمعہ کے شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلہ کی مسجد میں مولانا عبدالحئی صاحب نے وعظ فرمایا اور عالم و عامی امیر و غریب ہر قسم کے لوگ بیشمار حاضر تھے، بعد فراغ وعظ کے صدہا شخصوں نے غربا میں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر بیعت کی، مگر علما اور امرا سے شاید کسی نے کی ہو مجکو یاد نہیں، پھر جب رات کو بعد نماز عشا کے حضرت آرام کرنے لگے اور خاص خاص لوگ موافق دستور کے آکر آپ کے پاس بیٹھے اس وقت

مولانا عبدالحئی صاحب نے کہا کہ حضرت میں یہ چاہتا ہوں کہ
اس شہر کے کئی عالم جو نامی ہیں جیسے مولوی محمد اشرف صاحب مولوی
مخدوم صاحب وغیرہ اگر یہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں تو ان
کے سبب سے باقی علما اور بھی رجوع ہوں، پھر شہر والوں کو بڑی
ہدایت ہو اگر آپ مناسب جانیں تو دعا کریں، بہتر ہے آپ نے
فرمایا کہ مولانا صاحب تمہارا کام تو خدا اور رسول کا حکم صاف
صاف لوگوں کو سنا دینا ہے تم اس میں کوتاہی حتی المقدور نہ کرو
اور ہدایت کرنا نہ کرنا خدا کا اختیار ہے، تم اس امر میں کیوں تردد
کرتے ہو، مولانا صاحب یہ جواب با صواب سن کر چپ ہو رہے،
کچھ نہ بولے، آپ نے فرمایا مولانا صاحب آپ خاموش کیوں ہو
رہے عرض کی کہ حضرت بات حق تو یہی ہے جو آپ فرماتے ہیں مگر
کچھ ظاہر تدبیر بھی ہوتی تو بہتر تھا، آپ نے فرمایا اگر آپ کی
خوشی ہے تو ہم دعا کرینگے آگے قبول کرنا خدا کا اختیار ہے، پھر
یہ مجھکو نہیں معلوم کہ آپ نے کس وقت دعا کی مگر دوسرے روز
فرمایا کہ مولانا صاحب اب کی جمعہ کو جناب الٰہی سے قوی اُمید

ہے کہ آپ کی آرزو حاصل ہو پھر اگلے جمعہ کو ویسا ہی حال
ہوا جیسا آپ نے فرمایا تھا کہ اس روز مجلس وعظ میں مولوی
محمد اشرف صاحب اور مولوی مخدوم اور مولوی امام الدین
بنگالی اور مولوی امام الدین لکھنوی اور مولوی نصیر الدین کے بھائی
حاتم کے بازار والے اور مولوی عبد الباسط شاگرد مولوی
اشرف کے اور مولوی ابوالحسن نصیرآبادی خلیفہ مولوی انور کے
اور مولوی عبداللہ اور مولوی رحیم اللہ فرنگی محل کے اور مولوی
نجیب اللہ بنگالی اور شاہ یقین اللہ اور ان کے بیٹے مولوی عبدالوہاب
اور میر امید علی جو وہاں صاحب خدمت مشہور تھے اور باقی
اور صاحبوں کے نام یاد نہیں ہیں یہ سب حاضر تھے اور بعد وعظ
کے سب شرف بیعت سے مشرف ہوئے اکثروں نے تو وہیں مسجد
میں بیعت کی اور بعضوں نے جیسے مولوی محمد اشرف اور مولوی
مخدوم اور مولوی ابوالحسن وغیرہ تھے انہوں نے اسی روز حضرت
کو اپنے مکان پر لیجا کر بیعت کی دو بھائی جوہری
سندو لکھنو کے رہنے والے ایک سولہ سترہ برس کا اور دوسرا

تیئس چوبیس برس کا تھا سو وہ دونوں ہر جمعہ کو درس میں آتے
تھے اور وعظ سن کر سب مسلمانوں کے ساتھ چلے جاتے تھے، کسی
جمعہ کو شیخ صلاح الدین پیلی سے ان کی ملاقات ہو گئی اور ان کا
ارادہ مسلمان ہونے کا تھا، سو یہ حال انہوں نے شیخ صلاح الدین
سے پوشیدہ کہا کہ ہماری نیت یوں ہے اور کئی بار کسی وقت شیخ
صاحب ان کے مکان پر بھی گئے، پھر ایک روز شیخ صاحب نے
یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ سے بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم
ان کو جانتے ہیں کہ وہ درس میں آیا کرتے ہیں تم ان کو ہمارے
پاس لاؤ ہم ان کو اپنا بھائی بناویں یعنی مسلمان کریں، پھر شیخ صاحب
ان کے یہاں گئے اور کہا چلو حضرت تم کو بلاتے ہیں انہوں نے کہا
آج ہی چلیں یا جمعہ کو جو مناسب ہو بتاؤ، شیخ صاحب نے آکر کہا،
آپ نے فرمایا کہ جمعہ پر موقوف نہیں، جب ایمان لاویں تب ہی
بہتر، تم ان کو لاؤ، پھر شیخ صاحب دوسرے دن رات کو حضرت
کے پاس ان کو لائے، آپ نے دیر تک نظر ہدایت اثر سے اُن کی
طرف
کو دیکھا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے انہوں نے کہا کہ آپ اپنے

دین حق میں داخل کریں، آپ نے فرمایا کہ تم کو اپنے گھر کچھ
اور کام ہو اس سے بھی فراغت کر آؤ جس میں پھر وہاں سے کچھ
غرض نہ رہے اُنھوں نے کہا ہم وہاں سے فارغ البال ہو کر
آئے ہیں اب ہم کو وہاں جانے کی کچھ حاجت نہیں، آپ نے اپنے
لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے یہاں سے دو جوڑے کپڑے لیجاؤ
اور ان کو گومتی سے نہلا کر کپڑے پہنا کر ہمارے پاس لاؤ
دریائے گومتی تو وہیں شاہ پیر محمد کے ٹیلے کے نیچے ہی ہے،
اسی وقت ان کو نہلا کر پوشاک پہنا کر لائے، آپ نے ان
کو مسلمان کیا، بعد اس کے اُنھوں نے کہا کہ حضرت ہم مسلمان
اپنی رضا و رغبت سے ہوئے ہیں نہ کسی کے جبر و کراہت سے
مگر تو بھی چاہیے کہ ہمارے عزیزوں کو اطلاع ہو تو بہتر ہے
کہ مبادا کچھ شر و فساد برپا کریں چند روز آپ ہم کو پوشیدہ رکھیں
آپ نے فرمایا کیا مضائقہ تم ہمارے لوگوں میں رہو کہیں ادھر ادھر
چند روز نہ جاؤ اور انشاءاللہ تعالیٰ کچھ شر و فساد اس امر میں نہ
ہو گا، اور بڑے کا نام عبدالہادی اور چھوٹے کا عبدالرحمن اور یہ

یہی آپ نے فرمایا کہ یہ دو صاحب تو آگئے ابھی تین اور
باقی ہیں جب وہ بھی آلیویں تب یکبارگی سب کا ختنہ کرادیوں
پھر کئی روز کے ان میں سے ایک آیا اور حضرت سے کہا کہ
میں مسلمان ہونگا آپ نے فرمایا کہ بہتر اور اس کو غسل دلواکر
اور پوشاک بدلواکر کلمہ طیب پڑھایا مسلمان کیا اور نام
اس کا احمداللہ رکھا، پھر کئی روز کے بعد دوسرا آیا اور
مسلمان ہوا، پھر ایک روز تیسرا آیا وہ بھی مسلمان ہوا
آپ نے فرمایا کہ ختنہ کرادینا ان کا ضروری ہے مگر اب
آٹھ دس دن میں ہمارا بریلی کا ارادہ ہے وہیں ان کا ختنہ
کرادیا جاویگا اور یہ ہم لوگوں سے فرمایا کہ ان تینوں شخصوں
کی امانت داری میں مجکو شک ہے اسباب ان سے بچائے
رہنا، اب باقی حال ان کا حضرت جب تکیہ میں پہونچینگے تب
بیان ہوگا ایک روز حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
شاہ پیر محمد کے ٹیلہ سے قندھاریوں کی چھاونی میں ملنگ ابابق
خان کے یہاں چند لوگوں سے تشریف لے گئے ان میں ایک

میں یہی تھا خان ممدوح نے کہا کہ حضرت آج ہمارے یہاں
ولایتی یخنی پکتی ہے آپ کو کھلاویں گے ہم لوگ بہت خوش ہوئے
کہ دیکھا چاہئے کیا مزہ ہے آپ تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے چند
آدمیوں نے بیعت کی پھر آپ محمود خاں کے مکان پر گئے کچھ دیر
وہاں ٹھہرے وہاں بھی لوگوں نے بیعت کی پھر آپ وہاں سے آصف زماں
خاں اور محمد زماں خاں جوگینی کے رہنے والے امجد خاں کے ماموں
تھے ان کی ملاقات ہوگئی اور وہ دونوں رسالہ دار تھے وہاں بھی
چند لوگوں نے بیعت کی وہاں سے آپ عبدالباقی خاں کے مکان پر
آئے اس وقت وہ ولایتی یخنی پک کر تیار ہوگئی جبتک وہ یخنی
رکابیوں پیالوں میں خاں صاحب کے لوگ نکالنے لگے تب تک آپ
نے وہاں نماز عصر پڑھی، پھر اس یخنی کے برتن حضرت کے آگے اور
ہم لوگوں کے آگے دھرے گئے ان میں ایک ایک دو دو بڑے
بڑے بچے گوشت کے تھے اور تھوڑا تھوڑا شوربا مگر فقط نمک
ہی اس میں تھا اور لہسن پیاز مرچ وغیرہ کچھ مصالح نہ تھا
پھر وہ کھا کر حضرت محمد حسن خاں قندھاری کے مکان

پر گئے وہاں خاں صاحب موصوف نے بیعت کی اور کئی اشرفیاں
اور کئی تھان سفید بیش قیمت اور ایک تلوار ولایتی اور چھرا لائے
اور یہ سب آپ کی نذر کیا اور یہ کہا کہ حضرت جب آپ اُس بار
آئے تھے میں نے اپنے خچر کے لئے عرض کیا تھا اور آپ نے ارشاد
کیا تھا کہ جب ہم پھر کسی روز آویں ہم کو یاد دلانا سو آج
آپ دعا کریں آپ نے فرمایا کہ ہاں تم نے خوب موقع پر یاد دلا دیا
چلو دیکھیں تو وہ خچر کہاں ہے پھر وہ آپ کو اصطبل میں لے گئے
وہ خچر بہت بلند تھا جیسے دور کا یہ گھوڑا' آپ نے اس کے سر سے
دم تک اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ خان بھائی یہ خچر
آپ کا بہت خوب اور بڑا اصیل ہے اور اس میں تو کچھ عیب نہیں ہے'
آپ نے اپنے چابک سوار سے کہہ کہ کل اس کو خالص پور یلیح آباد تک
پھیر لاوے اور ہم کو اطلاع کرے کہ اس میں کیا عیب ہے'
اُنہوں نے چابک سوار سے کہا کہ اس کو کل یلیح آباد تک
لیجانا اور جب ادھر سے پھرتا تو آپ سے اس کا حال کہتے ہوئے

یہاں لانا، پھر حضرت وہاں سے ٹیلہ پر تشریف لائے، صبح کو وہ چابک سوار اس کو ملیح آباد تک کہ سات کوس ہے پھیر کر حضرت کے پاس لائے اور کہا کہ حضرت اب تو اس میں کچھ عیب ونقصان نہیں ہے جو اگلی اس میں شرارت تھی اب اس کا اس میں اثر بھی نہیں، آپ نے فرمایا لیجاؤ اور اپنے خاں صاحب کو ہمارا سلام پہنچانا، چابک سوار خچر لے گیا، دوسرے دن محمد حسن خاں اس پر سوار ہوئے اور اپنی چھاؤنی میں ادہر ادہر اس کو پھیرا اور موافق اپنی طبیعت کے اس کو پایا اور بہت راضی ہوئے اور اپنے آدمی کو زبانی کہ حضرت آپ کی دعا کی برکت سے جیسا میں چاہتا تھا ویسا ہی خچر ہو گیا حمایت اللہ خاں لکھنوی نے ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کے آدمیوں سے دعوت کی آپ کے ہمراہ اپنے اور شہر کے ملا کر قریب ڈھائی سو آدمیوں کے گئے اور میں جا کر ان کے دروازے پر کھڑا ہوا اور سو آدمی گن کر مکان کے اندر بٹھا دئے اور باقی باہر دروازے کے

کھڑے رہے، حمایت اللہ خاں اپنے دل میں بہت متردد ہوئے
اور اپنے لوگوں سے مشورہ کیا یعنی سو آدمیوں کا کھانا ہے اور
آدمی اندر باہر ملا کر ڈھائی سو ہونگے اور یہ بھی شرم کی بات
ہے کہ آدھے کھا دیں آدھے تماشا دیکھیں، ابھی کھلانے میں کچھ
دیر توقف کرنا چاہیئے یا گھڑی میں کھانے کی دو ایک دیگ پکائی جاوے
کسی نے یہ حال حضرت سے کہا آپ نے حمایت اللہ خاں سے پوچھا
کہ تم نے آپس میں کیا مشورہ کیا اُنہوں نے عرض کی کہ میں نے
سو آدمیوں دعوت کا کھانا پکایا تھا اور آپ کے ساتھ لوگ
بہت آئے سو یہ مشورہ ٹھہرا کر ایک یا دو دیگ چاول اور پکا لئے
جاویں یا پکا پکایا کھانا بازار سے لا دیں حضرت نے فرمایا کہ
تم کو اور آدمیوں سے کیا غرض تم سو کو کھلا دو، باقی باہر بیٹھے
رہیں گے اور کھانا پکوانا یا بازار سے منگوانا کیا ضرور اور تم تو
ہمارے ساتھ بھی معاملہ اکثر جگہ دیکھتے ہو کہ جتنوں کی دعوت
ہوتی ہے اتنے ہی کھاتے ہیں اور باقی بیٹھے رہتے ہیں اُنہوں نے

کہا آپ حق فرماتے ہیں مگر سب لوگ کھا دیں تو اور اچھا ہے
آپ نے کہا کہ تم نے ہمارے لوگوں کے واسطے کتنا کھانا پکوایا
کہا دو دیگ پلاؤ ہے اس میں سوا دیگ آپ کی دعوت کے لئے
اور پون دیگ اپنی طرف والوں کے لئے' آپ نے فرمایا کہ ہمارے
لوگوں کا حصہ ہم کو حوالہ کر دو ہم سب مل کر کھالیویں گے اور
اپنے لوگوں کا حصہ آپ تم لے لو اور جو لوگ باہر تھے ان کو بھی
اندر آپ نے بلا لئے' حمایت الدخاں نے کہا کہ حضرت مجھکو یہ
نہیں منظور کہ تھوڑا تھوڑا سب کھاویں اور سب بھوکے رہیں
آپ نے فرمایا کہ بعد کھانے کے ہر ایک سے دریافت کر لینا خدا
چاہے گا کوئی نہ بھوکا رہیگا اور اپنے لوگوں کو دیگوں کے پاس
سے بلا لو' ہمارے لوگ آپ دیگوں سے نکال کر کھلا دیویں گے اور
اپنی رکابیاں رہنے دو کونڈے اور لگنیں لاؤ' پھر مجکو فرمایا کہ
دین محمد دیگ سے چاول تم کونڈوں میں نکالو اس طرح کہ دیگ
کا منہ کپڑے ڈھکا رہے اور رکابی لے کر ایک کنارے سے
نکالنا اور دیگ کے اندر نہ دیکھنا اور جب تک نکالنا تب تک

تب تک سورہ فاتحہ مع بسم اللہ پڑھتے رہنا، پھر کونڈوں
میں رکابی سے چاول نکالنے لگا، میرے پاس آپ تشریف لائے
اور فرمایا کہ دیکھیں تو کیسے چاول ہیں، میں نے رکابی آپ کے آگے
کی اس میں سے اپنے تھوڑے چاول اٹھائے اور اس میں سے کھائے اور
باقی دیگ میں ڈالدئے اور تعریف کرنے لگے کہ حمایت اللہ خاں بھائی
تم نے خوب ہی عمدہ چاول خریدے اور بڑے مزے کے پکے ہیں پھر
کونڈے اور طاش کھانے کے سب کے آگے دھرے گئے یہاں تک
کہ سب لوگ باخوبی آسودہ ہوگئے اور تھوڑا تھوڑا برتنوں
میں بچ رہا آپ نے مجھ سے پوچھا کہ دیگ میں اور بھی کچھ کھانا
باقی ہے میں نے کہا آپ نے دیکھنے کو منع فرمایا تھا اس سبب سے
میں نے نہیں دیکھا مگر رکابی سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
چوتھائی دیگ تو ہوگا آپ نے فرمایا کہ جس رکابی سے تم نے
کھانا نکالا ہے اس میں اپنا حصہ بھی نکال لاؤ اور یہاں بیٹھ کر کھالو
پھر اس رکابی میں کھانا نکال کر میں نے کھایا پھر آپ نے

فرمایا بھائی حمایت اللہ خاں سوا دیگ کھانا جو تم نے ہم کو دیا تھا
وہ ہم نے تمہارے لئے چھوڑ دیا اور جو یون دیگ تم نے اپنے لوگوں
کے واسطے کہا تھا وہ ہم سب نے کھایا اور اب ہمارے لوگوں سے
پوچھہ دیکھو کہ کوئی شخص بھوکا تو نہیں رہا' ان کی طرف کے جتنے
لوگ تھے سب ایک تعجب میں ہوگئے کہ یہ تو عجب کرامت حضرت
کی دیکھنے میں آئی' پھر آپ نے چلنے کا ارادہ کیا' حمایت اللہ خاں
نے عرض کیا کہ آپ کچھ دیر توقف فرماویں' آپ کے سامنے ہمارے
لوگ بھی کھالیویں' پھر آپ ٹھہر گئے جب وہ لوگ فارغ ہوئے تب
وہاں سے آپ ٹیلہ پر تشریف لائے رحیم بخش خیاط
مرحوم کے بہنوئی کلو غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کی سرکار میں
خیاط خانے کے دار وغہ تھے اور رحیم بخش سے بڑی دوستی تھی اور ہر
درس میں مولانا عبدالحئی صاحب علیہ الرحمۃ کے حاضر ہوتے تھے' ایک
روز دونوں صاحب نے آپس میں مشورہ کیا کہ قرآن وحدیث
میں جو کچھ اللہ و رسول کا حکم ہے اس کے موافق عمل کرنا اس
سرکار کی نوکری میں تو بہت دشوار ہے کہ ہم سنی اور حاکم

شیعہ، اور جب تک موافق خدا و رسول کے فرمانے کے برتاؤ نہ
ہوگا تب تک مسلمانی دور ہے، اور ایک روز مرنا اور دنیا سے
سفر کرنا ضرور ہے سو خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ اس نوکری کو چھوڑ
دیویں اور چل کر سید صاحب کے دست مبارک پر بیعت کریں
اللہ تعالیٰ رزاق ہے جہاں سب کو روزی دیتا ہے وہاں ہم کو
بھی دیویگا پس یہ ارادہ کرکے دونوں صاحب نوکری سے دست
بردار ہوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں آئے
اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے، بعد اس کے اس والیِ لکھنوتے
کئی باران دونوں کو یاد کیا اور لالچ دیا کہ اپنی اپنی نوکری پر حاضر
رہیں اور ہماری سرکار سے ان کا مشاہرہ بھی زیادہ ہو جاویگا
اور یہ سب کلو دار وغہ کی زبانی کہلا بھیجا بلکہ کلو نے اس امر میں
حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ آپ ان کو فہمائش کریں کہ
لگی ہوئی نوکری کیوں چھوڑتے ہو اگر یہی تمہاری نیت ہے
رفتہ رفتہ برس چھہ مہینے میں چھوڑ دینا مگر اب حضور خاطرداری
کرتے ہیں بلاتے ہیں اس وقت چھوڑنا مناسب نہیں، میاں کلو

کی خاطر سے حضرت نے ان سے فرمایا اور سمجھایا کہ ابھی نوکری کئے
جاؤ پھر آگے چاہنا چھوڑ دینا' انہوں نے کہا کہ حضرت اب تو ہم
اپنے اللہ سے عہد کر چکے کہ اس حاکم کی نوکری نہ کرینگے اور کہیں
محنت مزدوری کر کے لڑکے بالے پالیں گے اللہ تعالیٰ رزاق ہے
جب کسی طور انہوں نے نہ مانا تب آپ نے ایک روپیہ رحیم بخش
کو دیا اور ایک احسان علی کو اور کہا اس کو خرچ نہ کرنا اس کی
برکت سے بافراغت تمہارا کام چلا جاویگا اللہ تعالیٰ تم کو محتاج
نہ کریگا' پھر ایک روز کلو داروغہ نے حضرت کی دعوت کی' رحیم بخش
حضرت کو کچھ آدمیوں سے ان کے مکان پر لے گئے پھر دعوت کھلائی
کے بعد کلو نے اور اُن کے گھر والوں نے بیعت کی اور رحیم بخش کے
باپ نے اور بی بی نے بھی بیعت کی' پھر ایک روز احسان علی نے
دس بیس آدمیوں سے اپنے مکان پر لیجا کر دعوت کھلائی
احسان علی کے پڑوس میں حسن خاں ایک شخص تھا اس کی ماں نے
ایک روز احسان علی سے کہا کہ تمہارے یہاں سید صاحب
تشریف لائے تھے اور تم مرید ہوئے میری بھی نیت تھی کہ میں
بھی حضرت کی مرید ہوں اور اپنے بیٹے حسن خاں کو بھی مرید

کراؤں اور میرا بھائی امام بخش بھی کہتا ہے کہ میں بھی مرید ہونگا
سو یہ بتاؤ کہ میں مرید ہونے میں کیا کیا سامان درکار ہے؟ میں
مفلس محتاج ہوں اگر دو تین روپے خرچ ہونگے تو میں کسی کے
یہاں سے قرض ودام لاسکتا ہوں زیادہ مجھ میں گنجائش نہیں
ہے، احسان علی نے کہا بڑی بی صاحب مرید ہونے میں تو ہمارے
سید صاحب کے یہاں کچھ بھی سامان درکار نہیں ہے اور نہ کوئی
پیسہ ٹکا خرچ کرنا پڑتا فقط بڑی باتوں کا منہ سے توبہ کرا
دیتے ہیں اسی کا نام مریدی ہے، ہمارے حضرت اور مکار پیروں
کی طرح نہیں ہیں کہ دعوت بھی کراتے ہیں اور نذرانہ بھی مانگتے ہیں
ہمارے حضرت بلکہ محتاجوں کی آپ خدمت کرتے ہیں اگر مرید
بیکار ہوتا ہے تو سعی سفارش کر کے نوکر بھی رکھا دیتے ہیں، یہ
بات سن کر وہ بڑی بی بہت خوش ہوئیں اور کہا اگر یہی بات
ہے تو ضرور مجکو مرید کرا دو، احسان علی نے کہا اس بات کا
ذمہ میرا ہے تم بے فکر رہو، پھر یہ ذکر جا کر حضرت سے کہا،

آپ نے فرمایا کہ جب ہم تمہارے یہاں دعوت کھانے گئے
تھے اسی دن تم نے کیوں نہ کہا' خیر اب ہم جس دن قندھاریوں
کی چھاونی کو جاویں ہم کو ضرور یاد دلانا ہم ان کے یہاں جائنگے
پھر ایک روز آپ چھاونی کو تشریف لے گئے' جب ادوہر سے پھرے
تب احسان علی نے یاد دلایا' آپ نے فرمایا کہ بہت خوب چلو
پھر ان کے مکان پر تشریف لے گئے' پھر ممن خاں اور اُن کے
ماموں اور کئی اس محلہ کے آدمیوں نے بیعت کی' پھر ممن خاں
کی والدہ نے حضرت کے روبرو اپنی محتاجی اور مفلسی کا شکوہ
کیا' آپ نے فرمایا کہ مطلب تمہارا کیا ہے وہ کہو بڑی بی
نے کہا میں چاہتی ہوں کہ آپ میرے واسطے دعا کریں اللہ تعالیٰ
ممن خاں کو کہیں روزی سے لگا دیوے کھانے کپڑے کی
فراغت ہو آپ نے فرمایا بہت خوب ہم دعا کرینگے' پھر آپ
وہاں سے فقیر محمد خاں کے مکان پر ہوتے ہوئے اپنے مقام
پر تشریف لائے یہ نہیں معلوم کس وقت آپ نے دعا کی
مگر احسان علی جب آپ کے پاس گئے اور ان بڑی بی

کی طرف سے واسطے دعا کے عرض کی، آپ نے فرمایا کہ میں نے
واسطے دعا کی اور جناب باری میں مستجاب ہوئی اب اللہ تعالیٰ
ان پر روزی کی فراغت کرے گا اور با خوبی فراغت ہوگی
اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے ان سے کہہ دینا کہ جبتک خدا و رسول
کے طریق پر سیدھے سیدھے چلے جاوینگے روز بروز ترقی رہیگی
اور جو بے راہی اختیار کرینگے تو وہ جانیں جیسا ہوگا آپ دیکھ
لیویں گے پھر حضرت علیہ الرحمۃ چند روز میں لکھنؤ سے بریلی
میں آئے اور کچھ دنوں میں حج کو گئے اور یہاں ممن خاں بادشاہ
غازی الدین حیدر کی سرکار میں خدمتگاروں کے دار وغہ ہوئے
روز بروز دولت و اقبال کی ترقی ہونے لگی سو سوا سو آدمی
ان کے دسترخوان پر کھانے لگے، بہت عمدہ مکان بنوایا، کوٹھی
بنوائی، مسجد بنوائی، جب حضرت حج سے تشریف لائے اور لکھنؤ
کو آئے ممن خاں کو بڑے عروج پر دیکھا بڑی دھوم سے حضرت
کی دعوت کی نذر دی پھر بریلی کو آئے وہاں سے

ہجرت کر کے واسطے جہاد کے ولایت میں تشریف لے گئے وہاں
سے مجھکو ہندوستان میں کچھ کام کو بھیجا وہاں سے میں لکھنؤ
میں آیا، ممن خاں بڑی محبت اخلاق سے پیش آئے اور حافظ
قطب الدین صاحب بھی اُنہیں کے مکان پر اترے تھے، ہر جمعہ
کو ان کی مسجد میں وعظ کہتے تھے اور شیخ فرزند علی کے پوتے
شیخ محب علی بھی ممن خاں کے رفقا میں نوکر تھے، ایک روز میں
ممن خاں کے کوٹھے کے پچھواڑے پائخانہ کو گیا وہاں ایک مکان
جدا خلوتخانہ سا تھا، اس میں تمام عورتیں بھری تھیں اور
آپس میں بول رہی تھیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ ممن خاں
کا زنانہ اور جگہ ہے یہ عورتیں کون ہیں پھر میں اسی وقت
پلٹ کر حافظ قطب الدین صاحب کے پاس گیا اور پوچھا
کہ اس کوٹھے کے پچھواڑے اس خلانے مکان میں عورتیں کیسی
ہیں، انہوں نے صاف حال کچھ نہ بتایا بہانہ کر گئے، مجکو زیادہ
خلجان پیدا ہوا پھر میں نے جاکر شیخ محب علی سے ذکر کیا
وہ کہنے لگے بھائی دین محمد اس بات کو کیا پوچھتے ہو امیروں

امیروں کا کارخانہ ہے، یہ شہر کی خانگیاں ہیں جب بادشاہ
غازی الدین حیدر یاد کرتا ہے ان میں سے دس پندرہ
ممن خاں وہاں لیجاتے ہیں وہ جس کو پسند کرتا ہے وہاں
رکھتا ہے اور باقی رخصت کر دیتا ہے، یہ بات سن کر پھر میں حافظ
قطب الدین کے پاس آیا اور کہا کہ یہ تو کارخانہ تمہارے
داروغہ کے یہاں بہت بڑا ہے وہ ہنسنے لگے میں نے کہا ہنستے
کیا ہو یہ تو رونے کا مقام ہے کہا کیونکر، میں نے کہا کہ جب
ممن خاں اور ان کی والدہ اور ان کی ماموں نے سید صاحب
کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور ممن خاں کی والدہ نے کشائش
روزی کی حضرت سے دعا کرائی تھی سید حضرت نے فرمایا تھا
کہ جب تک خدا اور رسول کی راہ پر سیدھے چلے جاؤ گے
تب تک تمہارے لئے ہر طرح کی فلاح اور ترقی روزی
کی رہیگی اور جو اس راہ کے خلاف چلو گے پھر تم جانو تمہارا
کام جانے سو اب ان کے اقبال کے زوال کا وقت آپہنچا

اور یہ بات تم میری طرف سے ممن خاں سے ضرور کہہ دینا
اس عرصہ میں کھانے کا وقت ہوا ممن خاں اور اُن کے
ماموں امام بخش بھی وہیں آئے اور مجھ سے پوچھا کیا
باتیں کرتے ہو میں نے کہا جو ہمارے سید صاحب نے فرمایا
تھا وہ باتیں کرتا ہوں پوچھا کہ کیا سید صاحب نے فرمایا
تھا میں نے کہا حافظ صاحب داروغہ صاحب سے بیان
کرو وہ ٹالنے لگے کہ ہاں کسی وقت کہہ دینگے میں نے کہا
اسی وقت کیوں نہیں کہتے ہو حافظ صاحب سے تو نہ کہا گیا
پھر میں نے کہا داروغہ صاحب یاد ہے جب آپ کی والدہ نے
حضرت سے واسطے فراخی روزی کے دعا کرائی تھی اور
حضرت نے احسان علی کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ دعا ہم نے
تمہارے لئے کی اور جناب باری میں قبول ہوئی مگر اسی کے
ساتھ یہ بھی ہے کہ جبتک خدا و رسول کے طریق پر سیدھے
چلے جاؤ گے تب تک اسی طرح کی تمہارے لئے خیر و فلاح
ہو گی اور جو تم اس کے خلاف چلو گے پھر تم جانو اور

تمہارا کام جاتے، سواب وہی وقت موجود ہے کہ تم جاتو
تمہارا کام جاتے، انہوں نے کہا کہ بھائی صاحب کیا آپ
نے خلاف دیکھا، میں نے ان عورتوں کا حال پوچھا کہ یہ
کیا معاملہ ہے، یہ سُن کر انہوں نے گردن جھکالی کچھ نہ
بولے، میں نے کہا داروغہ صاحب میری بات یاد رکھنا اب یہ
کارخانہ تمہارا تمام ہو چکا اور میں نے کہا کہ میرا بھی آپ کو
سلام ہے اب میں کبھی آپکے یہاں نہ آؤنگا، وہ ہنس ہنس کرتے رہے
میں وہاں سے قندھاریوں کی چھاونی میں محمد زماں خاں رسالدار
کے مکان پر اُترا، قدرت خدا کی چند روز نہ گزرے میں وہیں
تھا کہ محسن خاں داروغہ قید ہوگئے اور ڈیوڑھی پر پہرے بیٹھ
گئے سب اثاث البیت بادشاہ کے یہاں ضبط ہوگیا حافظ قطب الدین
بھاگ کر فقیر محمد خاں کے مکان پر جا چھپے، خاں صاحب ممدوح
نے اسی وقت بیس میں بٹھا کر لکھنؤ کے عمل سے باہر کانپور میں کہ
انگریزی عمل تھا بھجوا دیا اور یہ حال سُن کر میں جلد اپنے ٹٹو پر

سوار ہو کر رائے بریلی کو روانہ ہوا۔ ایک روز
عبدالستار حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کو اپنے یہاں لے گئے
آپ تو مرید تھے ہی، اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو بھی
مرید کرایا اور حضرت سے ذکر کیا کہ میرے والد کو گھر سے نکلے
پندرہ بیس برس ہوئے ہیں کچھ خبر نہیں ہے نہ معلوم جیتے
ہیں یا مر گئے تو دل کو تسلی ہو آپ نے پوچھا کہ ان کا نام کیا
ہے کہا قادر بخش، آپ نے کچھ دیر تک سکوت کیا پھر فرمایا
تمہارا باپ زندہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملاقات
ہوگی، لوگوں نے از راہ تعجب کے عرض کی کہ یہ بات آپ
کہاں سے فرماتے ہیں اور اگر زندہ ہیں تو کہاں ہیں اور کب
ملاقات ہوگی، آپ نے کہا میں الہام سے کہتا ہوں مگر
یہ نہیں کھلی خبر کہ وہ کہاں ہیں اور کب ملینگے یہ سُن کر سب کو
تسلی ہوئی کہ الحمدللہ زندہ تو ہیں اور جب خدا چاہیگا ملا
بھی دیویگا، پھر کئی شخصوں نے کو ان میں سے ایک ایک روپیہ

عنایت کیا اور ہر ایک سے کہہ دیا کہ اس کو حفاظت سے رکھنا
اللہ تعالیٰ اس میں برکت کرے گا، ان میں ایک کا نام امیر علی
تھا وہ اسمٰعیل گنج میں عطاری کی دوکان کرتے تھے اور دوسرے
نام معلوم نہیں، اور باقی اور لوگوں سے فرمایا کہ ہم روپے کے عوض
تمہارے لئے دعا کرینگے اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں برکت کریگا
پھر آپ وہاں سے شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر تشریف لائے اور میں اکثر
کہیں چاول خریدنے کو کہیں گھوڑے کے مصالح لینے کو اسمٰعیل گنج
چلا کرتا تھا اور امیر علی کی دوکان پر گھڑی دو گھڑی بیٹھتا تھا
ایک روز امیر علی نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت کو کس کھانے سے بڑا
شوق ہے، میں نے کہا بہت شوق تو آپ کو ماش کی ابالی
ہوئی کھچڑی یا مولی یا لک کے ساگ ڈالی ہوئی دال اور جو
گیہوں کی روٹی سے البتہ شوق ہے یا سر دیانی سے یا اور ثرید
کے اقسام سے زیادہ رغبت ہے، اور شیرینی مٹھائی تو آپ
بہت کم کھاتے ہیں، اور سوا اس کے جو کچھ حاضر ہوتا ہے تناول

فرماتے ہیں، یہ سن کر امیر علی کئی بار تبرید بنا کر بہت بکلف
کیوڑہ گلاب ڈال کر آپ کے واسطے لائے، اور آپ نے خوش
ہو کر نوش فرمائی، اسی طور ایک دن اور تبرید بنا لائے
اور آپ پیتے تھے اور تعریف کرتے تھے کہ واہ امیر علی بھائی خوب
تبرید بنائی ہے، اس وقت میں نے امیر علی کو کہا کہ اب تم حضرت
سے کچھ سوال کرو، انہوں نے عرض کی کہ حضرت میرے حق میں
دعا کریں، آپ نے فرمایا کہ ہم نے تم کو ایک روپیہ تو دیا ہے
اور کیا چاہتے ہو، عرض کی کہ ہاں روپیہ آپ نے عنایت کیا
ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو اور دنیا
میں سوا خدا کے کسی کا محتاج نہ رہوں، آپ نے پوچھا کہ تم
دوکان کرتے ہو، کہا ہاں عطاری کی دوکان کرتا ہوں فرمایا
کیا دوکان میں چاہتے ہو وہ کچھ نہ بولے، آپ نے مولوی محمد
یوسف سے کہا، کہ یوسف جی ان کے واسطے دعا جمعرات کو ہمیں
یاد دلانا، اور فرمایا بھائی امیر علی اللہ تعالیٰ کی رضامندی
کے کام کئے جاؤ وہ آپ تم سے راضی رہیگا، مگر یہ نہیں معلوم

کہ آپ نے کس وقت دعا کی، مگر جب آپ بریلی کو تشریف لے گئے اور عبدالستار بھی آپ کے ہمراہ رکاب گئے اور وہاں چندروز آپ کی صحبت فیض درجت میں رہے اس عرصہ میں عنایت الٰہی سے امیر علی کی دوو کانیں ہو گئیں اور خوب چلنے لگیں، انہوں نے عبدالستار کو خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا سے یہاں روزی کی کشائش کی ہے اور دو دکانیں عطاری کی چلنے لگیں تم چند روز یہاں آؤ، اور حضرت کو بھی آداب و تسلیمات لکھا تھا عبدالستار نے وہ خط حضرت کو دکھایا، آپ نے ان کو رخصت فرمایا، پھر چند روز میں امیر علی اور عبدالستار دونوں آئے امیر علی تو اپنی طرف سے کئی شیشی گلاب اور کیوڑے کی اور کئی شیشیاں عطر کی اور کئی جوڑے جوتے کے اور کئی ٹوپیاں اور ازار بند حضرت کو لائے، اور عبدالستار اسی طور کا کچھ اسباب حق کے واسطے آپ نے دعا کی تھی ان کی جانب سے لائے، پھر یہ اسباب نذر کر کے کئی روز کے بعد امیر علی تو لکھنو کو گئے اور عبدالستار میں

مرے' پھر جب تیاری حج کی آپ کرنے لگے تب عبدالستار کو رخصت
کیا' آپ نے کہ اپنی ماں اور عزیز واقربا سے ملاقات کر آؤ
پھر جب ملاقات کر کے عبدالستار آپ کے پاس آئے اور آپ
قافلہ لے کر حج کو روانہ ہوئے اور مع الخیر شہر کلکتہ میں داخل
ہوئے' آپ کے قدوم ہدایت لزوم کی وہاں شہرت ہوئی ہزاروں
آدمی واسطے ملاقات کے آنے لگے' اسی شہر میں عبدالستار کے باپ
بھی دلالی کرتے تھے سنا کہ ایک سید صاحب رائے بریلی سے آئے ہیں
اور حج کو جاتے ہیں' وہ بھی ایک دن ملنے کو آئے اور آپ سے
مصافحہ اور معانقہ کیا' آپ نے ان کی گفتگو ہندوستانی سنی پوچھا
تمہارا وطن کہاں ہے اور نام کیا ہے' انہوں نے کہا میں لکھنو کا
رہنے والا ہوں نام میرا قادر بخش ہے' آپ نے ان کو ٹھہرایا اور
اپنے لوگوں سے فرمایا کہ عبدالستار کو بلا لو' قادر بخش نے پوچھا'
عبدالستار کون صاحب ہیں' فرمایا کہ وہ آویں تو ہم بتادیں
اس میں عبدالستار آکر حاضر ہوئے' آپ نے کہا کہ تمہارے والد

قادر بخش ہیں ان سے ملو، دونوں صاحبوں کو کمال خوشی ہوئی اور گلے لگ کر بہت ملے، انہوں نے بیٹے کا حال پوچھا بیٹے نے باپ کا پوچھا، پھر قادر بخش آپ کے ساتھ حج کو گئے، وہاں سے آکر بی بی اپنی سے ملے، پھر حضرت کے ساتھ ہجرت کرکے جہاد کو گئے اور بعد لڑائی موضع سیدو کے بھی میں نے ان کو دیکھا، اب نہیں معلوم کہ جیتے ہیں یا مر گئے واللہ اعلم بالصواب

ایک روز بعد نماز جمعہ کے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ مولوی محمد اشرف صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے اور اسی روز مولوی صاحب نے آپ کے دست مبارک پر بیعت بھی کی تھی اور ان کے مردانے مکان میں ایک کنواں تھا، حضرت سے عرض کی کہ اس کوئیں کا پانی نہایت سرد ہے مگر شور ہے اگر شیریں ہوتا تو تمام محلہ والوں کو فائدہ عام ہوتا آپ اس کے واسطے جناب الٰہی میں دعا کریں، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے چاہے شور کو شیریں کر دے یا شیریں کو شور اس وقت

آپ نے بھی فرمایا' پھر وہاں سے مکان پر تشریف لائے
کئی دن کے بعد آپ پھر تشریف لے گئے' پھر مولوی صاحب نے
وہی دعا کا سوال کیا' آپ نے فرمایا کہ ہم آپ کی بات بھول
گئے' مگر اب انشاء اللہ تعالیٰ دعا کریں گے' مگر مجکو یہ نہیں معلوم
کہ آپ نے کب دعا کی' مگر کئی روز کے بعد مولوی محمد اشرف صاحب
نے ایک صراحی پانی اُسی کویں کا بڑے تکلف سے اپنے خدمتگار
کے ہاتھ واسطے حضرت کے بھیجا کہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ
نے پانی میٹھا کر دیا' آپ نے پیا اور تھوڑا تھوڑا بہت لوگوں
کو پلایا اور خدمتگار سے فرمایا کہ ہماری طرف سے مولوی صاحب
کو مبارک دینا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا کنواں میٹھا کر دیا اور شاہ
پیر محمد کی مسجد کا کنواں ہے' اس کا پانی بھی کھاری ہے اور
ایک دوسرا کنواں وہیں ٹیلہ پر ہے اس کا پانی بھی سرد ہے
اور شور تھا' مولوی محمد اشرف صاحب کے کویں کا حال سُن
کر اور پانی پی کر حضرت سے عرض کی کہ اس مسجد کا کنواں
کھاری ہے اور بہت لوگ محلہ کے اس کا پانی لیجاتے

ہیں مگر اور خرچ میں صرف ہوتا ہے پینے کے کام میں نہیں آتا اگر آپ کی دعا کی برکت سے یہ بھی شیریں ہو جاوے تو لوگوں کو بہت فائدہ ہو' آپ نے سن کر کچھ جواب نہ دیا پھر انہوں نے اسی طرح دوسرے کوین کے واسطے کہا' آپ نے فرمایا اچھا ہم دعا کرینگے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اس کا پانی شیریں کر دیوے' پھر آپ نے کسی وقت دعا کی ہوگی مگر مجکو نہیں معلوم' لیکن جب دوسرے جمعہ کو مولوی محمد اشرف صاحب ٹیلہ پر آپ کی ملاقات کو آئے' تب آپ نے اس کوین کا پانی منگا کے مولوی صاحب کو پلایا' مولوی صاحب نے کہا سبحان اللہ یہ بھی ہمارے ہی کوین کا سا سرد بھی پانی ہے اور شیریں بھی' اس میں اور اُس میں کسی چیز کا کچھ فرق نہیں

حمایت اللہ خاں نے ایک بار اول سو آدمیوں سے آپ کی دعوت کی جس کا مذکور آگے ہو چکا ہے اور دوسری بار بھی سو آدمیوں سے آپ کی دعوت کر گئے اس بار

حضرت کے ساتھ قریب دو سو آدمیوں کے گئے سو آدمیوں
کو تو حضرت نے اندر بٹھایا اور باقی لوگ دروازے کے
باہر رہے، خاں صاحب موصوف نے اول دعوت کی طرح
پر اپنے لوگوں سے مشورہ کیا کہ باہر کے لوگوں کے کھانے کی کیا،
تدبیر کریں باہر والوں کو خبر ہوئی کہ یہاں یہ مشورہ ہے،
حمایت اللہ خاں سے بلا کر کہا کہ تم ہمارے کھانے کا کیوں فکر
کرتے ہو جن کی دعوت ہے انہیں کو کھلاؤ ہم تمہارے یہاں
کھانے کو نہیں آئے ہیں اور تم تو خود جانتے ہو کہ حضرت کے ساتھ
جانے کو سب جاتے ہیں مگر کھانا وہی لوگ کھاتے ہیں جن کی
دعوت ہوتی ہے، انہوں نے کہا یہ بات تو سچ کہتے ہو مگر دنیا
داری میں اس بات کا ضرور خیال ہوتا ہے، انہوں نے کہا
دنیا داری کا معاملہ دنیا داروں سے کیا چاہئے ہم دنیاداروں
سے کرنا کیا ضرور، یہ خبر حضرت کو پہنچی آپ نے حمایت اللہ خاں
سے بلا کر کہا کہ تم کیوں اس بات کا اندیشہ کرتے ہو ہمارے

حصے کا کھانا جو منگوایا ہو وہ ہم کو حوالہ کردو اور اپنے لوگوں کا آپ
جدا رکھ لو ہم اپنا کھانا چاہتے سب مل کر کھاویں گے وہ حضرت
کا مطلب سمجھ گئے، عرض کی جدا کرنا کیا ضرور آپ کے لوگ کھالویں
جو بچے گا ہمارے آدمی کھالویں گے، پھر آپ نے باہر والوں کو
بھی اندر بلا کر بٹھایا مگر پچیس تیس آدمی نہ آئے اور کہا ہم کھانا
نہ کھاوینگے اور حمایت الدخاں کی طرف والوں کو اپنے
لوگوں کے ساتھ بٹھایا اور مجھ سے فرمایا کہ تم تین بار سورہ مزمل
پڑھ کر کونڈوں میں چاول نکالنا شروع کردو دو دیگ پلاؤ
تھا میں نے ویسا ہی کیا فقط ایک ہی دیگ میں چاول سب شکم سیر ہو گئے
اور ایک دیگ چاول بچ رہے مگر تھوڑے سے چاول میں نے اس
میں سے بھی نکالے کہ اس میں بھی برکت ہو جاوے بعد فراغ تناول
طعام کے آپ نے فرمایا کہ بھائی حمایت الدخاں ایک دیگ
چاول بچ رہے باقی ہیں ان کو تم جو چاہو سو کرو تم کو اختیار
ہے پھر وہاں سے اپنے مکان پر تشریف لائے حکایت

میر امید علی خدامی لکھنؤ میں مشہور شخص تھے لوگ کہتے تھے کہ اس
شہر کے صاحب خدمت ہیں مگر حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ وہ
صاحب خدمت اور قطب تو نہیں ولیکن بہت صالح اور بے نظیر
آدمی ہیں، ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر تھے اور ان
کے خدام کا لوگ ذکر کرنے لگے، حضرت نے فرمایا کہ بیماری اور تندرستی
اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہ اپنے بندہ کے واسطے برا
نہیں چاہتا ہے کوئی کام اس کا حکمت سے خالی نہیں ہوتا مگر
ہر ایک کی فہم ناقص میں نہیں آتا ہے اگر خدا اپنے بندہ سے راضی
ہو تو اس کے لئے وہاں جنت میں ہمیشہ عیش و آرام ہے اس
راحت کے آگے چند روز کا یہ رنج کچھ حقیقت نہیں اور فرمایا
کہ سید بھائی تم کیا چاہتے ہو کہا مجکو اس کی رضامندی منظور
ہے یہی آپ میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو
یہ مرض رہے یا جاوے اس سے میرا کچھ نہیں مطلب، فرمایا
بہت خوب ہم دعا کرینگے، پھر انہوں نے عرض کی کہ میرے
گھر میں آپ کی لونڈی پر جن کا اثر ہے سو وہ دوسرے تیسرے

روز سر پر آیا ہے اور اس بیچاری کو ستاتا ہے' آپ نے فرمایا
کہ اب کی بار جب آوے تو ہمارا سلام اس سے کہہ دینا پھر وہ
جو کچھ کہے تم ہم کو خبر کرنا' پھر وہ حضرت کے پاس سے اپنے گھر گئے
ایک روز وہی جن ان کی بی بی پر آیا' اُنہوں نے کہا کہ تم کو سید صاحب
نے سلام کہا ہے وہ کچھ خبر نہ ہوا' انہوں نے دوسرا کر کہا کہ تم کو
ہمارے سید احمد صاحب نے سلام کہا ہے' اس نے سلام کا
جواب دیا اور کہا اب ہم ان پر کبھی نہ آوینگے اور جاتا رہا اُنہوں
نے یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ سے جا کر بیان کیا' آپ نے فرمایا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کبھی نہ آویگا اور یہ کہا کہ سید بھائی
میں نے آپ کے واسطے دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور
راضی ہوا اب تم عیش و آرام سے پیر پھیلا کے سو و چین کرو

منیڈو خاں رسالدار کے سواروں کی وردی باناتی ٹوپی
اور باناتی ہی کرتے اور پائجامہ تھا اور وہ لولو کے سوار کہلاتے
تھے اور اس لقب سے ان کو کمال عار معلوم ہوتی تھی مگر
زبان خلق کی کون بند کرے اور مولوی نور محمد جو ولایت

میں حضرت علیہ الرحمۃ کے حالات کے روزمرہ کے کاتب تھے
ان روزوں رسالدار ممدوح کے پاس نوکر تھے سو وہاں رسالے
کے اکثر سواروں نے یہ مشورہ کیا کہ اگر کسی روز حضرت سید صاحب
ہماری لین میں تشریف لاتے تو بہت لوگوں کو ہدایت ہوتی اور
وہاں شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر سب لوگ جا بیٹھ سکتے اور کئی افسروں
نے کہا کہ بات تو بہت خوب ہے اگر یہاں آویں تو ہم ان کی دعوت
بھی کریں مگر کسی کو بھیجا چاہئے جو آپ کو لا دے، پھر مولوی نور محمد
کو اور ایک شیخ دفعہ دار تھے ان کو بھیجا، ان دونوں صاحبوں نے یہ
تمام کیفیت آکر حضرت سے عرض کی، آپ نے فرمایا کہ بہت خوب
ہم ضرور چلیں گے مگر جس دن بلانا منظور ہو تو کوئی آدمی بھیج دینا
اور کھانا بے اطلاع ہمارے نہ پکوانا انہوں نے قبول کیا وہاں سوائے
بیعت کرنے کے بعضے بعضے صاحب اور بھی کسی مطلب کے آپ سے عرض کریں گے
آپ نے فرمایا کیا مضائقہ، پھر دونوں صاحب رخصت ہو کر
اپنی لین میں آئے، بعد دو یا تین دن کے وہی دونوں صاحب

کئی آدمیوں سے آپ کو لینے کو آئے، کوئی دوسو آدمی سے آپ
وہاں تشریف لے گئے، بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو فرش پر بٹھایا
اور تین چار سواروں نے بیعت کی، اس عرصہ میں منیڈو خاں کے
بھائی عبداللہ خاں آپ کی ملاقات کو آئے اور عرض کی آپ
یہاں سے فارغ ہو کر میرے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرماویں
آپ نے فرمایا کہ بہتر ہم آوینگے، پھر عبداللہ خاں اپنے مکان کو
گئے، مولوی نور محمد نے حضرت سے کہا کہ میں نے جو ٹیلہ پر عرض
کی تھی کہ سوائے بیعت کے کچھ اور بھی عرض کی جاویگی، سو وہاں
رسالدار صاحب کے مکان پر آپ کے آنے سے یہی مطلب ہے
اور ان میں ایک عرض ان کی یہ ہے کہ تمام شہر میں ہم لوگوں
کا لقب لوٹوسوار کہتے ہیں، اس لقب سے رسالدار صاحب بہت
عار اور ندامت معلوم ہوتی ہے، اس لقب کے چھوٹنے کے
لئے آپ سے دعا کراوینگے اور دوسری عرض یہ کرینگے کہ جیسے
بادشاہی اور رسالداروں کی حضور سے بڑی بڑی لاکھوں روپوں
کے یہاں علاقہ دلاہیں اور ہم جس دن سے اس سرکار

میں نوکر ہوئے ہیں، سواس نوکری کی ہمارے واسطے آج تک
ترقی کی صورت نہیں ہوئی، اس کے لئے بھی آپ سے دعا کراونگا
اور تیسری عرض ہم لوگوں کی طرف سے جناب عالی میں یہ ہے
کہ اکثر اوقات مہمان و مسافر ہماری ابن لین میں اترتے ہیں اور
ہم لوگوں میں اس قدر وسعت نہیں کہ کھانا کھلانے سے ان کی
خبرلیں، سو وہ بیچارے بھوکے فاقہ کرکے سو رہتے ہیں اور رسالدار
صاحب خبر نہیں ہوتے کہ مہمان مسافر یہاں کے کچھ کھاتے ہیں
یا نہیں سواگر آپ اس امر کا انتظام ان کی طرف سے لگا دویں
تو یہ بڑا کار ثواب ہے، آپ نے فرمایا کہ واہ مولوی صاحب
تم نے یہ بات بڑے ہی کام کی کہی انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تدبیر
ہم ضرور کرینگے، پھر آپ منیڈو خاں کے مکان پر گئے وہاں
منیڈو خاں اور عبد اللہ خاں نے بیعت کی اور وہی دونوں
باتوں کی جس کی اطلاع آپ سے مولوی نور محمد صاحب نے
پہلے کی تھی، آپ نے فرمایا ہم اس امر میں دعا کرینگے اور اللہ تعالیٰ سے

اُمید ہے کہ تمہاری دونوں حاجتیں روا فرما دے مگر اس کے ساتھ
اللہ فی اللہ ایک اور بھی کام ہے کہ جس قدر اس کا التزام اپنے اوپر
مضبوط رکھوگے اسی قدر تمہاری ترقی اللہ تعالیٰ روز بروز زیادہ
کریگا اور جتنا اس میں قصور کروگے اتنا ہی اس میں فتور واقع ہوگا
عرض کی کہ وہ کیا بات ہے' آپ نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے جو تمہاری لین
میں مہمان و مسافر اترا کرتے ہیں فاقہ سے سو رہتے ہیں ان کا خبر گیران
کوئی نہیں ہوتا' یہ ایک صورت نزول غضب الٰہی کی ہے' تم کو اللہ تعالیٰ
نے رئیس نامدار بنایا ہے تم ان کے موافق مقدور اپنے کے خبر لینا
اور جبتک اس کا التزام اپنے ذمہ نہ رکھوگے اللہ تعالیٰ سے اُمید
ہے کہ تمہارے اقبال و دولت اور جاہ و ثروت کی ترقی رہیگی
اور جس قدر اس میں بقصور واقع ہوگا اسی قدر اس میں فتور پڑیگا
اُنہوں نے کہا کہ جو کچھ میسر ہوگا اور میں کھاؤنگا وہ ان کو بھی
کھلاؤنگا - یہاں تک کہ اگر میں پلاؤ کھاؤنگا وہ ان کو کھلاؤنگا
اور جو میں چنے چباؤنگا تو ان کو بھی چبواؤنگا' آپنے فرمایا

واہ پٹھان بھائی اگر یہ نیت تمہاری ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ سب
مطلب تمہارا باخوبی پورا ہوگا اور ہم تمہارے واسطے ضرور دعا
کرینگے، پھر حضرت وہاں سے ٹیلہ پر تشریف لائے اور چند روز میں
بریلی کو روانہ ہوئے اور وہاں عبداللہ خاں نے اپنے رسالہ کے
افسروں کو حکم سنادیا کہ جو مہمان و مسافر مسکین و محتاج ہماری
لین میں اترا کرے ہم کو اطلاع کیا کرو، اور مولوی نور محمد کو اس کا
داروغہ کیا کہ جو مہمان و مسافر یہاں اترے اس کو نقد پیسے یا جنس
ہماری طرف سے دلوادیا کرو، پھر بعد دو ڈھائی مہینے کے منڈو
خاں نے اپنی ترقی و بہبودی کا حال لکھ کر حضرت کو بھیجا کہ جب آپ
لکھنؤ سے بریلی کو فرما ہوئے، یہاں ایک روز حضرت ظل سبحانی
یعنی پادشاہ غازی الدین حیدر نے ہمارے رسالہ کا جائزہ
لیا اور نواب فتح علی خاں کپتان حاضر تھے، جناب عالی نے اپنے
پستول کی جوڑی دکھائی کہ ایسے ایک ہزار جوڑے پستول کے
ہوتے تو ان سواروں کو دیتے، کپتان نے عرض کی کہ ،

جناب عالی کے سلاح خانہ میں اس قسم کی کئی ہزار جوڑیاں
ہیں فرمایا حاضر کرو، دوسرے روز کپتان موصوف نے ہزار جوڑی
پستول اسی قسم کے حاضر کئے، جناب عالی نے ہمارے رسالہ کے
سواروں کو عنایت فرمائے اور وردی بھی بدلوا دی اور وہ لولو کا
لقب ہی موقوف کرا دیا اور خیراباد کا علاقہ بھی ہم کو ہوا اور بہرائچ
کے علاقہ ہونے کی اُمید ہے فقط، پھر کچھ دنوں میں جب ان کو
بہرائچ کا علاقہ بھی ہو اتب تو مسکینوں مسافروں کی اطلاع
کو صبح اور شام ترم بجوانا شروع کیا کہ جو مسکین و مسافر لبن
میں اترا ہو آوے اور ہمارے دسترخوان پر ہمارے ساتھ کھاوے
اور اکثر وقت تناول طعام کے سرِ مجلس کہتے کہ بھائیو یہ جناب
سید صاحب کی دعا کا سبب ہے اور یہی حال مسافر پروری کا
برسوں رہا، جبتک نیڈو خاں جیسے پسر بعد انتقال اون کے
چند روز بیٹوں نے بھی وہ ہی کارخانہ جاری رکھا، مگر اس
کا التزام نہ ہو سکا بلکہ عبد اللہ خاں نے بارہا تاکیداً

اپنے بھتیجوں سے کہا کہ دستر خوان مسافروں کا موقوف نہ
ہونے پاوے، یہ جاہ وجلال تمہارے والد کا سید احمد صاحب کی
دعا سے ساتھ اسی شرط کے تھا کہ جس قدر محتاج برادری میں
کوشش کروگے اسی قدر اللہ تعالیٰ دولت واقبال میں ترقی رکھے
گا اور جو اس میں قصور کروگے تو اس میں فتور واقع ہوگا مگر
منظور الٰہی نہ تھا انہوں نے کچھ نصیحت پر خیال نہ کیا چند سال
میں وہ کارخانہ جاتا رہا جب حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلہ پر اترے، آپ کے
قدوم ہدایت لزوم کی شہر میں جابجا شہرت ہوئی اور بیشمار لوگوں
نے بیعت کی، میر اسید علی خدامی اور شاہ یقین اللہ اکثر آپ
کی خدمت بابرکت میں آتے تھے اور منشی جینکا کے مکان پر بھی
جاتے تھے، ایک بار دونوں صاحب نے حضرت کے اوصاف
حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ منشی صاحب کے سامنے بیان
کئے، منشی صاحب کو حضرت کی ملاقات کا اشتیاق ہوا، انہیں

دونوں صاحبوں میں کہا کہ سید صاحب کو یہاں بلایا چاہیے
اور ان کی ضیافت بھی کرنی چاہیے، اور انہیں کو بھیجا کہ تمہیں
جاؤ اور دعوت کر آؤ، پھر وہ حضرت کے پاس آئے اور منشی
صاحب کی طرف سے پیغام دعوت دیا، آپ نے قبول کیا، پھر
ایک روز ان کے مکان پر تشریف لے گئے، بڑی دھوم سے
منشی صاحب نے دعوت کی اور بعد کھلانے دعوت کے آپ کے
دست مبارک پر بیعت کی، اور منشی صاحب کا چھ سات برس
کا ایک بیٹا تھا بازو اور گلے میں بہت تعویذ پہنے ہوئے منشی صاحب
کی والدہ نے ایک ٹوکری میں شیرینی اور اس لڑکے کو ہمراہ
کیا اور میرا سید علی سے کہا کہ اس لڑکے کی طرف سے یہ حضرت
کو نذرانہ لیجاؤ وہ حضرت کے پاس لائے، آپ نے اس لڑکے
کو اپنی گود میں بٹھایا پیار کیا اور سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے
واسطے دعا کی اور منشی جینگا سے کہو کہ اس لڑکے کو واسطے پڑھا لڑکے
شاہ یقین اللہ صاحب کے سپرد کرو اور اس کے بازو اور گلے
اور اس کے بازو اور گلے کے تعویذ نکال ڈالے اور فرمایا اب

تعویذ اس کو نہ پہنانا اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو، اور یہ بیٹا ہمارا
ہے، اللہ تعالیٰ اس کو نیک بخت اور سعادتمند کریگا، پھر خود
منشی صاحب نے کہا کہ آپ میرے حق میں دعا کریں، اول تو یہ
کہ اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بخیر کرے اور مجھ سے راضی ہو اور دوسرے
یہ کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ سوا اپنے کسی کا محتاج نہ کرے اور
اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے مجکو روٹی بہت دی ہے کچھ کمی
نہیں بادشاہ کے یہاں ان دنوں میر منشی گری کا ایک عہدہ
میرے لئے تجویز ہوا تھا مگر حاسدوں نے کوشش کرکے ایک ہندو
کو دلوادیا اگر پہلے سے میرا نام نہ ہوتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا اب
اس میں ہمچشموں کے سامنے ندامت سی معلوم ہوتی ہے، آپ نے
ان کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ جناب باری سے اُمید ہے
کہ تمہارا مقصود پورا ہوگا، پھر جب لکھنؤ سے رائے بریلی کو آپ
تشریف لائے، منشی صاحب نے اطلاعاً حضرت کو لکھا کہ آپ
کی دعا سے میرے معاملہ کی درستی ہونے لگی ہے، اللہ تعالیٰ سے
اُمید ہے کہ گوہر مقصود ہاتھ آویگا اور منیڈ دخاں کا

حال بھی لکھا کہ جو آپ نے ان کے لئے دعا کی تھی سو جناب الٰہی میں
مقبول ہوئی، بادشاہ کے یہاں سے فلاں فلاں علاقہ ان کو ہوا
پھر کئی روز میں دوسرا خط اس مضمون اس کا یہ تھا کہ اس عہدہ پر آپ کی
دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو سرفراز فرمایا ۔ ایک شخص ٹاٹبانی جوتوں
کی سوداگری کرتی تھی، ایک روز وہ میر امید علی کے ہمراہ حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس آئے اور بیعت کی، پھر آپ نے کسی سے فرمایا اسکو توجہ دیا توجہ میں
ان کو حالات عجیب و غریب معلوم ہوئے، پھر جب اپنے گھر گئے اپنی
برادری والوں سے ذکر کیا ان میں سے دس بارہ آدمیوں کو اشتیاق
ہوا کہ ہم بھی دیکھیں کیا معاملہ ہے، پھر جب جمعہ کے دن شاہ پیر محمد کی
مسجد میں گئے اور بڑے وعظ سنا اور حضرت امیر المومنین سے عرض کی
کہ کسی روز آپ ہمارے غریب خانہ پر تشریف فرماہوں وہاں ہم بھی
اور ہماری برادری والے اور بھی مرید ہونگے اور دعوت بھی آپ کی
سو آدمیوں سے کرینگے، آپ نے فرمایا کہ ہم تمہارے یہاں چلینگے مگر
دعوت کا تکلف نہ کرو کہ تم غریب لوگ ہو، عرض کی کہ آپ کی دعوت
تو ہم ضرور کرینگے، بے اس کے ہم کو تسلی کیونکر ہو، پھر ایک روز

مقرر کر گئے اس دن سو آدمیوں سے حضرت کو لے گئے اور دعوت
کی اور آپ بھی مرید ہوئے اور اپنی عورتوں کو بھی مرید کرایا، اور جیو
میراں سید علی کے ساتھ اول روز مرید ہو آئے تھے ان کا گھر وہاں
سے کچھ دور اور محلہ میں تھا، عرض کی کہ میرے یہاں بھی تشریف لے
چلئے میرے اہل و عیال بھی بیعت کرینگے پھر وہاں سے فراغت کرکے آپ
ان کے مکان پر گئے عورتوں نے بیعت کی، پھر اس صاحب خانہ نے اپنی
محتاجی اور ناداری کا شکوہ کیا، آپ نے اپنے لوگوں سے پوچھا کسی
کے پاس کوئی روپیہ ہے ایک نے حاضر کیا آپ نے لیکر ان کو دیا
اور فرمایا کہ اس کو کبھی نہ خرچ کرنا اسی کی برکت سے جو اور
پانا اٹھانا اللہ تعالیٰ تم کو روزی کی فراغت دیوےگا، ان کے
بھائی لوگ جو اس دن مرید ہوئے تھے وہ بھی سائل ہوئے کہ
ہم کو بھی تبرک عنایت ہو، آپ نے فرمایا ہم تمہارے لئے دعا
کرینگے، انہوں نے عرض کی کہ آپ دعا بھی کریں اور تبرک بھی
دیویں، فرمایا بہتر ہے کسی وقت ہمارے مکان پر آنا تم کو بھی
روپیہ دیوینگے، پھر دوسرے دن میراں سید علی کے ساتھ پانچ آدمی

آئے، حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ ان کو توجہ دو اور اللہ
کا نام تعلیم کرو، پھر توجہ دے کر ان کو حضرت کے پاس لائے
جو کچھ جس نے مراقبہ میں دیکھا تھا آپ کے سامنے بیان کیا پھر
اُمید علی نے عرض کی کہ یہ لوگ ترک کے امید وار ہیں حضرت
نے اپنے لوگوں سے کہا کوئی روپیہ کسی بھائی کے پاس ہو تو لاوے
دو روپے حاضر کئے فرمایا اور بھی ہوں تو لاؤ تین روپے اور
آئے، آپ نے پانچوں روپے اپنے ہاتھ میں لئے اور کچھ دیر الٹ
پلیٹ کئے پھر پانچوں کو دے دئے اور کہا ان کو خرچ نہ کرنا ان
کی برکت سے جو اور روپے اللہ تعالیٰ تم کو دے وہ صرف
کرنا اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اپنے گھر کی عورتوں کو
ہمیشہ تاکید کرتے رہنا کہ کسی طور کا شرک نہ کریں اور جو
اللہ تعالیٰ تم کو روزی کی فراغت دیوے تو نیت خالص جہاد
فی سبیل اللہ کی رکھنا خواہ جان سے خواہ مال سے اور جو نیت
خالص نہ ہوگی تو تمہارے حق میں نقصان ہوگا اس بات کو
خوب سمجھ لو، انہوں نے عذر کیا کہ نیت کی جہاد کی اگر اپنے

جانے سے کریں اور جاویں تو یہاں اہل وعیال کی ہمارے
کون خبر لیوے اور کون کھانا کپڑا دیوے اور جو نیت جہاد مالی
کی کریں تو ہمارے پاس مال کہاں ہے، فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تم کو
مال و دولت دیوے تب تم پر حکم ہے بغیر اس کے نہیں، پھر سب نے
اس کا عہد کیا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرینگے اور آپ نے میر اسید علی
کو تاکید مزید فرمائی کہ تم ان کی عورتوں کو نماز روزہ کے بھی مسائل
تعلیم کیا کرنا اور رخصت کیا وہ اپنے اپنے گھر گئے چند روز میں حضرت
تو لکھنؤ سے بریلی کو تشریف لائے یہاں ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے
خوشحال اور صاحب مال کر دیا ۔۔ ایک شخص خدا بخش نام گومتی
کا جو راج گھاٹ ہے وہاں لکڑی کی دوکان کرتے تھے میں اکثر انہیں
کی دوکان سے لکڑی لاتا تھا، ایک روز وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم
کہاں رہتے ہو اور کس کے واسطے لکڑیاں لینے آتے ہو، میں نے کہا
کہ شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر ہمارے سید صاحب بریلی کے اترے ہیں
اور اس قدر ان کے ہمراہ آدمی ہیں وہاں سے میں آتا ہوں اور
تمام حضرت کی پیری اور مریدی کا میں نے بیان کیا ان کو

حضرت کی ملاقات کا اشتیاق ہوا، مجھ سے کہا کہ میں بھی چاہتا ہوں
کہ حضرت سے چل کر ملوں اور مرید ہوں، میں نے کہا بہتر ہے جب چاہو
چلو اختیار ہے کہا اچھا، دوسرے یا تیسرے دن میں اس کا جواب دونگا
جمعرات کو لکڑیاں خریدنے میں ان کی دکان پر گیا اور وہ جواب
ان سے طلب کیا، انہوں نے کہا حضرت کی دعوت کے واسطے اس قدر
دال چاول میں نے جمع کئے ہیں، سو تم اپنے یہاں پکا لینا، مجھ سے
اس کا انتظام نہ ہوگا پھر وہ سب سامان لیکر جو میں نے اس دن
ایک روپیہ کی لکڑیاں لی تھیں وہ بھی اپنی دعوت میں لگا لیں اور
مجھ کو بھی معالج لیا اور میرے ساتھ گئے، میں ان کو حضرت کے پاس
لے گیا اور ان کا حال عرض کیا فرمایا کہ بہتر دعوت ان کی رکھو اور
میاں خدابخش کو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا آپ کا کیا ارادہ
ہے عرض کی کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرونگا، آپ نے وہیں
ان سے بیعت لی اور حاجی پیر محمد کو سپرد کیا کہ ان کو توجہ دو پھر
انہوں نے ان کو توجہ دیا، اس میں ان کا کچھ اور ہی طور ہو گیا کہ
صدہا لوگ دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کا کیا حال ہو گیا، پھر

حضرت نے فرمایا کہ ان کو بوڑھے حاجی کے سپرد کر دو وہ ان
کو اس طور سے تعلیم کریں کہ بالکل یہ اپنے کاروبار سے معطل نہ ہو جاویں
اور خدا کا طریق بھی پا دیں، اور میاں خدابخش سے کہہ دیا کہ کل جمعہ
کو تمہاری دعوت ہمارے یہاں پکے گی تم بھی آنا، پھر ان کو رخصت
کیا کچھ دیر میں وہ آ پہونچے اور کہا کہ میں جس وقت اس بنگلہ
سے باہر گیا معلوم ہوا کہ گویا میں آگ میں جاتا ہوں اور جب وہاں
سے ادھر چلا تو دل کو ایک آرام اور راحت ملی، گویا بہشت میں
جاتا ہوں، پھر حضرت نے ایک اپنا آدمی ساتھ کر دیا کہ تھوڑی دور
ان کو پہنچا آؤ، پھر اس دن تو وہ نہ آئے دوسرے دن جمعہ کو چار
پانچ گھڑی دن چڑھے آئے حاجی بڈھے نے ان کو توجہ دیا پھر
کچھ دیر میں کھانا تیار ہوا کم وبیش دوسو آدمیوں نے ہمارے اور ساٹھ ستر
شہر والوں نے شکم سیر ہو کر خدابخش کے روبرو کھایا اور فقط
وہی معمولی ایک دیگ کھانا تھا یہ حال دیکھ کر خدابخش کو اور
بھی تعجب نظر آیا زیادہ حضرت کے معتقد ہوئے پھر دو پہر

کو کچھ دیر حضرت سو رہے، جب وقت نماز جمعہ کا آیا آپ
اٹھے استنجے کو گئے وہاں سے آکر وضو کیا کپڑے بدلے کنگھی کی اس
وقت کسی سے پانی پینے کو مانگا اس نے آبخورے میں دیا کچھ آپ
نے پیا اور باقی خدابخش کو دیا لوگوں نے اشارہ کیا کہ اسے پی لو
اُنہوں نے پی لیا، پھر مل کر نماز کو گئے، بعد نماز جمعہ کے مولانا عبدالحیٔ
صاحب نے وعظ فرمایا لوگوں نے سنا اور حضرت علیہ الرحمۃ کا
یہ دستور تھا کہ جب مولانا عبدالحیٔ یا مولانا اسمٰعیل وعظ فرماتے
تو آپ وہاں سے ٹل جاتے یا دور فاصلہ سے بیٹھتے، اس لئے کہ آپ
کے روبرو دونوں صاحبوں کی جرأت نہ تھی کہ کچھ تقریر کر سکتے
سو اس وقت حضرت مسجد کے اتر طرف در میں بیٹھے تھے جب
وعظ ہو چکا میاں خدابخش آپ کے پاس آئے اور شکایت کی
کہ جو کچھ کل مجھ پر ایک نشہ کی سی حالت سپاری وطاری تھی وہ
اب نہیں معلوم ہوتی ہے اس کا کیا سبب، اور وہی حالت مجھکو
پسند ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ حالت اس سے بہتر ہے، اس میں

تم اپنے کاروبار سے جاتے رہتے اور اس میں تمہارے دونوں
کام جاری رہیں گے، پھر انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ
کے شرف بیعت سے میرے اہل وعیال بھی مشرف ہوں اس
کی کیا تدبیر کروں، آپ نے فرمایا کہ کسی روز قندھاریوں کی
چھاونی میں جب جاوینگے تب تمہارے یہاں بھی ہوتے چلینگے
یہ بات سُن کر وہ چپ ہو رہے مگر صبر نہ ہوا، دوسرے روز
گاڑی میں اپنی عورت کو اور لڑکی لڑکوں کو سوار کر کے ٹیلہ پر
مسجد کے دروازہ پر لے آئے اور مسجد میں جا کر آپ کو خبر کی،
آپ نے فرمایا کہ تم نے کیا حرکت کی ہم نے تو تم سے کہہ دیا تھا کہ
پھر ایک مسجد کے حجرہ میں ان کو اتروا دیا اور بعد نماز عصر کے وہاں
آپ تشریف لے گئے اور ان سے بیعت لی اور ان کو رخصت کر دیا
اور میاں خدا بخش کی دکان کے گرد و پیش بانس والوں کی
کئی دکانیں تھیں، انہوں نے جو میاں خدا بخش کا حال دیکھا
سنا کہ یہ تو بڑے عابد و زاہد صالح و متقی ہو گئے ان سے کہا

کہ ہم کو بھی حضرت کی خدمت بابرکت میں لیچلو ہم بھی مرید ہونگے
کہا بہت خوب، پھر آئندہ جمعہ کو سات آٹھ شخصوں کو حضرت
کے پاس لے گئے اور ان کا حال بیان کیا کہ یہ بھی بیعت کرینگے آپ
نے فرمایا کہ بہتر، مگر بعد نماز جمعہ کے، پھر انہوں نے وہیں جمعہ پڑھا
مولانا عبدالحئی صاحب کا وعظ سنا، پھر سب نے بیعت کی اور توجہ لی
پھر اپنے مکان کو گئے، صبح ہفتہ کے روز آٹھ دس اور اپنے بھائی
بند لیکر آئے، انہوں نے بھی بیعت کی اور توجہ لی اور حضرت سے
عرض کی کہ ہمارے لوگوں کے کوئی تیس چالیس گھر ہونگے اور سب
کو اشتیاق ہے کہ بیعت کریں اگر کسی روز آپ ادھر قدم رنجہ فرماویں
تو عین سرفرازی ہو، آپ نے قبول کیا، پھر ایک دن معین کرکے
حضرت کی دو سو آدمیوں کی دعوت کرگئے، آپ نے کتنا ہی عذر کیا
کہ تم غریب لوگ ہو دعوت کی تکلیف نہ کرو، انہوں نے کہا کہ
ایک دن اس قدر آپکی دعوت کرنی ہم پر ہرگز گراں نہیں ہوگی
پھر اس روز حضرت ان کے یہاں گئے اور بعد دعوت کھانے
کے سب نے بیعت کی اور بقدر مقدور اکثروں نے نذر دی

پھر اپنے اپنے گھر گئے عورتوں اور لڑکوں بالوں کو مرید کرایا،
ایک صاحب کے یہاں طاق میں کئی کھلونے مٹی کے دھرے تھے،
آپ کی نظر پڑ گئی فرمایا یہ بت ہیں ان کو مشرک لوگ رکھتے ہیں
ان کو توڑ ڈالو گھر سے دور کرو پھر کبھی خبردار نہ لینا اور دیر تک
طرح طرح سے برائی شرک کی اور خوبی توحید کی بیان فرمائی
صاحب خانہ نے اسی وقت وہ کھلونے توڑ کر گھر سے باہر پھینک
دیئے ان کا یہ حال دیکھ کر جس کے جس کے یہاں تھے سب نے توڑ کر
پھینکے صدہا کھلونے ٹوٹے ہوئے دروازوں پر اس وقت پڑے
تھے، پھر دو شخصوں کو ان میں سے اپنا خلیفہ کیا اور ایک ٹوپی اور کرتہ
ان کو دیا، آپ کے ہمراہی لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ ان کا خلیفہ
کسی پڑھے قابل کو کیا ہوتا جو ان کو وعظ و نصیحت کرتا رہتا
اور یہ بیچارے آپ ہی کچھ نہیں جانتے اور کو کیا تعلیم کرینگے
آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی اچھا کہتے ہو مگر یہ ان کی برادری
کے چودہری ہیں جو کچھ ان کا کہنا ان پر اثر کریگا جیسا ان میں

ایسا دوسرے کا کارگر نہ ہوگا اگران کا کہنا کوئی نہ مانے تو
یہ اس کو اپنی برادری سے باہر نکال سکتے ہیں دوسری غیر برادری کے
عالم سے یہ بات ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کو بعد چند روز کے
دیکھنا کہ خدا کی عنایت سے کس طرح کے ہونگے اور ان کو تعلیم کر دیا
کہ بیاہ برات شادی غمی میں خلاف خدا اور رسول کے شرک و بدعت
رسوم کی کوئی نہ کرنے پاوے ہر امر میں طریق رسول مقبول کا نگاہ رکھنا
اس میں چاہے کوئی خوش ہو یا نا خوش اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں برکت
کریگا اور خوش و محظوظ رکھیگا، پھر آپ ٹیلہ پر تشریف لائے وہاں سے
چند روز میں بریلی کو گئے، پھر مجکو گئے، وہاں سے آکر پھر لکھنؤ گئے
ان لوگوں نے آپ سے ملاقات کی مگر اس مرتبہ حضرت کے ہمراہ
رکاب میں لکھنؤ میں نہ گیا تھا جو اپنی آنکھوں سے ان کا حال دیکھتا
مگر جب حضرت علیہ الرحمۃ جہاد کو گئے اور وہاں سے مجکو ہندوستان
بھیجا تب میں لکھنؤ میں گیا اور ان لوگوں سے ملاقات کی ان کی دینداری
اور پرہیزگاری کا حال معلوم ہوا اور کاروبار تجارت ان کے کا
بہ نسبت اول کے چہار چند بلکہ بعضوں کا زیادہ دیکھنے میں آیا

اور وہ کہتے تھے کہ حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا سے ہمارا یہ حال
ہے کہ جس مال تجارت میں ہم ہاتھ لگاتے ہیں اگر وہ مال مٹی ہو
تو سونا ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ شادی بیاہ میں اپنے یہاں
ہم نے یہ دستور رکھا ہے کہ سوا دھوئی ہوئے کپڑے کے نیا
کپڑا دولھا دولہن کے لئے نہیں بناتے ہیں اگرچہ بنانا نادرست
نہیں ہے اور سوا طعام ولیمہ یا عقیقہ کے نہ کھاتے ہیں۔ اور نہ کھلاتے
ہیں اور جو خرافات اور رسوم بدعات لوگ اپنے یہاں شادی
بیاہ میں کرتے ہیں، جیسے سہرا کنگنا باندھنا رتجگا کرنا گیت گوانا
کسبی نچوانا یا مانند اس کے ہم کچھ نہیں کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں
ان کے شادی بیاہ میں ہم نہیں شریک ہوتے ہیں اور پہلے
ہم لوگ جب لڑکوں کے چیچک نکلتی تو کیا کیا خرافات شرک
و بدعات کی کرتے تھے اور کسی کو اس کے پاس نہ جانے دیتے
اور اکثر لڑکے مر جاتے تھے اور اب ہم خدا پر لڑکے کو چھوڑ
دیتے ہیں کسی بات کا پرہیز نہیں کرتے اور نہ سوا خدا کے کسی

کسی کی نذر ونیاز مانتے ہیں، بہ نسبت اول کے اب لڑکے کم
مرتے ہیں، پھر میں جب ہندوستان سے ولایت کو گیا تمام حال
دینداری اور پرہیزگاری ان کی کا حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا،
میں نے، آپ نے خوش ہو کر ان کے واسطے دعا کی،

امان اللہ خاں اور ان کے بھائی سبحان اللہ خاں اور کئی شخص اور
کہ نام ان کے یاد نہیں چوری اور حرامکاری میں طاق اور شہرۂ
آفاق تھے، ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات کو شاہ پیر محمد کے
ٹیلہ پر آئے، لوگوں نے آتے دیکھ کر حضرت سے اطلاعاً کہا کہ یہ لوگ
بڑے بدمعاش چور حرامکار ہیں، آپ نے فرمایا کہ خبردار اس بات کا
کچھ مذکور ان کے سامنے نہ کرنا، اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ بد کام چھڑا
ان کو نیک کاموں کی توفیق دے اور موت بھی ان کی اچھی ہو، پھر
آپ سے مصافحہ اور معانقہ کیا، آپ نے ان کو بڑے اخلاق واحترام کے
ساتھ بٹھایا اور دیر تک متوجہ ہو کر نظر ہدایت اثر سے ان کی طرف
دیکھا، بعد کچھ دیر کے اُنہوں نے رخصت چاہی فرمایا کہ بہتر مگر
کسی وقت ہمارے پاس پھر آنا دوسرے دن پھر آئے اور

سوال مرید ہونے کا کیا آپ نے فرمایا کہ بہتر مگر تم کیا پیشہ کرتے ہو
اُنہوں نے بہت سا عذر کیا کہ آپ اس بات کو نہ پوچھیں اسی طور رہنے
دیویں ان کے واقف کاروں سے کسی نے کہا بتا دو کیا مضائقہ ہے
بلکہ تمہارے لئے بہتر ہے اور حضرت نے بھی فرمایا کہ بیان کرو پھر
انہوں نے تمام حال چوری اور حرامکاری اپنی کا صاف صاف بیان کیا
کہ اب تک یہ ہمارا پیشہ تھا مگر اب آپ کے دست مبارک پر توبہ کرتے ہیں
اور جب کل ہم آپ پاس آئے تھے اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا فقط
واسطے سیر و تماشہ کے آئے تھے مرید ہونے کا اصلا ارادہ نہ تھا مگر جب ہم
آپ کے پاس بیٹھے اور آپ کا اخلاق دیکھا تو عجب ایک حال ہمارے دل کا
ہو گیا کہ کیفیت اس کی بیان نہیں کر سکتے ہیں یکایک یہی دل میں سما گیا کہ
سب گھر بار جورو لڑکے ترک کرکے آپ ہی کے پاس رہیں سو اسی واسطے
آج ہم آئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ آج تو موقوف رکھو جمعہ کو انشاء اللہ
تعالیٰ تم کو مرید کرینگے یہ جواب باصواب سن کر وہ چلے گئے، جمعہ کو کچھ
ن چڑھے آکر موجود ہوئے، آپ نے فرمایا کہ بعد نماز جمعہ کے بیعت کرنا

پھر بعد نماز کے وہ مرید ہوئے اور کچھ زر نقد آپ کی نذر کیا، آپ نے لے کر پھر ان کو حوالہ کیا اور فرمایا کہ ہماری طرف سے اپنے لڑکوں بالوں کو دینا، پھر انہوں نے کہا کہ اہل و عیال کو کیونکر آپ سے بیعت کراویں فرمایا کسی روز اس طرف جانا ہوگا تو مرید کر لیویں گے، پھر ایک روز آپ گولہ گنج کی چڑھائی پر جاتے تھے امان اللہ خاں نے عرض کی کہ میرا غریب خانہ قریب ہے اگر حضرت وہاں قدم رنجہ فرماویں عین عنایت ہو، پھر ہم لوگ وہیں کھڑے رہے آپ اُن کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے گھر والوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی، پھر وہاں سے جب آپ تشریف لائے تب ہم لوگ آپ کے ہمراہ جہاں جانا تھا وہاں گئے   ایک روز ایک مرد صالح ایک بچہ بڑے کو لے کر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور عرض کی کہ میری اور ان کی دوستی للہ فی اللہ کمال ہے سو میں چاہتا ہوں کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں ہدایت نصیب ہو، آپ نے فرمایا کہ واہ بہت خوب بات ہے اور اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے، اس نے عرض کی کہ ارادہ میرا بھی ہے جو یہ کہتے ہیں مگر میرے یہاں دس بارہ آدمی ہیں ان میں سے کئی آدمی ہیں کہ ان سے اطلاع کرنی ضرور ہے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ

مجکو بھی ہدایت نصیب کرے اور ان کو بھی' آپ نے فرمایا
کہ تم اس امر میں کوشش کرو اور ہم بھی دعا کرینگے خدا چاہیگا
تو وہ تمہارے ساتھ آدینگے' پھر وہ اپنے گھر گیا تیسرے روز
تین بچڑے اور چوتھے آپ اور پانچویں ان صاحب کو جن کے ساتھ
اول روز آپ آیا تھا لایا اور ان تینوں میں ایک ان کا سردار
تھا' آپنے دیر تک ان کی طرف نگاہ توجہ سے دیکھا اور پوچھا کہ
تمہاری کیا نیت ہے' انہوں نے کہا نیت تو یہی ہے کہ آپ کے ہاتھ
پر توبہ کریں' مگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ ہمارے باقی لوگ کچھ
فساد برپا نہ کریں اور ہم کو پکڑ لیجاویں' آپنے فرمایا کہ تم خالص
دل سے توبہ کرو' اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا کوئی تمہارا مزاحم نہ ہوگا
انہوں نے کہا کہ ہم حاضر ہیں' پھر آپ نے فرمایا لوگ ان کو گومتی سے
نہلا لائے اور کسی نے ہم لوگوں میں سے چادر دی' کسی نے پاجامہ
کسی نے انگا کسی نے ٹوپی' سب کو مردانے کپڑے پہنائے' پھر آپ
نے ان سے بیعت لی اور دعا کی اور فرمایا کہ جو ان میں سردار

ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اس حال میں بھی سردار رکھا ہے یعنی
ان تینوں سے خدا کے نزدیک مرتبے میں زیادہ ہے، پھر ان کو
توجہ دلایا، پھر مولوی محمد یوسف کو فرمایا کہ ان کو اپنے پاس رکھو
کسی بات کی تکلیف نہ پاویں اور اپنے ساتھ نماز کو لیجایا کرو اور اپنے
ہی ساتھ لایا کرو اور مسائل روزہ نماز کے ان کو سکھاؤ پھر دو تین روز
میں ان کے باقی لوگوں کو خبر ہوئی کہ چار شخص ہم میں سے جا کر
سید صاحب کے مرید ہوئے، لوگوں نے اس کا مشورہ کیا کہ
ان کو وہاں سے کیونکر لاویں، انہوں نے کہا وہاں کا تو یہ حال ہے
کہ جو کوئی ان کے پاس جاتا ہے خدا جانے کیا ان کے پاس سحر ہے
کہ انہیں میں مل جاتا ہے اور انہیں کا طریقہ اختیار کرتا ہے اگر تم
جاؤ گے تمہارا بھی عجب نہیں کہ یہی حال ہو اس سے بہتر یہی ہے کہ
ان سے صبر کرو اور باز آؤ مگر یہ بات ہے کہ جب یہ سید اپنے
مکان بریلی کو جاویں تب تم اس بات کی خبر وہاں جو تمہارے
لوگوں میں دیدار بخش الحجی ہے کر دو اگر قابو ملے تو ان کو سمجھا کر
بلا لیوے، یہ مشورہ ان کا اس کی زبانی معلوم ہوا جو شخص

حضرت کے پاس ان کو لایا تھا، پھر حضرت علیہ الرحمۃ جب
لکھنؤ سے بریلی کو چلنے لگے تب ان چاروں کو ایک شخص نو نام
رامپوری فقیر محمد خاں رسالدار کے رفیقوں میں تھے ان کے ہمراہ
رسالدار ممدوح کے پاس بھیجا کہ ہمارے طرف سے کہنا کہ چاروں
نے اپنے پیشہ سے توبہ کی ہے سو تم ان کو کھانے کپڑے سے خبر
لیا کرو اللہ تعالیٰ اس کا جزائے خیر تم کو عنایت کریگا اور مفصل
حال ان کا بروقت ملاقات کے ہم آپ سے بیان کرینگے

امان اللہ خاں اور سبحان اللہ خاں اور مرزا ہمایوں بیگ تو حضرت
کے دست مبارک پر بیعت کر چکے تھے اور ان کے زمرہ کے غلام رسول
خاں اور غلام حیدر خاں اور صدر خاں بھی تھے مگر ان کو یہ حال
معلوم نہ تھا، ایک روز یہ تینوں صاحب امان اللہ خاں کے
پاس آئے اور کہا کہ ان روزوں خرچ کی تنگی ہے کچھ اس کی تدبیر
کرنی چاہیے یعنی کہیں چل کر چوری کریں، انہوں نے جواب دیا کہ ہم
سے اب کچھ نہ ہو گا، کہا کیا سبب آج کل نہ چلو گے یا کبھی نہیں، اس گا

حال مفصل بیان کرو، مرزا ہمایوں بیگ نے جواب دیا کہ بات یوں
ہے کہ ہم اور یہ اس بات سے توبہ کر چکے ہیں اب انشاء اللہ تعالیٰ
ہم سے یہ کام نہ ہوگا۔ اُنھوں نے پوچھا کب تم نے کی کہا کہ شاہ پیر محمد
کے ٹیلہ پر جو بریلی کے سید صاحب اترے ہیں ان کے ہم اور یہ مرید ہوئے
ہیں اور کچھ حضرت کے فضائل وکمالات بیان کئے کہ ایک روز ہم پانچ
چار آدمی بطور سیر و تماشہ کے ان کے پاس گئے کہ دیکھیں تو کیا حال
ہے، ملاقات جو ہوئی تو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا اور ان کے ہاتھ
پر بیعت کی، انہوں نے ہم کو توجہ دلایا اس سے ہم کو بہت فائدہ
ہوا، یہ حقیقت سن کر اُنہوں نے کہا اگر یہی حال ہمارا بھی ہو تو ہم بھی
چل کر بیعت کریں، انہوں نے کہا کہ اس سے کیا بہتر، مگر پہلے ہم ان سے
یہ حال بیان کریں جو وہ فرمادیں تو پھر ہم تم سے کہیں، پھر انہوں نے
حضرت سے یہ حال آکر عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ تمہارے گروہ کے
جو لوگ ہیں ان سب کو ہمارے پاس لاؤ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو
تم سے زیادہ فائدہ ہوگا، دوسرے روز غلام رسول خاں اور

غلام حیدر خاں اور صدر خاں کو وہ لیکر آپ کے پاس
آئے، حضرت نے ان کو بڑے اخلاق اور بہت خاطر سے بٹھایا
اور عافیت مزاج کی پوچھی پھر بعد نماز عصر کے ان کو مرید کیا اور
امان اللہ خاں سے کہا کہ تم ان کو توجہ دو وہ عذر کرنے لگے کہ
مجھکو اس کا کیا سلیقہ، آپ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے تم جاکر ان کو
توجہ دو اب کی جو کوئی مرید ہو گا تو ہم اسی طرح ان سے توجہ دلا دینگے
پھر امان اللہ خاں نے ان کو توجہ دیا اس میں غلام رسول خاں تو بیہوش
ہو کر لوٹنے لگے اور غلام حیدر خاں اور صدر خاں کا ایک سکتہ کا سا حال
ہو گیا کہ لوگ مونڈھا پکڑ کر ہلاتے تھے وہ خبر نہیں ہوتے تھے، پھر
جب کچھ دیر میں قدرے افاقہ ہوا حضرت کے پاس لائے، آپ
نے حال پوچھا حواس برجا نہ تھے ان سے کلام نہ کیا گیا آپ
نے امان اللہ خاں سے کہا کہ ان کو گھر لیجاؤ کل پھر لانا، امان اللہ
خاں نے کہا کہ حضرت میں نے ان کو توجہ دیا ان کا یہ حال
اور مجھکو آپ کے لوگوں نے دیا میرا یہ حال نہ ہوا اس کا کیا سبب

آپ نے فرمایا کہ تم کو اس سے زیادہ فائدہ ہوگا اور ہم
تمہارے لئے دعا کرینگے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا خاتمہ بخیر کرے اور
تم سے اللہ تعالیٰ اپنے بہت کام لیگا' انہوں نے کہا کہ بس میں یہی
چاہتا تھا پھر ان کو مکان پر لے گئے' دوسرے دن با خوبی جب
ان کو ہوش آیا تب امان اللہ خاں ان کو پھر لائے اس دن سے
وہ آپ ہی حضرت کے پاس آتے جانے لگے' پھر جب حضرت بریلی
کے عازم ہوئے تب امان اللہ خاں اور مرزا ہمایوں بیگ آپ
کے ہمراہ رکاب ہوئے اور غلام رسول خاں اور غلام حیدر خاں
اور صدر خاں بھی چلنے کو مستعد ہوئے' حضرت نے فرمایا کہ تم ابھی اپنے
مکان پر رہو' جب ہم ہجرت کرینگے تب تم کو ضرور ساتھ لیویں گے
غلام رسول خاں نے عرض کی کہ دل ہمارا تو آپ کے ساتھ ہی چلنے
کو چاہتا ہے مگر آپ کا فرمانا ہم کو منظور ہے' لیکن ہم اپنے گھر میں
تو نہ رہینگے بلکہ ہمارے یہاں مال حرام ہے اگر رہیں گے تو کھانا پڑیگا
آپ نے فرمایا کہ بات تو تم نے بڑے کام کی کہی' فی الحقیقت یہی ہے
کہ جو تم کچھ مال حرام سے کھاؤ گے تو یہ حال تمہارا نہ رہیگا خیر تمہاری

تو یہ نیت ہے، بھائی غلام حیدر خاں تم اپنا حال کہو! انہوں نے
کہا کہ میرے گھر کا بھی یہی حال ہے مگر ایک باغ آم کا بھائیوں کی
شرکت میں ہے فی الحال تقسیم ہونا اس کا دشوار! پھر آپ نے صدر خاں
سے پوچھا کہ تم اپنا حال بیان کرو کہا میرا بھی بعینہ ایسا ہی حال ہے کہ گھر
میں اسی قسم کا مال ہے لیکن ایک باغ آم کا ہے سو سوا سو روپے سال
کی آمد کا ہے اس میں شرکت بھی نہیں ہے سو میرا گذر اس میں اللہ تعالیٰ
کے فضل سے بخوبی ہو گا پھر آپ نے حافظ نجو خاں سے فرمایا کہ غلام رسول
خاں اور غلام حیدر خاں کو اپنے ساتھ فقیر محمد خاں صاحب کے
پاس لیجاؤ اور ہماری طرف سے کہو کہ ان صاحبوں کے کھانے کپڑے
کے لئے کچھ للہ فی اللہ موافق گذر کے کچھ مشاہرہ مقرر کر دو اس
شرط سے کہ یہ چاہیں تمہارے پاس رہیں اور چاہیں اپنے گھر رہیں
حافظ موصوف ان کو فقیر محمد خاں صاحب کے پاس لے گئے اور جو کچھ
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا عرض کیا خاں صاحب موصوف
نے پوچھا ان کے واسطے حضرت نے زبان فیض ترجمان زبان فیض
ترجمان سے کچھ مشاہرہ فرمایا ہے کہا ہے تو مجھ سے کچھ نہیں کہا

خاں صاحب موصوف نے حافظ کو پھر آپ کے پاس واسطے اطلاع کے بھیجا کہ میری طرف سے عرض کرنا کہ یا تو دس روپے ماہواری نقد لیں یا پانچ روپے اور دونوں وقت کھانا، آپ نے کہلا بھیجا کہ آپ دس روپے ہر ایک کو دینا، چاہیں وہ اپنے گھر میں رہیں چاہیں آپ کی سرکار میں حاضر رہیں، پھر ایسا ہی اُنھوں نے کیا اب باقی قصہ ان کے حال کا سفر ہجرت میں بیان ہوگا

شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر مولانا عبدالحیٔ صاحب کے ہر درس میں دو چار رافضی ضرور توبہ کر کے سنی ہوتے تھے، یہ خبر تاج الدین حسین خاں اور سبحان علی خاں کمبوہ کو ہوئی اور وہ دونوں فرقہ امامیہ کے سرگروہ تھے یہ امر طبیعت کو ناگوار گذرا، آخر الامر جا کر نواب معتمد الدولہ سے اس کی شکایت کی، نواب موصوف نے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس اپنا چوبدار بھیجا اس نے آ کر کہا کہ ہمارے نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ جو آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے ہیں بہت خوب کرتے ہیں، مگر ہمارے امامیہ مذہب والوں کو سنی نہ کیا

کرو، حاکم یہاں کا امامیہ مذہب ہے مبادا کچھ صورت فساد کی
ہو، آپ نے فرمایا کہ جس طرح اپنے نواب کا حکم تم نے ہم کو پہنچایا
اسی طرح ہمارا پیام بھی اپنے نواب کو پہنچا سکتے ہو، چوبدار نے
کہا کیوں نہیں پہنچا سکتے، آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف سے
کہنا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کلمۂ حق بیان کرتے ہیں اس میں جو کوئی آویگا
اور سن کر ایمان لاویگا ہم اس کو ہرگز نہ روکیں گے اور یہ ہمکو تمہارا منع
کرنا بہت بیجا ہے ہم ہرگز نہ مانیں گے، اسی طرح چوبدار نے نواب معتمد الدولہ
سے جاکر عرض کیا، بار دگر پھر نواب ممدوح نے چوبدار بھیجا اس نے آکر
حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ والی شہر
شیعہ ہے اور مخلوق شہر میں ہر طرح کی ہے ان کو وعظ و نصیحت کرو
امامیہ مذہب والے کو نہ چھیڑو والا حاکم شہر کی طرف سے کچھ صدمہ
آپ کو پہنچے ہم بری الذمہ ہیں، آپ نے پھر اس کے جواب میں کہلا
بھیجا کہ ہم لوگوں کو خدا کا نام سکھاتے ہیں اگر تم اس میں فساد
کرتے ہو تم جانو اور سوا خدا کے ہم کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکتا

اس بات سے ہم بےفکر ہیں، یہ مضمون چوبدار نے پھر جا کر عرض کیا، پھر نواب موصوف نے فقیر محمد خاں رسالدار سے کہا کہ سید صاحب تمہارے پیر و مرشد بھی ہیں اور آشنا بھی ہماری طرف سے تم جا کر سمجھاؤ کہ حاکم وقت سے مقابلہ نہ چاہئے، اگر شاہ پیر محمد کے ٹیلہ کے گرد دو چار توپیں لگا کر اڑوا دے تو پھر کچھ آپ سے نہ بنیگا، اس سے تو آپ موافق مرضی حاکم کے کام کرد، رسالدار موصوف نے یہ تمام تقریر مذکور حضرت سے بیان کی، آپ نے فرمایا کہ فقیر محمد خاں تم مدت سے میرے آشنا ہو اور میرے حال سے باخبر ہو یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا کہ کلمۃ الخیر کہنے سے باز رہوں، اور معتمد الدولہ دو چار توپوں سے کیا ڈراتا ہے اگر سو توپ لگا دیگا تو کیا ہوا خدا میرا مددگار ہے اس کے نقصان پہنچانے سے کچھ نہ ہوگا، اور انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے نواب اور اس کے نیب کا جس پر وہ مغرور ہے مارے جوتوں کے بھیجا گرا دونگا، انہیں لفظوں کے ساتھ اس وقت آپ نے فرمایا اگرچہ ایسے الفاظ منہ سے نکالنا آپ کی عادت شریف

نہ تھی اور یہ گفتگو بواسطہ فقیر محمد خاں صاحب حضرت علیہ الرحمۃ
اور معتمد الدولہ کے درمیان کئی روز رہی یہاں تک کہ والی لکھنؤ
کے لشکر میں جو حضرت کے مرید تھے انہوں نے سنا اور خفیہ سب نے
کہلا بھیجا کہ حضرت ہم لوگ تیار ہیں جو ارشاد ہو بجا لاویں آپ
کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا، آپ نے ان کو کہلا بھیجا کہ تم خاطر جمع رکھو
اللہ تعالیٰ کافی ہے، کچھ فتنہ و فساد نہ ہوگا، آخر الامر فقیر محمد خاں
صاحب نے یہ پہلا پیام معتمد الدولہ کو پہنچایا اور یہ کہا کہ سید صاحب
نے یہ فرمایا ہے کہ منع کرنے کا طریق اور تھا اگر کہتا کہ تم میری رعیت
ہو میرے شہر سے چلے جاؤ، اس میں مجھکو کچھ عذر و حیلہ نہ تھا اور
یہ کیا بات کہ کلمۃ الحق لوگوں کو تعلیم نہ کرو، یہ بات اہل اسلام کے خلاف
ہے، طالب خدا کا سنی ہو یا شیعہ جو میرے یہاں آوے گا میں اس کو
سکھاؤنگا اور یہ بھی فرمایا کہ تم معتمد الدولہ کے نوکر ہو اور میرے مرید
تم کو میری طرف سے اجازت ہے کہ بروقت دنگے و فساد کے تم
میرے ساتھ نہ ہونا انہیں کی طرف ہونا یا کسی طرف نہ ہونا الگ

رہتا، یہ تمام گفتگو زبانی خان ممدوح کے سن کر کہا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ تمہارے سید صاحب اور ان کے ساتھ کے علما بڑے
حقانی اور خاندانی ہیں، تب خان موصوف نے حضرت کے آبا اور
اجداد کے فضائل اور کمالات بیان کئے، اور مولانا عبدالحئی اور مولانا
محمد اسمٰعیل کے بزرگواروں کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ
ذکر کئے کہ ایسے تھے، یہ سن کر نواب معتمد الدولہ اپنے دل میں نادم
ہوا اور کہا کہ ان کی دعوت کرنی چاہیے اگر وہ قبول کریں، پھر
فقیر محمد خاں کو بھیجا کہ ہماری طرف سے ان کی دعوت کر آؤ،
بشرطیکہ کوئی ان کے لوگ ہمارے یہاں ہتھیار باندھ کر نہ آویں
خاں ممدوح نے کہا کیا مضائقہ ہے کوئی ہتھیار لے کر نہ آویں گے
اور اگر لاوینگے تو باہر ڈیوڑھی پر رکھوا دینگے، پھر خاں صاحب موصوف
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور پیام دعوت لائے، آپ سن کر
تبسم کرنے لگے اور فرمایا کہ دعوت کا تکلف کرنا کیا ضرور، انہوں
نے کہا اب تو آپ قبول کریں، فرمایا بہتر چلیں گے، پھر دوسرے روز

شام کو نواب صاحب ممدوح نے سواریاں بھیجیں، ہاتھی بھی گھوڑے
اور بینیس بھی، حضرت اپنے لوگ لیکر گئے اور ان کی ڈیوڑھی پر
پہرے والوں کے ہتھیار سپرد کر دئے، اور اندر ایک چبوترے پر فرش
بچھا تھا جا کر سب بیٹھ گئے اور وہیں نواب معتمد الدولہ کے پاس
تاج الدین حسین خاں اور سبحان علی خاں کمبوہ اور فقیر محمد خاں
رسالدار اور بنیڈد خاں رسالدار وغیرہم حاضر تھے، اور حضرت
کی مہمانداری اور خدمتگزاری میں مستعد، اس وقت سبحان علی خاں
کمبوہ نے مولانا عبدالحئی صاحب سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کے باب میں کچھ سوال کیا، مولانا صاحب سن کر دیر تک سکوت میں
رہے، اکثر جانبین کے لوگوں کو گمان ہوا کہ شاید جواب مولانا صاحب
کو نہ آیا بعد اس کے سر اٹھا کر فرمایا کہ سبحان علی خاں صاحب
کیا پوچھتے ہو، انہوں نے پھر وہی سوال کیا مگر وہ علمی گفتگو تھی
مجکو یاد نہیں ولیکن اس طرح کی تقریر کی کہ سبحان علی خاں
لاجواب ہو گئے اور سوائے آمنا وسلمنا کچھ کہتے نہ بن پڑا

پھر معتمد الدولہ نے کہا کہ اب گفتگو موقوف کرو ہاتھ دھلاؤ
کھانا کھلاؤ، پھر ہاتھ دھلاکے کھانا دھر اگیا اور ہر قسم کا
کھانا نہایت نفیس اور مکلف تھا اور ہر کسی کے آگے تین چار آدمی
کا کھانا تھا اور یہ اجازت دی کہ ہر کوئی اپنے حصہ کا کھا ہے
چاہے کھائے چاہے لیجائے مگر سب نے وہیں جو کچھ کھایا سو کھایا
باقی چھوڑ دیا، نواب نے پوچھا کہ اپنا اپنا حصہ تم نے کیوں نہ لیا، لوگوں
نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہیں کہ کھا کر باقی باندھ لیویں جس خدا نے آج
کھلایا ہے وہی کل بھی کھلاویگا، نواب نے فقیر محمد خاں سے کہا کہ یہ تو
کوئی عجیب قسم کے لوگ ہیں، ہم نے اس قسم کے لوگوں کی مجلس آج
مجلس دیکھی، پھر وقت رخصت کے پانچ ہزار روپے حضرت کے نذر
کئے، آپ نے کتنا ہی انکار کیا کہ نہ لیں مگر نواب نے نہ مانا آخر کو
قبول کئے، پھر نواب ممدوح نے کہا میں آپ سے خلوت میں دو چار
باتیں کرتا، فرمایا کہ اس وقت رات زیادہ گئی ہے ہمارے لوگوں
کو تکلیف ہوگی ہم دو چار دن میں بریلی کو جاوینگے اس طرف آپ سے
ملاقات کرتے جاوینگے، تب باتیں کر لینا عرض کیا بہت خوب، پھر آپ وہاں

وہاں سے ٹیلہ پر تشریف لائے حافظ بجو خاں حضرت
علیہ الرحمۃ کے پرانے یار تھے یعنی نواب امیر الدولہ بہادر کے لشکر ظفر
پیکر میں جب تھے تب سے آشنائی تھی اور فقیر محمد خاں صاحب بھی وہیں
تھے سو جب والی لکھنؤ کی سرکار میں فقیر محمد خاں بہادر کا زیادہ
عروج ہوا تب حافظ بجو خاں کو صاحب ممدوح نے آشنا قدیم اپنا
سمجھ کر نوکر رکھ لیا اور پندرہ روپے مشاہرہ کیا اور اپنے اصطبل
اور کبوتر خانہ کے جو داروغہ تھے ان پر ان کو داروغہ کیا اور حافظ
بجو خاں کے ایک بھانجے محب اللہ خاں سترہ اٹھارہ برس کے تھے ان کو
سات روپے مشاہرہ کر کے اپنی اردلی میں رکھ لیا، حافظ صاحب ایک
روز محب اللہ خاں کو حضرت کے پاس لے گئے اور کہا یہ لڑکا آپ کو دیتا
ہوں اور اپنا حال بیان کیا کہ جب میں نواب امیر الدولہ بہادر کے لشکر سے نوکری
چھوڑ کر رامپور میں اپنے گھر آیا تو محب اللہ خاں اور اس کی ماں اور خالہ
کو زندہ پایا اور سب مر گئے تھے، یہ سن کر حضرت نے محب اللہ خاں
کو بہت پیار کیا اور فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں تب تک تم ہمارے پاس

کھانا کھایا کرو، سو وہ ہر روز فقیر محمد خان کی سواری دربار میں پہنچا کر ٹیلہ پر حضرت کے پاس آتے اور وہیں رہتے اور کھانا کھاتے اور سواری کے وقت پھر جاتے، ایک بار کئی شخص جوان کے ہم عمر تھے پوچھنے لگے کہ محب اللہ خاں تم کو رامپور چھوڑے کتنی مدت ہوئی اور یہاں فقیر محمد خاں بہادر کے کب سے نوکر ہو کہا آٹھ برس سے رامپور جانے کا اتفاق نہیں ہوا اور نو برس کی عمر تھی جب وہاں سے نکلے تھے اور کچھ زیادہ ایک سال سے یہاں نوکر ہیں، یہ حال ہم لوگوں نے حضرت سے کہا، پھر ایک روز حضرت نے محب اللہ خاں سے پوچھا کہ تم کتنی مدت سے اپنے گھر نہیں گئے، کہا آٹھ برس سے، فرمایا کیوں نہیں جاتے ہو عرض کیا کہ نہ اتنا خرچ میسر ہوتا ہے نہ ہم جاتے ہیں، فرمایا کس قدر خرچ ہو جو گھر جاؤ کہا کم سے کم دو سو روپے تو ہوں، فرمایا کہ تمہارے ماموں حافظ بخو خاں بھی اس خرچ میں جا دینگے، کہا نہیں ان کے لئے جدے ہزار روپے ہوں تب ان کا جانا ہو، فرمایا کہ جاؤ حافظ صاحب کو ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ اور پوچھو کہ تم اپنے گھر رامپور

جانا چاہئے ہو یا دعا منظور ہے، محب اللہ خاں نے جاکر کہا کہ حضرت یوں فرماتے ہیں، حافظ صاحب محب اللہ خاں کو ساتھ لئے ہوئے ٹیلہ پر حضرت کے پاس آئے، آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب آپ نے کیوں تکلیف کی، عرض کیا کہ محب اللہ خاں نے جاکر آپ کی طرف سے یوں کہا اس سبب سے خدمت شریف میں حاضر ہوا، فرمایا کہ ہاں یہی بات ہے سو آپ کیا چاہتے ہیں گھر جانا یا دعا کرانا کہا گھر جاکے کیا کروں، میں تو آپ کی دعا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں مجھکو سوا اپنے کسی کا محتاج نہ کرے اور آخرت میں اپنے عذاب سے بچاوے، آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب آپ ہمارے قدیمی آشنا ہیں اور آپ نے ہم سے کسی بات کا سوال نہیں کیا سو ہم آپ کے واسطے دعا کرینگے، اب آپ تشریف لیجائیے، پھر حافظ محمد خاں وہاں سے فقیر محمد خاں صاحب کی چھاونی کو گئے یہ نہیں معلوم کہ حضرت نے کب ان کے لئے دعا کی مگر آٹھ دس روز کے بعد ایک دن حافظ صاحب محب اللہ خاں کو ساتھ لئے اور

اور ایک گٹھری کپڑوں کی بغل میں دبائے ہوئے آئے اور
حضرت کے آگے دھری، آپ نے پوچھا اس میں کیا ہے، کہا آپ
کی دعا کی برکت سے پانسو سواروں کی رسالداری فقیر محمد خاں
صاحب نے محب اللہ خاں کو دی ہے اور دو روپے روز نوکری
کی ہے اور یہ محب اللہ خاں کو خلعت ملا ہے سو میں نے کہا کہ آپ
کی نذر کر دوں، حضرت یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ
خلعت ہم نے قبول کیا اور اپنی طرف سے محب اللہ خاں کو دیا
اور ابھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ امید ہے کہ محب اللہ خاں کی زیادہ
ترقی ہو، محب اللہ خاں نے کہا کہ حضرت میں تو آپ کے ساتھ
جہاد کو چلونگا مجکو یہ نوکری نہیں پسند ہے، آپ نے فرمایا
کہ حافظ صاحب تمہارے ماموں بوڑھے ہیں تم ان کی خدمت
میں رہو اور نوکری کرو، جب ہم جہاد کو جاوینگے اور وہاں سے
اور لوگوں کو بلائیں گے تم بھی آنا، پھر جب لکھنؤ سے حضرت بریلی
کو گئے تب وہاں خبر پائی کہ محب اللہ خاں کے تین سو روپے
روز ہوئے، پھر کچھ روز دل میں سفر حج کو گئے اور وہاں

سے مع الخیر آکر جہاد کو گئے اور وہاں سے مجکو ہندوستان میں بھیجا
میں لکھنؤ میں آیا محب اللہ خاں سے ملاقات ہوئی تب پانچ سو
روپے روز تھے، پھر جب میں ہندوستان سے ولایت کو گیا اور دوسری
بار پھر مجکو ہندوستان کو بھیجا اور میں لکھنؤ میں آیا حافظ محمد
خاں سے ملاقات ہوئی محب اللہ خاں کو پوچھا انہوں نے کہا
علاقہ خیر آباد میں فلاں گڑھی لڑتے تھے سو وہاں محب اللہ خاں
ہمارے شہید ہوئے   جب حضرت علیہ الرحمۃ لکھنؤ سے
بریلی کو کوچ فرما ہوئے اکثر لوگوں کو آپ نے روانہ کر دیا کہ قندہاری
کی چھاؤنی میں چل کر ٹھہریں اور آپ چند لوگوں سے نواب معتمد الدولہ
کی ملاقات کو گئے آپ نے لوگوں کو ڈیوڑھی پر کھڑا کر دیا اور آپ
فقیر محمد خاں رسالدار کے ساتھ اندر گئے، نواب ممدوح سے ملاقات
ہوئی کوئی دو گھڑی تک آپس میں گفتگو رہی، مگر مجکو نہیں معلوم
کہ وہ باتیں کیا تھیں مگر یہ بات البتہ میں نے سنی تھی کہ معتمد الدولہ
نے کہا کہ حضرت میں آپ کے سامنے بڑے کاموں سے تو بہ
کرتا ہوں اور اپنے دل سے میں سنی ہوں مگر والی شہر شیعہ ہے،

اس سبب سے میں سفیت اپنی ظاہر نہیں کرسکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا توبہ کرنا تو سب برے کاموں سے بہتر ہے، مگر اس کام سے توبہ کرو جو بیچارے غریبوں محتاجوں کے زبردستی گھر کھداتے ہو یہ مردم آزاری سب سے برا کام ہے، انہوں نے اقرار کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کسی کا مکان بے راضی کئے ہوئے اور بے واجبی قیمت دئے نہ کھدونگا بلکہ چند مکانوں کی پیمائش ہو چکی تھی ان کو بھی موقوف رکھا، پھر جب حضرت رخصت ہوئے تو اپنی گھوڑی کہ بہت بلند تھی جس پر اس دن سوار تھے مع بچہ نواب معتمد الدولہ کو دی اُنہوں نے لینے اس کے میں عذر کیا اور کہا آپ کو میرے اصطبل سے جو دو چار گھوڑے پسند ہوں تو آپ کی نذر ہیں، آپ کی گھوڑی لینی مجھے کب مناسب ہے، آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھوڑے لیے تو مجھکو منظور نہیں مگر اپنی گھوڑی تم کو دیدینگے، پھر آپ نے وہ گھوڑی مع بچہ ان کو دے کر وہاں سے فقیر محمد خاں کے مکان میں آئے وہاں کھانا اول سے تیار ہو رہا تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ تناول فرمایا اور فقیر محمد خاں صاحب سے فرمایا کہ

اب ہم رخصت ہوتے ہیں، انہوں نے عرض کیا کہ آج یہاں
تشریف رکھئے کل چھاونی کو جائیے، فرمایا کہ وہاں بھی بہت لوگوں
سے ملنا اور رخصت ہونا ہے، اب رہنے کی نہ تکلیف دو، پھر خاں صاحب
ممدوح نے اپنے خریطہ سے نکال کر دو اشرفیاں نذر دیں، آپ نے
لے کر مجھکو دیں اور فرمایا کہ ان کو خبردار رکھنا، پھر آپنے ننگے سر ہو کر دعا
کی اور فرمایا فقیر محمد خاں بھائی تم میرے آشنا ہو اور قدیم سے میرے
حال کے واقف، اور میں تمہارا حال جانتا ہوں باوجود اس کے مجھکو خطرہ
آیا کہ اس وقت میں تم سے کچھ مانگوں سو تم نے آپ ہی بے مانگے جو دینا
تھا دیا اگر تم اس وقت چار دیتے اشرفیاں ہوتیں خواہ روپے خواہ
پیسے کوئی چار عدد ہوتے تو پھر تم اس کا حال دیکھتے مگر خیر یہی تقدیر
میں تھا اب انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی یا کل یا پرسوں دیکھنا تمہارے
لئے کیا ترقی اقبال کی ہوتی ہے، انہوں نے عرض کیا کہ ارشاد ہو
تو دو اشرفی اور لاؤں فرمایا کہ اب کیا ہوتا ہے وہ وقت جاتا رہا
پھر وہاں سے رخصت ہو کر قندھاریوں کی چھاونی کو چلے راہ
میں ایک شخص پیر بخش نام غلام حسین داروغہ کے قریبوں میں

تھے ملے اور آپ کو پھر انے لگے کہ آپ کی آج دعوت ہے، آپ
نے عذر کیا کہ اب دعوت معاف رکھئے مجکو جانا ضرور ہے رہنا نہیں
ہو سکتا، پھر انہوں نے بیعت کی اور دو اشرفیاں نذر کیں اور کئی
آدمیوں اور نے بھی بیعت کی اور سب نے موافق مقدور کے نذر دی
پھر پیر بخش نے عرض کی کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ،
مفسدوں کے شر فساد سے محفوظ رکھے اور والی لکھنؤ کے رتھ خانے کے
وہ داروغہ تھے اور داروغہ غلام حسین اور ان کے درمیان عداوت
تھی انہیں کے فساد کا ان کو خطرہ تھا آپ نے ان کے لئے دعا کی اور
ایک روپیہ واسطے برکت کے دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو شرو
فساد حاسدوں کے سے مامون رکھے مگر تم اپنا نام بدل ڈالو یہ نام
برا ہے، پھر وہاں سے تندھاریوں کی چھاونی کو گئے وہاں سب سے
ملے، پھر آصف زماں خاں اور ان کے بھائی محمد زماں خاں جو امجد خاں
کے ماموں تھے آئے اور عرض کی کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ
تعالیٰ ہماری عاقبت بخیر کرے اور دنیا تو بہر صورت گذر جاوگی
اس کا اندیشہ ہم کو چنداں نہیں ہے اور آصف زماں کا خاں کا بیٹا

سدخاں تھا اس کو بھی آپ کے زیر دکیا کراس کے لئے بھی کریں بابر
آپ نے تینوں کے لئے دعا کی پہر رات کو آپ اسی چھاونی میں رہے پچھلی
رات سے کوچ کیا نماز صبح کی ہم سب نے راہ میں پڑہی لکھنو سے
سات کوس دولت گنج تھا وہاں جا کے اترے کھانے پکانے کی تدبیر
کرنے لگے قریب ڈھائی سو آدمیوں کے تھے اور سوا من کھچڑی پکائی
ایک دیگ میں تیتس سیر اور دوسری میں بتیس سیر پکی تھی پہر حضرت
سے پوچھا کہ حکم ہو تو دو دیگ کھچڑی اور پکالیں اور دو دیگ جو
تیار ہے تب تک لوگوں کو کھلانا شروع کریں آپ نے فرمایا کہ
اور کھچڑی پکانا کیا ضرور ہے لوگوں کو کھلا دو اگر آٹھ دس آدمی
باقی رہ جاوینگے پہر دیکھ لینا عرض کیا کہ اگر آپ کی دعا سے اس
کھچڑی میں اتنے لوگ کھاویں تو عجب نہیں والا موافق قاعدہ کے تو
اگر دو دیگ اور پکے گی اس میں بھی پورا نہ پڑیگا فرمایا انشاءاللہ
تعالیٰ اسی کھچڑی میں سب شکم سیر ہو کر کھاوینگے اور جو آوینگے وہ
کھاوینگے اور اس میں سے بھٹیارے کو بھی دیوینگے پہر ہم لوگوں نے بعد
نماز ظہر کھلانا شروع کیا عصر تک سب کھا چکے آٹھ دس لوگ

باقی رہے، اس عرصہ میں آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کی ٹاپ کی آواز آئی ہے دیکھو تو کوئی سوار لکھنؤ سے تو نہیں آتا جا رہا پانچ آدمی سرا کے باہر دیکھنے لگے کہیں کوئی نظر نہ آیا، انہوں نے آکر آپ سے عرض کیا کہ ہم کو تو کوئی سوار نظر نہیں آتا، آپ نے ایک لحظہ سکوت کرکے پھر فرمایا کہ گھوڑے کی ٹاپ کی آواز آتی ہے جاکر دیکھو کوئی سوار ضرور آتا ہے، پھر وہ لوگ جاکے دیکھنے لگے تب تو بہت دور سر راہ ایک غبار سا نظر آیا مگر تمیز نہیں ہوتی تھی کہ کیا ہے، آکر یہ حال آپ سے عرض کیا فرمایا کہ جاؤ دیکھو سوار ہی آتا ہے، پھر لوگ گئے اس عرصہ میں معلوم ہوا کہ البتہ کوئی سوار آتا ہے پھر کچھ دیر وہاں توقف کیا یہاں تک کہ وہ سوار نزدیک آیا تو معلوم ہوا کہ مولوی سید محمد صاحب ہیں سید حمید الدین صاحب کے سالے، یہ خبر حضرت کو کی فرمایا ان کا گھوڑا جا کے پکڑ و وہ ہمارے پاس آویں پھر جاکے ایک شخص نے ان کا گھوڑا پکڑا وہ آپ کے پاس آئے سلام علیک کیا اور خط فقیر محمد خان رسالدار کا دیا، آپ نے فرمایا کہ بھائی صاحب خط لانا کیا ضرور تھا تم تو خود بجائے خط کے ہو پھر وہ خط پڑھا گیا اور زبانی حال انہوں

نے بیان کیا کہ کل کی رات جب آپ قندھاریوں کی چھاونی میں
تھے تب معتمد الدولہ بہادر کے یہاں سے فقیر محمد خاں بہادر کو خلعت
ہوا دس ہزار روپے ملے اور ہاتھی پالکی شملہ مندیل دوشالہ سپر
تلوار سوا اس کے اور بہت اسباب ملا پہلے تین سو روپے کا مشاہرہ تھا
اب ہزار روپے کا اور پندرہ سو سوار اور دو ہزار پیادے کا حکم دیا کہ
نوکر رکھ لو اور پرگنہ محمدی کا علاقہ ہوا' حضرت علیہ الرحمۃ یہ حال
سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ابھی تو یہ شروع ہے انشاء اللہ
تعالیٰ آگے کو دیکھنا ان کے واسطے کیسی ترقی ہوگی' مولوی سید
محمد صاحب نے کہا کہ کچھ میرے واسطے بھی اپنی طرف سے بطور سفارش کے
خاں صاحب بہادر کو ایک خط لکھوا دیویں' آپ نے فرمایا بہت خوب
اور مولوی سید محمد صاحب خان ممدوح کے یہاں سواروں میں بیس روپے
کے نوکر تھے اور نوکری چاکری چوکی پہرہ معاف تھا' پھر آپ نے
خاں صاحب کو لکھا کہ یہ مولوی سید محمد صاحب ہمارے بھائی ہیں ان کو
اچھی طرح سے رکھنا فقط اور فرمایا بھائی صاحب کھچڑی تیار ہے
اب کھالو پھر شام کو ہمارے یہاں کھانا نہ پکے گا پھر وہی کھچڑی ہوگی

صاحب اور ان کے سئیس نے اور آٹھ دس ہمارے آدمیوں نے
کھائی اور جو بچی وہ بھٹیارے کو دی پھر مولوی صاحب رات بھر
وہیں حضرت کے پاس رہے صبح کو حضرت نے ان کو طرف لکھنؤ کے
رخصت کیا اور آپ بریلی کو روانہ ہوئے شام کو جا کے حسن گنج
میں رہے وہاں کے اٹھے ساتھ خیر و عافیت کے تکیہ میں داخل ہوئے
اور تمام عزیز و اقربا اور یار و آشنا سے ملے تمام ہوا احوال مختصر سفر
لکھنؤ کا ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ اپنے تکیہ کی مسجد میں
مولانا عبدالحئی اور مولانا اسمٰعیل اور بہت صاحبوں کے سامنے فرمانے لگے
کہ ایک رات میں اپنے مکان میں بیٹھا تھا کہ الہام الٰہی سے مجھکو معلوم
ہوا کہ فلانے سمندر میں ایک جہاز بسبب کم پانی کے تباہ ہوتا ہے سو تو
جلد جا کر اس کو گہرے پانی میں کر دے اس کی نجات ہم نے تجھ پر رکھی
ہے میں نے عرض کی کہ الٰہی میں تن تنہا وہاں جا کے کیا تدبیر کروں حکم ہوا
کہ تدبیر تیری کچھ نہیں ہم کو خود اس کا نکالنا ضرور ہے تو فقط اپنی
پشت اس میں لگا کے زور سے ڈھکیل دے ہم اپنے حکم سے اس کو
ہٹا دینگے اس کے لوگ ہلاکی سے نجات پاوینگے اور ہم تیرا درجہ

بڑ ہاد نیگے، پہر میں نے وہاں جاکر دیکھا کہ تمام لوگ اس جہاز کے
واویلا اور نالہ و فریاد مچا رہے ہیں کہ اب ہلاک ہوئے اب ہلاک
ہوئے اور سب اپنی اپنی تدبیر کر رہے ہیں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا
پہر میں نے بسم اللہ کرکے اپنی پشت لگا کے زور کیا وہ جہاز وہاں
سے گہرے پانی میں جا رہا تمام لوگ اسکے نشاش ہو گئے اور خوشی کرنے
لگے، میں وہاں سے اپنے مکان کو آیا، پہر اسکے بعد آپ نے یہ فرمایا
کہ اسی طرح کا ذکر ہے کہ ایک روز سید محمد واضح سید علم الباقی
کے دادا سے مسجد میں بیٹھے کئی طالب علموں کو پڑھا رہے تھے یکبارگی
ننگے پاؤں جلد دوڑکے کپڑوں سمیت اس سئی ندی میں کود پڑے
گلے تک پانی تھا اور بہت دیر تک غوطہ لگائے رہے پہر جب اس میں
سے نکلے مسجد میں آئے تمام کرتہ پارہ پارہ ہو گیا تھا شاگردوں
نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ تھا آپ نے کئی باران کو ٹالا کچھ
حال نہ بتایا جب وہ اس بات کے بہت درپے ہوئے تب فرمایا کہ ایک
جگہ سمندر میں اس وقت ایک جہاز تباہ ہو رہا تھا مجکو الہام الہی
ہوا کہ تو جلد اس ندی میں پھاند اور غوطہ لگا کر اس جہاز کو تباہی

سے بچا، پھر میں نے جاکر غوطہ لگایا اور آنکھ کھولی تو اس جہاز کے
پاس آپ کو پایا پھر اپنی پشت سے اس کو ڈھکیلا وہ گہرے پانی میں چلا گیا
میں ادہر آیا اور یہ کرتا دشمن کرنے میں چھٹ گیا یہ معاملہ تھا ۔
ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ مع تمام رفقا اپنے مسجد میں قریب پھرون
حجرے کے بیٹھے تھے کہ ایک قاصد نواب معتمدالدولہ کا آیا اور خط نواب محمود
اور فقیر محمد خاں بہادر کا لایا اور آپ کو دیا دونوں خطوں کے لفافوں
پر تاریخ اسی روز کی لکھی تھی آپنے دیکھ کر پوچھا کہ ان میں تاریخ
تو آج ہی کی ہے اسنے کہا ہاں آج ہی کی ہے میں سو کوس دن بھر میں
چلتا ہوں اگر آپ اس وقت اس کا جواب لکھ دیں تو آج ہی پہنچا دوں
پھر وہ دونوں خط پڑھے گئے حاصل مطلب دونوں کا ایک ہی تھا یعنی
جو حضرت علیہ الرحمۃ شہر لکھنؤ میں تشریف لے گئے اور کئی مہینے رہ کر
چلے آئے بعد آپ کے آنے کے یہ خبر غازی الدین حیدر والی لکھنؤ
کو ہوئی نواب معتمد الدولہ کو فرمایا کہ ہماری شہر رائے بریلی کے ایسے
بزرگ صاحب کمالات اتنے روزوں رہے اور ہزاروں آدمی
ان کے مرید ہوئے اور ان کی ذات سے مستفید ہوئے اور ہم

کرامتیں ان کی لوگوں نے دیکھیں بڑے افسوس کی جائے ہے
کہ تم نے ہم کو اطلاع نہ کی اب جس صورت سے بنے ان کو جلد بلاؤ
اور ہم سے ملاؤ' سو آپ کے بلانے کو وہ خط لکھے تھے' آپ نے
اپنے لوگوں سے فرمایا کہ اس امر میں کیا صلاح دیتے ہو' اُنھوں نے
عرض کی جو آپ کے خیال شریف میں آوے وہی ہماری صلاح ہے
آپ نے فرمایا کہ میں تو بالفعل کسی صورت سے جانے کا نہیں اس لئے کہ
وہاں جانے میں کچھ فائدہ نظر نہیں آتا میری صلاح تو یہ ہے کہ
اب آگے تم جانو جو کچھ تم بہتر جانو وہ کہو' انھوں نے کہا کہ اگر آپ
نہ جائیے تو مولانا عبدالحیٔ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو بھیجے کہ
وہ حاکم وقت ہے ان کے جانے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نصیب
کرے والا چند روز رہ کر چلے آویں گے آپ نے فرمایا کہ خیر یوں ہی
سہی مگر وہاں کچھ ہونا نہیں ہے' آخر الامر یہی جواب لکھا گیا کہ
بالفعل ہمارا آنا تو کسی طور نہیں ہوتا مگر انشاء اللہ تعالیٰ دس پندرہ روز
میں مولانا عبدالحیٔ اور مولانا اسمٰعیل صاحب پہنچیں گے پھر وہ قاصد
جواب لے کر روانہ ہوا ادھر کئی روز کے بعد مولانا عبدالحیٔ اور

مولانا اسمٰعیل صاحب کے بھیجنے کی تیاری ہوئی، پھر پچیس آدمیوں
سے لکھنؤ کو روانہ کیا، جب وہ وہاں پہنچے نواب معتمد الدولہ کو خبر ہوئی
ایک مکان میں اتارا، پھر غازی الدین حیدر والیِ لکھنؤ کو اطلاع کی
کہ جہاں پناہ نے جو بریلی کے سید صاحب کو یاد فرمایا تھا سو وہ تو کچھ
عذر سے نہیں حاضر ہوئے مگر مولانا عبدالحئی اور مولانا محمد اسمٰعیل کو
اپنی طرف سے بھیجا ہے سو شہر میں اترے ہیں، انہوں نے پچیس روپیہ
روز کا کھانا مقرر کیا سو پکا ہوا کھانا دونوں وقت خوانوں میں آنے
لگا، اس میں بعضے شخصوں نے مولانا عبدالحئی صاحب سے کہا کہ اس
کھانے سے تو نقدی آپ کرلیں تو بہتر ہے، آپ نے فرمایا کہ ہم کو اس
بات سے کچھ غرض نہیں چاہیں وہ کھانا بھیجیں چاہیں نقدی، پھر
وہاں پندرہ سولہ روز رہے مگر والیِ لکھنؤ سے ملاقات نہ ہوئی
نفیر محمد خاں رسالدار اور منڈو خاں رسالدار درمشتی جھنگا ایک
روز پوشیدہ کہنے لگے کہ سبحان علی خاں اور تاج الدین حسین خاں
وغیرہ نے اس امر میں بہت روپے رشوت نواب معتمد الدولہ کو دئے ہیں
کہ جہاں پناہ سے ان کی ملاقات نہ ہونے پاوے والا ایک ہی
ملاقات میں جہاں پناہ کو بہ سنی کر ڈالینگے پھر تمام شہر کے

اہل تشیعہ اہل تسنن ہو جاوینگے سو نواب معتمد الدولہ نے جہاں پناہ
کے خدمتگار سے جو شراب اور بھنگ پلاتا ہے تاکید کہہ دیا ہے کہ جبتک
سید صاحب کے دونوں مولوی شہر میں رہیں تب تک جہاں پناہ
کسی وقت ہوش میں نہ آنے پاویں، سو یہاں کا تو حال یہ ہے
اب آپ کو اختیار ہے چاہیں رہیں اور چاہیں جائیں، آپنے کہا اب
رہنا ہمارا بے فائدہ ہے اور صبح کو نواب معتمد الدولہ سے بے ملے اور
بے خبر کئے بریلی کو چلدئے اور آکے سب حال حضرت علیہ الرحمۃ سے
بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ ہم اول ہی کہتے تھے کہ وہاں جانے سے
کچھ فائدہ نہ ہوگا آخر کو وہی ہوا تکیہ کے اتر طرف
جو چھوٹی باغ مشہور ہے جس میں سید محمد اسحٰق صاحب کی قبر ہے اس
کے کنارے جو پختہ کنواں ہے اسی کوئیں کا پانی حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کے واسطے میں بعد نماز عشا کے لایا کرتا تھا، ایک بار میں پانی بھرنے
چلا برسات کا موسم اور نہایت اندھیرا تھا اور قطرہ افشانی
بھی ہو رہی تھی، جب میں کوئیں پر پہنچا وہاں سے تھوڑی دیر ارہر کا
ایک کھیت تھا، اس میں کچھ کھڑ بھڑاہٹ معلوم ہوا جیسے اندر کوئی

ہے، مجکو وہم ہوا کہ اس میں گیدڑ ہیں یا چور ہیں یا جن ہیں کیونکہ جنات
بھی اکثر وہاں رہتے تھے، میں نے دل میں کہا کہ جو میں اس میں گھڑا ڈالوں
ایسا نہ ہو تب تک کوئی دیو بھوت آ پہونچے اور کچھ ایذا پہنچا دے
اس وقت شور کرنا بھی مناسب نہیں لوگ کہینگے ڈر گئے کچھ دیر تک
یہی پس وپیش میں کیا کیا پھر خدا پر توکل کرکے میں نے گھڑا
کوئیں میں ڈالا اور پھر نکالنے کا ارادہ کیا اس میں دو تین شخص آ
پہنچے اور مجھ پر حملہ کرنے لگے میں نے رسی کا سرا گھمایا کہ خبردار نزدیک
ہوؤگے تو مار ڈالونگا وہ ہنستے بھی تھے اور مجکو دھمکاتے بھی تھے پھر وہاں
سے اسی کھیت میں چلے گئے، میں نے جلد گھڑا نکال کر کوئیں پر رکھدیا
اور کھیت کی طرف میں گیا کہ دیکھوں تو کون لوگ ہیں مگر سوائے کھڑکھڑاہٹ
کے اور کچھ معلوم نہ ہوا، پھر میں گھڑا لے کر تکیہ میں آیا شیخ رحیم علی سے
میں نے کہا کہ یہ گھڑا عبدالقیوم یا اور کسی کے ہاتھ حضرت کے پاس
بھیجا دو اور امانت اللہ خاں سے میں نے اپنا تمنچہ اور تلوار مانگی انہوں
نے کہا اس وقت کیا کروگے میں نے کہا میں کہیں جاؤنگا وہ مجھ سے
پوچھنے لگے کہ کچھ سبب تو بتاؤ، شیخ لطافت مسجد میں تھے یہ گفتگو

سن کر وہاں آئے اور کہا کچھ حال تو بتاؤ کہاں جاؤگے میں نے
وہ تمام قصہ ان سے بیان کیا انہوں نے کہا میں بھی چلونگا میں نے
کتنا ہی منع کیا نہ مانا تلوار بندوق لیکر میرے ساتھ ہولئے، جاتے
جاتے وہیں پہنچے وہ ہمارے جاتے ہی اس ارہر کے کھیت کے باہر
نکل گئے ہم نے ان کا پیچھا کیا پھر کئی مشعلیں سامنے نظر آئیں اور ان
کی روشنی میں بڑے بڑے قدآور لوگ معلوم ہونے لگے، میں نے شیخ لطافت
سے کہا بندوق مارو جیسے اُنہوں نے بندوق سانی کی وہ لوگ مشعلوں
سمیت غائب ہوگئے، پھر ہم وہاں سے پھرے داہنی طرف پندرہ بیس
مشعلیں لئے لوگ معلوم ہوئے اور کچھ شور وغل سنائی دینے لگا مگر
سمجھ میں کوئی کلام نہ آتا تھا، پھر لطافت نے بندوق سانی
کی پھر وہ سب غائب ہوگئے، میں نے شیخ لطافت سے کہا یہ معاملہ
اپنے قابو کا نہیں اب یہاں سے چلو، پھر ہم دونوں تکیہ پر آئے اور
سو رہے، صبح کو لوگوں نے ہمارے جانے کا حال حضرت سے عرض کیا
آپ نے اکیلے ہوکر مجھ سے پوچھا کہ رات تم کہاں گئے تھے کیا
معاملہ تھا، میں نے اول سے آخر تک سب حال جو تھا عرض

کیا، آپ نے فرمایا اگر تم ان سے یہ کہتے کہ میں سید صاحب
کے لئے پانی لینے آیا ہوں تو کوئی تم کو نہ چھیڑتا، میں نے کہا کہ
ان کو کیا نہیں معلوم تھا کہ آپ کے واسطے پانی لینے آتے ہیں
فرمایا کہ بے کہے ان کو کیا خبر کہ کس کے لئے پانی لینے آئے ہیں خیر
اب تم وہاں پانی لینے نہ جایا کرو لوہانی پور کے پاس جو ملینہ خان
کا پرانا کنواں ہے اس میں سے لایا کرو، میں نے پوچھا کہ وہ کنواں کس
جگہ ہے، فرمایا اس روز آم کا باغ خریدنے کو گئے تھے اور اسی
کوئیں پر ہم کھڑے تھے، میں نے کہا وہ کنواں تو خشک معلوم ہوتا
ہے، میاں عبداللہ نے کہا کہ ایک طرف کچھ تھوڑا سا پانی ہے کبوتر
اڑانے کو جو ڈھیلے ہم نے ڈالے تھے سو ایک طرف کچھ پانی کی آواز
معلوم ہوتی تھی، پھر میں نے میاں عبداللہ کے ساتھ ڈولچی لیکر
وہاں گیا اور دیکھا تو پانی بھرا تھا، پھر ڈولچی بھر کر نکالی تو مع
ڈولچی تین ہاتھ رسی تر ہوتی تھی، پھر وہ پانی ہم دونوں حضرت
کے پاس لائے اور کہا کہ اس کوئیں میں تین ہاتھ پانی ہے، آپ نے
فرمایا کہ ڈولچی نیچے تک پہونچی ہوگی اس میں پانی اس سے زیادہ

ہے، اب کی بار جانا تو ڈولچی میں کوئی اینٹ یا بھاری کنکر کھڑ
کر ڈالنا تب اندازہ پانی کا معلوم ہوگا، پھر میں رات کو بعد
نماز عشا کے گیا اور ڈولچی میں اینٹ رکھ کر ڈالا تو نو ہاتھ پانی
تھا، میں نے آکر حضرت سے عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ اس وقت
تو تین ہاتھ پانی نہ تھا اور اب نو ہاتھ ہے اور دو چار روز
پہلے اس میں کچھ پانی نہ تھا شاید کچھ ایک طرف پانی تھا یا نہ تھا
آپ نے فرمایا کہ اس بات کا چرچا کسی سے نہ کرنا اللہ تعالیٰ میں سب
قدرت ہے چاہے بھرے کوئیں کو خشک کر دے اور چاہے خشک
کو بھر دے   جب پہلی بار حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
تکیہ سے کا بیور کو تشریف لے گئے تھے تب جاتے وقت سورا مؤ
میں اترے تھے، آپ کو سن کر شمشیر خاں اور اللہ بخش خاں اور شیخ
رمضان اور مہربان خاں واسطے ملاقات کے آئے اور وہ چاروں
شخص بڑے بڑے لمبے جوان تھے، آپ ان کو دیکھ کر نہایت خوش
ہوئے اور کہا کہ ایسے جوان ہمارے کام کے ہیں پیرزادے
لوگ ہمارے کام کے نہیں ہیں اور بہت تعریف کی وہ آپ کا

اخلاق دیکھ کر خوش ہوئے کہ ہم غریب آدمی میں چار روپے کے سپاہی آپ ہماری اس طرح تعریف کرتے ہیں، پھر حضرت نے فرمایا کہ اب تو ہم کانپور کو جادینگے ادہر سے آتے وقت دیکھا جائیگا ادہر اتفاق پڑے نہ پڑے مگر جب تم ہماری خبر پانا کہ تکیہ پر آئے ہیں تب وہاں تم ہمارے پاس آنا، انہوں نے اقرار کیا کہ ہم ضرور آوینگے، پھر وہاں سے آپ کانپور کو تشریف لے گئے پھر جب وہاں سے مع الخیر تکیہ پر تشریف آئے آپ کی خبر پاکر وہ چاروں صاحب آپ کی خدمت فیضدرجت میں جاکر حاضر ہوئے اور چند روز وہاں رہے، ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ مسجد کی چھت پر بیٹھے تھے وہیں ان چاروں صاحبوں کو بلایا وہ جاکر حاضر ہوئے فرمایا کہ آج ہم تم کو مرید کرینگے اور مولوی محمد یوسف صاحب سے کہا کہ وہ جو ہماری پگڑیاں دھری ہیں لاؤ انہوں نے حاضر کیں پھر آپ نے ان چاروں صاحبوں سے بیعت لی بعد اس کے ایک ایک پگڑی ہر ایک کو بندہوائی سوا اس کے کچھ چھین کپڑا اور کچھ موٹا ہر ایک کو اور بھی عنایت کیا اور مولوی ممدوح سے روپے منگوا کر

چاروں کو دس دس روپے دئے بعد اس کے ایک ایک روپیہ
واسطے برکت کے اور دیا اور فرمایا ساتھ اس لفظ کے کہ اس کو خرچ نہ
کرنا اس سے اور بہت روپے پیدا ہونگے، پہر ان کے واسطے دعا کی اور چاروں
کو فرمایا کہ اللہ تعالی جہاد میں اپنا کام تم سے بہت لیگا، پہر مہربان خان
نے کہا کہ تم سے اللہ اور کام لیگا اور ان بیٹوں سے اور کام لیگا اور وہ
دونوں کام خدا کی ہی رضامندی کے ہونگے، پہر وہ چاروں آپ سے رخصت ہو کر
اپنے مکانوں کو گئے اور چند روز میں اللہ تعالی نے ان کو کھانے پینے سے
آسودہ حال اور فکر معاش سے فارغ البال کر دیا اور کچھ روز وں
اپنے یہاں رہ کر پہر تکیہ پر آئے اور آپ کے ساتھ سفر حج کو گئے اور
وہاں سے آکر جہاد کو گئے، مہربان خاں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے
متعلقوں کی خدمت کے واسطے سندہ میں رہے، پہر وہاں سے ان کے
ساتھ شہر ٹونک میں آئے اور اب تک کہ سن بارہ سو چوہتر ہجری
ہیںا خوش و خرم کھاتے پیتے چین کرتے ہیں اور وہ تینوں جوان
اول چہاپے میں اکوڑی کے شہید ہوئے
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے ہزار روپے لکھنؤ میں فقیر محمد خاں

بہادر کے پاس بطور امانت کے دہرے تھے آپ نے مجھ سے فرمایا کرد ہا
سے روپے لے آؤ، میرے پاس ایک بڑا تیز گام یابو تھا اُسی پر سوار
ہو کر میں بریلی سے لکھنؤ خان صاحب ممدوح کے پاس گیا اور حال کہا،
اور وہ روپے لئے اور تین روز وہاں رہا جس روز میں چلنے لگا تو وہ
روپے میں نے یابو کے آدہے ایک طرف رکھے اور آدھے دوسری طرف
اور دوسو روپے ان روپوں کے سوا اور کسی کے تھے وہ میں نے کمر میں باندھے
اور اس وقت کوئی ڈیڑہ پہر دن چڑھا ہو گا، خاں صاحب بہادر نے
مجھ سے کہا کہ دن بہت آیا ہے اور منزل دور ہے آج رہ جاؤ کل سویرے
سے چلے جانا، میں نے کہا کہ رہونگا تو نہیں آج ہی جاؤنگا انہوں نے
کہا خیر اگر جاتے ہو تو آج بجنور میں رہنا اور ہمارا خط لیتے جاؤ
اور ہمارا فلانا عامل ہے اس کو دینا اور وہ سید صاحب کا مرید بھی
ہے تم کو آرام سے رکھیگا، پھر خاں صاحب بہادر کا خط لیکر میں
روانہ ہوا قبل وقت عصر کے میں نے بجنور میں اس عامل کے پاس پہنچا
اور وہ خط دیا، انہوں نے بہت خاطر داری کی اور کچھ کھانا کھلایا
اور کہا کہ رستہ خطرہ کا ہے اور دن تھوڑا ہے آج یہاں آرام

سے میرے پاس رہو کل چلے جانا، میں نے کہا ابھی دن زیادہ ہے
چلا جاؤنگا، پھر میں وہاں سے چلا دو ڈھائی کوس ایک بستی تھی
وہاں پہنچا اسی دن وہاں کی بازار بھی تھی اور ایک چبوترے پر اترا
اور کمر سے وہ روپئے کھولے ان میں سے واسطے خرچ کے میں نے ایک
روپیہ نکال کر خرد کیا اور کچھ پیسوں کا گھوڑے کے واسطے مصالح
لیا اور باقی پیسے آگے کے خرچ کو رہنے دئے، پھر میں اپنے دل میں
ڈرا کہ لوگوں نے میری کمر کے روپئے دیکھے ہیں خدا خیر کرے، اس وقت
مجھہ سے یہ حرکت بہت بیجا ہوئی میری کمر میں دو تمنچے تھے، میں
میں نے دونوں کو خالی کر کے پھر بھرا اس واسطے کہ دیکھنے والوں کو
خوف ہو کر یہ بھی ہتھیار اس کے پاس ہے، پھر میں سوار ہوا وہاں سے
چلا ڈھاک کا جنگل کئی کوس کا ملا اور میرے دل میں وہی دغدغہ
تھا کہ بازار میں میرے روپئے لوگوں نے دیکھے ہیں ایسا نہ ہو کسی نے
پیچھا کیا ہو یکایک داہنی طرف آگے چل کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک
آدمی سپر تلوار باندھے میری جانب چلا آتا ہے، میں نے اپنے دل
میں جانا کہ یہ بھی کوئی مسافر ہوگا پھر آتے آتے نزدیک آیا

اور میرے ساتھ پیچھے پیچھے چلنے لگا اور مجھ سے کہا میاں جی کہاں سے آتے
ہو اور کس کے نوکر ہو، میں نے کہا فقیر محمد خاں بہادر کے مکان سے
آتا ہوں اور میرے یابو کا بانا تی زین پوش تھا پھر کہا کہ میاں جی
تمہارا زین پوش بہت اچھا ہے یہ تم مجھے دے ڈالو، میں نے کہا تجکو
کیوں دوں، میں نے اپنے شوق کے واسطے بنایا ہے، میں نے جانا کہ یہ
مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے بیشک راہزن ہے اور عجب نہیں کہ دوسرا
کوئی اور بھی کہیں اس کے ساتھ کا ہو، میں نے اپنا تمنچہ کمر میں ہاتھ
ڈال کر چڑھایا اس کی آواز چٹ چٹ سن کر وہ چونکا اور میری
طرف دیکھنے لگا مگر اس کو تمنچے کا حال معلوم ہوا پھر مجھ سے زین پوش
مانگنے لگا اور میں وہی جواب دیتے ہوئے یابو کو ہانکے چلا جاتا تھا
اس میں ایک آدمی نے ایک ڈھاک کے درخت کے نیچے سے نکل کر
مجھ پر لٹھ چلایا وہ لٹھ میرے گھٹنے میں لگا قریب تھا کہ میں اس
کے زور سے گر پڑوں، مگر خدا نے بچا لیا میں نے جلد تمنچہ نکال کر اس
پر فیر کیا وہ اسی جگہ مردار ہو رہا وہ دوسرا میں نے اس کو للکارا
خبردار تیرا کیا ارادہ ہے وہ حواس باختہ ہو کر ہاتھ جوڑنے

لگا کہ میاں جی میں مسافر ہوں اس کے ساتھ کا نہیں ہوں
اُس نے جیسا کیا دیسا پایا اور میرا ساتھ چھوڑ کر وہیں رہا اور میں
آگے چلدیا جنگل سے نکل کر ایک جگہ تیمم کر کے نماز عصر پڑھی اور آفتاب
قریب غروب کے تھا پھر میں آگے چلا ایک جگہ جاکر مغرب پڑھا پھر
سوار ہو جاتے جاتے وقت عشا کے ایک بستی میں پہنچا بھٹیارے سے
جلدی پسوا کر گرم کروا کے گھٹنے میں لگائی اس نے کہا اس وقت
کوئی کہتا تھا کہ فلانی جگہ رستے میں ایک آدمی مارا گیا ہے میں نے
کہا کیا عجب ہے مارا گیا ہوگا تو سرا کا پھاٹک بند کرلے کوئی کھلوائے
میری بے اطلاع کے مت کھولیو اس نے جانا شاید ان سے کہیں جھگڑا
ہوا ہے مگر وہ مجھ سے پوچھ نہ سکی، پھر میں نے روٹی پکوائی اور کہا
کہ چارپائی پر لیٹ گیا دیر تک اسی خیال سے نیند نہ آئی شاید
کوئی چار گھڑی رات پھر میں سویا ہونگا پھر صبح کو کوئی چار کوس
حسن گنج تھا وہاں جاکر سرا میں اترا اور اپنے گھٹنے کو خوب سینکا
اور اس روز وہیں رہا، دوسرے دن قبل دوپہر کے تکیہ پر آیا حضرت
علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی آپ نے پوچھا یہ گھٹنے میں کیا ہوا

میں نے کہا کہیں راہ میں چوٹ آگئی آپ چپ ہو رہے اور لوگوں سے
پوچھا کہ سنا ہے کہ رستے میں کوئی قزاق مارا گیا کہیں تم سے تو نہیں یہ
واقعہ ہوا میں نے کہا تم کو کیونکر ثابت ہوا کہ مجھ سے یہ واقعہ ہوا اسی
طور باہم گفتگو کر کے میں چپ ہو رہا دوسرے دن حضرت علیہ الرحمۃ مسجد کی
چھت پر بیٹھے تھے وہیں مجھکو بلا کر پوچھا کہ اب بتاؤ یہ تمہارے گھٹنے میں
کیونکر چوٹ لگی' میں نے وہ تمام قصہ اول سے آخر تک عرض کیا آپ
نے میرا گھٹنا ٹٹولا اور اس پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اللہ تعالی اشفا دیگا
اور اس کی خبر تو اللہ تعالی کی طرف سے اسی روز مجھکو معلوم ہو گئی
تھی کہ رستے میں تم پر کچھ صدمہ واقع ہوا اس بات سے مجھکو تردد
ہوا پھر جناب الہی سے حکم ہوا کہ اس کو مع الخیر تیرے پاس پہنچادینگے
پھر آپ چھت سے اتر کر مسجد میں اپنی جگہ معمولی پر بیٹھے' لوگ آکر
حاضر ہوئے' آپ نے فرمایا کہ وہ جو رستے میں آدمی مارا گیا ہے اس
کا حال ان سے پوچھو اس کو انہیں نے مارا ہے وہ قزاق تھا
لوگوں نے مجھ سے پوچھا میں نے وہ تمام ماجرا اول سے آخر
تک بیان کیا حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ بامراد

سفر شاہجہاں آباد سے مع الخیر آئے اور سلخ شعبان کو تکیہ پر تشریف
لائے صبح کو سب نے روزہ رکھا اس ماہ مبارک میں حضرت علیہ الرحمۃ
کی توجہ سے نماز میں اور مراقبہ میں طرح طرح کے انوار خیر و برکت کے
ہر کسی کو موافق استعداد کے حاصل ہوئے، بعد انقضائے شہر رمضان
رفتہ رفتہ ان انوار فیض آثار میں تنزل واقع ہونے لگا یہاں تک کہ
بہ نسبت کے اول کے بڑا تفاوت پڑ گیا سب کو تردد ہوا ایک دوسرے
سے اپنے حال کی شکایت کرنے لگے، اس میں قریب چار مہینے گذر گئے
آخر کو سب آپس میں مشورہ کرکے ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس گئے اور یہ حال عرض کیا، آپ نے سن کر کچھ جواب نہ دیا
پھر بعد چودہ پندرہ روز کے سب نے مل کر عرض کیا پھر آپ چپ
رہے کچھ نہ بولے پھر کوئی پندرہ روز کے بعد ایک دن آپ
نے خود لوگوں سے پوچھا کہ بھائیو وہ جو دوبار تم نے ہم سے
سوال کیا تھا آج پھر بیان کرو اس وقت ایک دوسرے کا منہ
دیکھتا تھا اور کوئی جواب نہ دیتا تھا پھر بتکرار آپ نے پوچھا
مگر کوئی نہ بولا آپ نے مولوی یوسف صاحب سے فرمایا

کہ یوسف جی وہ حال جو دو بار بھائیوں نے ہم سے پوچھا تھا اور جو حال کہ اب ان دنوں بھائیوں کا ہے دریافت کرکے ہم سے کہو پھر مولوی صاحب موصوف نے چند لوگوں سے جدا بھی اور اکٹھے بھی پوچھا انہوں نے کہا کہ آپ بھی تو ہم میں شریک ہیں کیا آپ کو نہیں معلوم ہے کہ رمضان المبارک میں جو انوار خیر وبرکت کے نماز اور مراقبہ میں ہم لوگوں کو حاصل تھے چار مہینہ کے عرصہ میں دسواں حصہ بھی باقی نہ رہا تھا مگر اب تیدرہ سولہ روز بہ نسبت رمضان المبارک کے دوسری صورت انوار کی خیر وبرکت دو چند بلکہ سہ چند ہر کسی کو ہوگئی یہ حال ہے اسی سبب سے کسی نے جواب نہ دیا' پھر مولوی صاحب ممدوح نے جاکر یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ سے گزارش کیا' آپ نے فرمایا کہ یوسف جی جس بات کا بھائی لوگوں نے دو بار ہم سے سوال کیا تھا سو ان دنوں دوسرا کام اس سے افضل ہمارے درپیش ہے اب اس کی طرف ہمارا دل مشغول ہے وہ کام کون ہے یعنی کوشش جہاد فی سبیل اللہ کی اس کے سامنے اس حال کی کچھ حقیقت نہیں ہے اس واسطے وہ کام یعنی تحصیل

علم سلوک اس کام کے تابع ہے' اگر کوئی تمام دن روزہ
رکھے اور تمام رات زہد وریاضت گذارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے
پیروں پر ورم آجائے' اور دوسرا شخص نیت جہاد سے ایک ساعت
رات یا دن کو رنجک اڑا دے کہ مقابلہ کفار میں آنکھ نہ جھپکے
تو وہ عابد اس مجاہد کے رتبہ کو ہرگز نہ پہنچے گا اور وہ کام اس
وقت کا ہے جب اس کام سے فارغ البال ہوا اور اب جو پندرہ
سولہ روز سے دوسرے انوار کی ترقی نماز یا مراقبہ میں معلوم ہوتی
ہے وہ اسی کاروبار کے طفیل سے ہے کہ کوئی بھائی جہاد کی
نیت سے تیر اندازی کرتا ہے کوئی بندوق لگاتا ہے کوئی
پھری گدگا کھیلتا ہے کوئی ڈنڈ پیلتا ہے اگر ہم اس کام کی
اس وقت تعلیم کریں تو یہ ہمارے بھائی لوگ اس کام سے جاتے
رہیں اور یوسف جی تم خود اپنے ہی حال کو خیال کرو کہ گردن
ڈالے ہوئے ایک سکوت کے عالم میں رہتے ہو اسی طرح
اور لوگ بھی کوئی کمل اوڑھے مسجد کے کونے میں بیٹھا
ہے کوئی چادر لپیٹے حجرہ میں بیٹھا ہے کوئی جنگل میں

جاکر مراقبہ کرتا ہے کوئی ندی کے کنارے میں گڑھا کھود کر
بیٹھا رہتا ہے، ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا دشوار
ہے، تم ہمارے بھائی لوگوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کاروبار میں
دل لگاؤ یہ تمہارے واسطے اس سے بہتر ہے، پھر مولوی محمد یوسف
صاحب نے بھی تقریر ان لوگوں سے جاکر کی کہ حضرت یوں ارشاد
کرتے ہیں سب نے کہا حضرت علیہ الرحمۃ کا فرمانا ہم کو منظور
ہے اب ہم اسی کام میں مشغول ہونگے مگر اب کی بار یہ بھی ہماری
طرف سے عرض کرو کہ وہ حالِ اول جس قدر ہم لوگوں میں
اب باقی ہے اگر اسی قدر رہے تو بھی غنیمت ہے اور آگے جو
حضرت کو منظور ہو وہ ہم کو منظور ہے، مولوی صاحب موصوف نے حضرت
سے یہ ہی عرض کیا کہ ہمارے بھائی لوگ یوں کہتے ہیں، آپ نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ہر طرح کی اپنی نعمتیں انعام فرمائی
ہیں، بھائی لوگ جو یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ حال جس قدر ہے
اسی قدر ہم میں باقی رہے یہ تو فقط سو پچاس ہی آدمی
ہیں اگر ان کے علاوہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں شخص ہوں

جناب الٰہی سے مجکو امید قوی ہے کہ اگر میں فضل الٰہی سے کوشش کروں
تو ان سے بہتر حال ان سب کا ہوجاوے سو یوسف جی تم بھائیوں
سے کہو کہ اس بات کا مشورہ حاجی عبدالرحیم صاحب سے کرکے ہم کو
اطلاع کرو پھر جیسا ہوگا ویسا ہم کہیں گے، پھر مولوی صاحب نے
لوگوں سے کہا کہ آپ یوں فرماتے ہیں وہ سب مل کر حاجی صاحب
ممدوح کے پاس گئے اور اس اپنے سوال کی گفتگو کی اور کہا کہ آپ اس
امر میں کیا بات مناسب جانتے ہیں، حاجی صاحب وہ تقریر سن کر
اپنا حال بیان کرنے لگے کہ جب مجکو حضرت علیہ الرحمۃ سے بیعت
نہ تھی اور اپنے مشائخ کے طور طریق پر تھا اور چلہ کشی کرتا تھا
اور جو کی روٹی کھاتا تھا اور موٹے کپڑے پہنتا تھا اور صدہا
مرید میرے تھے اور جو کوئی طالب دردمندی کا میرے پاس آتا
اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا اور جو
کوئی اپنے مطلب کے لئے دو چار کوس یا ایک دو منزل لیجانے
کی درخواست کرتا تو للہ فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت
کا یہ طور تھا اگر وہ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر

ڈالتا تو اسی جگہ اس کو حال آتا اور بعضی بعضی باتیں مجھ میں اس سے بھی بڑھ کر تھیں اور میں اپنے اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے مریدوں میں بھی بعضے بعضے صاحب تاثیر تھے باوجود ان سب باتوں کے جب اللہ تعالیٰ نے ان سید صاحب کو سہارنپور میں پہنچایا اور مجھ سے ملایا اور مجکو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کا طریقہ دیکھا اس وقت اپنے نزدیک مجکو یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو میری موت بری ہوتی، پھر میں نے اپنے سب مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے ہو تو ایک دوسرا کے ان سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرو اور جو نہ کرے گا وہ جانے میں نے آگاہ کر دیا ہے اس کا مواخذہ روز قیامت کے مجھ سے نہیں، پھر سب نے دوسرا کے بیعت کی سو میں نے تمام اس عیش و آرام اور ناموس و نام کو ترک کر کے سید صاحب کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی، اینٹیں بھی بناتا ہوں دیوار بھی اٹھاتا ہوں گھاس بھی چھیلتا ہوں لکڑی چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ

نے اپنے فضل سے جو اس کاروبار کی بدولت مجکو نعمت دی اور خیر و
برکت عطا کی اس کے دسویں حصہ کے برابر اس اول معاملات کی تمام
خیر و برکت کو نہیں پاتا ہوں اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ
محنت کیوں اختیار کرتا سو میری تو صلاح اس بات میں یہ ہے کہ
تم سارا کاروبار حضرت پر چھوڑ دو وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرماویں
اسی کو مانو اور اس میں اپنی بہتری جانو اور اپنی رائے ناقص کو دخل نہ دو
پھر اس تقریر کو حاجی صاحب سے سن کر لوگ چپ رہے اور جو کچھ حاجی
صاحب نے فرمایا مان لیا اور پھر اپنے سوال کا مذکور نہ کیا اور کاروبار
جہاد میں مشغول ہوئے بھر ماری بھی کرتے تھے تیر اندازی بھی کرتے تھے
چو رنگ بھی لگاتے تھے جتنے فن سپہ گری کے ہیں سب کی مشق کرتے تھے اور
وہ کارخانہ توجہ اور مراقبہ کا بالکل ترک دیا

جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سفر لکھنؤ سے تکیہ پر تشریف لائے
قصبہ رائے بریلی میں دیدار بخش نام ایک مخنث تھا ایک اور مخنث کو
اپنے ساتھ لے کر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آیا اور

عرض کی کہ ہمارے بہائی بندوں نے لکھنؤ سے ہم کو لکھا کہ رائے بریلی
کے سید صاحب ہمارے طائفہ کے چار آدمیوں کو یہاں سے ورغلا کر اپنے ساتھ
لے گئے ہیں سو تم جس طور سے بنے ان کو یہاں پہنچاؤ بغیر ان کے ہمارا
طائفہ بگڑ گیا ہے سو اس واسطے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں
کہ آپ ان چاروں شخصوں کو عنایت فرما دیں اس واسطے کہ وہ ہمارے
ہی کام کے ہیں آپ کا ان سے کوئی کام نہیں نکلنے کا' آپ نے دیر تک
نظر ہدایت اثر سے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ ہم تو کسی کو بھی زور سے
اپنے پاس بلاتے نہیں اور جو کوئی آپ سے آتا ہے اس کو ہم روکتے بھی نہیں
مگر اس کو ہم حکم خدا اور رسول کا سنا دیتے ہیں آگے اس کو اختیار ہے
چاہے مانے چاہے نہ مانے اور وہ تو لکھنؤ میں فقیر محمد خاں رسالدار کے
یہاں ہیں اگر تمہارے سمجھانے سے مانیں تو ان کو وہاں سے لیجاؤ اور
ان کے بھائیوں میں پہنچاؤ ہم تم کو اس بات سے مانع نہیں ہیں پھر
وہ رخصت ہوا اور کہا کہ میں کسی وقت پھر حاضر ہونگا' آپ نے کہا
کہ تم ضرور کسی وقت ہمارے پاس آؤ' پھر جب وہ چلا گیا تب

آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ہم کو سمجھانے کو آیا تھا سو اللہ تعالیٰ نے
خود اس کو سمجھا دیا' اب انشاءاللہ تعالیٰ یہ آپ اگر تائب ہوگا پھر کئی
روز کے بعد دیدار بخش آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اس دن
آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اس دن آپ کے پاس ان کو لینے کے
لئے آیا تھا اور منظور الٰہی یوں تھا کہ مجکو اس نے توفیق توبہ کی عطا
فرمائی' آج میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے آیا ہوں اور میرے دل میں
اس بات کا یقین ہوا کہ حقیقت میں آپ ہی کا طریق حق ہے اور سب غلط
پھر آپ نے اس سے بیعت لی' اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسی ہدایت دی کہ
جبتک آپ تکیہ پر رہے اکثر آپ کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوا کیا
اور نماز جمعہ تکیہ کی مسجد کی بلا عذر اس نے کبھی ناغہ نہ کی اب سے
سن بارہ سو بہتر ہجری تک مجکو اس کا حال معلوم ہے کہ نماز جمعہ تکیہ
کی مسجد میں پڑھتا ہے اور جو کوئی ادہر سے یہاں ٹونک میں آتا
ہے تو مجکو ضرور سلام کہلا بھیجتا ہے اب ایک سال اس کی خبر مجکو نہیں
ملی جب حضرت علیہ الرحمۃ سفر لکھنؤ سے تکیہ پر تشریف
لائے بعد کئی مہینہ کے مولوی سید محمد صاحب پانچ ہزار روپے

کی ہنڈوی فقیر محمد خاں بہادر کے پاس سے حضرت کے واسطے لائے
اور خاں صاحب ممدوح کا ایک خط، خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ
آپ کی دعا کی برکت سے نواب معتمد الدولہ کی سرکار سے میرے واسطے
اس قدر ترقی ہوئی اور فلانے فلانے پرگنے چکلہ داری ملے اور جو میں
نے آپ کی جناب ہدایت مآب میں شکرانہ بھیجا ہے اس کو آپ قبول
فرماویں اور سوا اس کے اور بھی کچھ حال ہوگا مگر وہ مجکو نہیں معلوم
حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کے جواب میں لکھا کہ آپ کا خط ہمکو پہنچا
کیفیت اس کی معلوم ہوئی اور جو بات آپ سے ہم نے وقت
نذر دینے کے کہی تھی یعنی خدا اور رسول کے موافق تم ٹھیک چلے
جاؤگے روز بروز تمہارے اقبال کی ترقی رہیگی اس بات کو
خوب یاد رکھنا اور آپ نے جو نذرانہ بھیجا ہے وہ آپ کے
پاس واپس آتا ہے اس واسطے کہ ہم نے آپ کے لئے للہ فی اللہ
دعا کی تھی کچھہ نذرانہ کی اُمید سے نہیں کی تھی اور اس بات
سے کچھ اپنے دل میں کدورت نہ لانا فقط
فقیر محمد خاں بہادر مرحوم کے نکاح میں ایک کسبی تھی اس پردہ

نہایت فریفتہ اور عاشق تھے، قضائے الٰہی سے وہ مرگئی اس کے
غم فراق میں خاں صاحب موصوف کا یہ حال ہوا کہ گھڑیوں بلکہ پہروں اس کی
قبر پر بیٹھے رویا کرتے اور اس کی قبر پر بوسہ بھی دیتے، سوائے
گریہ وزاری کے کوئی کام نہ تھا، تو اب معتمد الدولہ کے دربار میں اور
وہاں کی آمد و رفت بہت روزوں تک ترک کر دی، یہ خبر تواتر زبانی
معتبر لوگوں کے تکیہ پر حضرت علیہ الرحمۃ کو پہونچی، آپ کو بڑا رنج ہوا
کہ یہ تو بہت بڑی بات ہے اس میں ان کی دین و دنیا دونوں کا ضرر ہے
پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارا خط لے کر واسطے ماتم پرسی کے جاؤ
اور جو ہم زبانی پیام کہہ دیں وہ ان کو پہنچانا اس لئے کہ وہ تمہارے
قدیم آشنا ہی ہیں، تم بے تکلف ان سے کلام کرو گے، میں نے کہا کہ میں
حاضر ہوں، جب ارشاد ہو تب چلا جاؤں، اس میں خط لکھنے میں ایک
دو روز کا عرصہ گذرا، میں نے عرض کیا کہ میرے ساتھ کوئی پڑھا
قابل آدمی ہوتا کہ وہ آپ کی طرف سے ان کو وعظ و نصیحت ہی سناتا
خوب ہوتا، آپ نے فرمایا کہ بات تو تم نے بہتر کہی مگر کس کو
ساتھ کریں، میں نے کہا جس کو آپ کی خوشی ہو پھر آپ نے

مولوی محمد یوسف کو میرے ہمراہ کیا پھر ہم دونوں ایک اونٹ
پر سوار ہو کر لکھنؤ کو گئے اور جاکر قندھاریوں کی چھاونی میں
میر احمد علی صاحب کے پاس اترے، رات بھر وہاں رہے صبح کو
ہم دونوں خان صاحب بہادر کے پاس چلے، جب وہاں پہنچے تو دیکھا
حاطے کے پھاٹک کے دونوں طرف پہرے والے ننگی تلواریں لئے
کھڑے ہیں اور کوئی پندرہ بیس قدم کے فاصلہ سے اندر احاطہ
کے محب اللہ خاں حافظ نجو خاں کے بھانجے سواروں سے قواعد کرا رہے
ہیں، ہم کو تردد ہوا کہ اب اندر کیونکر جاویں، اس میں قواعد لیتے
لیتے محب اللہ خاں کا منہ ہماری طرف ہوا، میں نے پکار کر سلام علیک
کیا انھوں نے پہچانا اور جواب سلام کا دیا اور ہم کو اندر بلایا
اور پہرے والوں سے کہا ان کو آنے دو، پھر ہم دونوں اندر
حاطے کے چلے گئے، انھوں نے ایک آدمی سے کہا ان کو خان صاحب
بہادر کے پاس پہنچا آؤ، پھر وہ آدمی خان صاحب بہادر
کے سامنے لے گیا، ڈیوڑھی کے سامنے ایک چبوترے پر
خان صاحب کئی امیروں کے ساتھ باتیں کر رہے تھے ہم

دونوں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا، چبوترے کے نیچے مونڈھے بچھے تھے ہم ان پر بیٹھے، آپ خیر و عافیت پوچھی اور کہا کیونکر آنا ہوا۔ میں نے کہا سید صاحب نے واسطے ماتم پرسی کے بھیجا ہے اور حضرت کا خط میں نے ان کو دیا اور کہا کچھ زبانی پیام بھی ہے وہ الگ آپ سے عرض کرونگا، پھر مجھ سے پوچھا کہ تم اترے کہاں ہو میں نے عرض کیا میر احمد علی کے پاس قندھاریوں کی چھاؤنی میں، فرمایا بستر یہیں اٹھالاؤ، میں نے عرض کیا کہ وہ بھی آپ ہی کا مکان ہے، فرمایا بہتر وہیں بستر رہنے دو مگر کھانا یہاں کھائیو، پھر وہ چبوترے سے اُترے دو تین قدم کے فاصلہ سے ایک طرف کرسی بچھی تھی اس پر بیٹھے، وہیں وہ خط پڑھا اور زبانی حال پوچھا، میں نے عرض کیا کہ سید صاحب نے فرمایا ہے کہ یہاں ہم نے کئی شخصوں کی زبانی سنا ہے کہ آپ ان دنوں بسبب غم فراق اپنی بی بی کے قبر پر بیٹھے رہتے ہیں اور بوسہ بھی دیا کرتے ہیں اور آہ و نالہ کیا کرتے ہیں اور نواب صاحب کے دربار میں جانا موقوف کردیا ہے، اول تو ہم کو آپ کی طرف سے یقین نہیں کہ ایسی حرکت

نامناسب کرتے ہوں' دوسرے اگر یہ بات سچ ہے تو بہت بُرا ہے کہ دین ودنیا دونوں کا اس میں نقصان ہے فرمایا کہ کہنے والوں نے سچ کہا ہے یہ سب باتیں ٹھیک ہیں آج تک میرا یہی حال ہے' میں نے عرض کی کہ سید جناب کو اب کی بار جب آپ نے نذر دی تھی انہوں نے آپ کو نصیحت کی تھی کہ موافق فرمانے خدا ورسول کے چلے جانا کوئی کام خلاف شرع عمل میں نہ لانا اس میں تمہاری دنیا ودین دونوں کا فائدہ ہوگا سو دنیا کا فائدہ تو آپ نے دیکھ لیا کہ تب سے کس قدر آپ کی دولت وحشمت کی ترقی ہوئی اور ان دنوں جو یہ امر خلاف شرع آپ سے ظہور میں آیا اس کا یہ ثمرہ پایا کہ دین ودنیا دونوں کا نقصان ہوا دین کا نقصان تو یہ کہ جو حرکت خلاف شرع آپ سے سرزد ہوئی اس کی جزا اسزا خدا کے نزدیک دیکھا چاہیے کہ کیا ہو اور نقصان دنیا ظاہر ہے کہ نواب معتمد الدولہ کی دربا داری اور وہاں کی آمدرفت آپ نے موقوف کردی اگر نہ کرتے تو اب تک خدا جانے کیا کیا فوائد دنیا آپ کو حاصل ہوتے' فرمایا کہ بھائی صاحب سچ کہتے ہو مگر میں کیا کروں کچھ ایسا غم فراق سے میرے دل پر غفلت کا پردہ پڑ گیا کہ ان بھلا برا کچھ نہ سوجھا اور جو کچھ آج تک ماتم پرسی کو آیا بے صبری کے کلام کرنے مجھکو رلایا

سو تمہاری طرح تسکین و تسلی کی بات کسی نے نہ کی، اب مجکو اپنے
خیال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت گویا خود جناب سید صاحب مجکو
سمجھا رہے ہیں اور انہیں کی توجہ اس وقت مجھ پر پڑ رہا ہے کہ دفعتہً ان
باتوں سے وہ پردہ میرے دل کا دور ہو گیا اور اپنی اس حرکت
ناشائستہ کی قیامت مجکو نظر آنے لگی، سو اب میں توبہ کرتا ہوں کہ
انشاء اللہ تعالیٰ بار دیگر پھر ایسا کام نہ کرونگا، میں نے کہا کہ سید صاحب
نے جو فرمایا تھا سو میں نے آپ سے عرض کیا، اب مولوی محمد یوسف صاحب
آپ سے کچھ کلام کرینگے اس کو خیال فرمائیے، پھر مولوی صاحب نے
کئی آیتوں اور حدیثوں کا وعظ فرمایا خاں صاحب بہادر آبدیدہ
ہوئے اور اپنی خطا کا اقرار کیا اور دوسرا کے لفظ توبہ زبان پر لائے
کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب ایسی حرکت خلاف شرع نہ ہو گی اور ہم دونوں
سے فرمایا چند روز ہمارے یہاں رہو، ہم نے عرض کی کہ ہم کو جانا
ضرور ہے، فرمایا کچھ روز تو ٹھہرو، ہم نے عرض کی بہتر ہے بات چار
دن اور ہم رہ جاوینگے، پھر اس کے دوسرے دن نواب معتمد الدولہ
کا چوبدار آیا اور خبر لایا کہ کل نواب صاحب بہادر آپ کے

یہاں ماتم پرسی کو تشریف لاوینگے، یہ سن کر خاں صاحب بہادر نے سامان
ان کے آنے کا تیار کیا اور سوا لاکھ روپے کا چبوترہ بنوایا، پھر دوسرے روز
نواب صاحب ممدوح بڑے تجمل سے آئے دو گھڑی ٹھہرے پھر رخصت ہو گئے
اور وہ سوا لاکھ روپیہ کا چبوترہ ان کے خدمتگاروں چوبداروں وغیرہ
مستحقوں نے آپس میں تقسیم کر لیا، پھر اس کی صبح کو خاں صاحب بہادر نواب
صاحب کے دیدار کو گئے دوسرے روز پھر گئے اس دن ہاتھی پالکی وغیرہ خلعت
ہوا اور تین لاکھ روپیہ نقد لے اور ڈیڑھ ہزار روپے کا مشاہرہ ہوا اور
ایک رسالہ سواروں کا اور کسی پرگنہ کی ٹھیکہ داری بھی ملی، جب دربار سے
شاد و بامراد اپنے مکان پر تشریف لائے ہم دونوں مبارکباد دینے گئے اور
میں نے عرض کی کہ خاں صاحب خیال کیجئے کہ ابھی کسی عمل کی نوبت نہیں
آئی فقط زبان سے اپنی حرکت ناشائستہ سے توبہ فرمائی ہے اس برکت کا
ثمرہ آپ کو حاصل ہوا اور اب ہم آپ سے رخصت ہوتے ہیں فرمایا سچ
کہتے ہو یہی بات ہے یہ تمام سید صاحب کی دعا کی برکت ہے اور ابھی دو
چار روز اور رہو ہم نے عرض کی کہ اب تو ہم جاوینگے، پھر رخصت
ہو کر دونوں نگینہ کو روانہ ہوئے اور آ کر حضرت علیہ الرحمۃ سے

تمام کیفیت عرض کی **حکایت** جب حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
علیہ الرحمۃ سفر باظفر لکھنؤ سے مراجعت فرما کر تکیہ پر تشریف لائے اور
کچھ یا زیادہ ایک سال وہاں رونق افروز رہے ان ایام مبارک فرجام
کا یہ واقعہ ہے کہ کئی روز تک ہم لوگوں نے حضرت علیہ الرحمۃ کے چہرہ مبارک
کو کمال بشاش دیکھا مگر کسی نے اس کا سبب معلوم نہ کیا اور نہ آپ
سے پوچھا، ایک روز آپ ہی حضرت علیہ الرحمۃ فرمانے لگے کہ فلانی رات
کو میں اپنے مکان کے کوٹھے پر طرف مغرب کے سر کئے ہوئے چارپائی پر
لیٹا تھا اس وقت مجکو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عنایات بے غایات کا تصور
بندھا کہ اے پروردگار عالم کیسی کیسی تو نے اپنے بندوں کو انعام عطا فرمائے
ہیں اور کیا کیا رتبے ان کو دئے ہیں کسی کو ابدال کا رتبہ دیا کسی کو
غوث و قطب کیا، اگر مجھ خاکسار ذرہ بمقدار کو بھی کسی رتبۂ عالی سے
ممتاز اور سرفراز فرمائے تو تیرے نزدیک کچھ دور نہیں ہے اسی وقت جناب
قادر ذوالجلال لایزال سے الہام ہوا کہ ہم نے تجھکو بھی اپنی نعمتوں سے
دیا ہے اور ابھی اور دینگے، ہمارا ایک بندہ ملک شام میں ہے تو
اس کی ملاقات کو جا اور وہ قطب الاقطاب ہے اس کی حیات ابھی ساڑھے
تین برس باقی ہیں بعد وفات اس کی کے وہ بھی رتبہ ہم تم کو عطا کرینگے پھر

میں اسی وقت حکم الٰہی سے ملک افغانستان اور خراسان اور ایران کی
کوہستان کی سیر کرتا ہوا چلا یہاں تک کہ ملک شام میں ان کے فیض مکان
آستان پر پہنچا وہاں ایک نالہ جاری تھا اس کے کنارے ایک بلند پشتے پر
مٹی کی چھوٹی چھوٹی دیواروں کے کئی گھر گھاس سے چھائے ہوئے تھے اور
جو ان گھروں کے صحنوں کی چھوٹی چھوٹی دیواریں تھیں ان پر پتیاں گھاس
کی پڑی ہوئی تھیں سو انہیں گھروں میں ایک گھر تھا کہ اس میں وہ حضرت
عالی منزلت والا مرتبت رونق افزا تھے اس وقت ان کی خدمت سراپا برکت
میں چھ آدمی اور بھی حاضر تھے اور وہ ان کے مریدوں میں تھے یا عزیزوں
میں یا عزیز و مرید دونوں طرح سے فیضیاب تھے لیکن بہر تقدیر وہ سب کے سب
ولی اللہ تھے اور وہ بزرگ با شان سترگ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور قدرت
سے باطن میں نہایت بڑے رتبہ کے تھے اور اس تمام ملک شام میں ان کے
کمالِ عرفان اور کمالِ بزرگی سے کوئی آگاہ نہ تھا الا من شاء اللہ اور
ظاہر میں حلیۂ نورانیہ اور شمائل پر فضائل یہ رکھتے تھے کہ قد شریف چھوٹا بدن
لاغر چہرہ نہایت زیبا اور حسین اور خوبصورت اور بال ریش مبارک
ان کی کے تھوڑے سے ذقن شریف پر تھے اور چہرہ سعادت بہرہ

کمال نورانی تھا ایک تو صورت نہایت پاکیزہ اور خوب تھی دوسرے انوار عبادت وایمانی وعرفانی ونسبت مع اللہی کے چہرے پر بہت ہی تابانی اور درخشانی تھی اور اسم شریف ان کا قطب الدین تھا پھر میں ان کی شرف ملاقات سے مشرف ہوا مگر حال اس کا اللہ تعالیٰ کو معلوم کہ انہوں نے مجھ پر التفات کم فرمائی جو خلق لائق شان ان کی کے تھا وہ ظہور میں نہ آیا اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجکو تو تم سے سوائے طلب راہ اللہ تعالیٰ کے اور طلب رضائے اس جل وعلیٰ کے اور کچھ غرض نہ تھی میرے ساتھ جس طرح چاہو پیش آؤ اور سوائے ان چھ شخصوں بزرگوں کے چالیس بندگان غیبی خاصان خدا نظر عوام سے پوشیدہ اور بھی ان کے پاس حاضر تھے کہ اللہ تعالیٰ جس اپنے بندۂ خاص کو مرتبہ قطب ارشاد کا عنایت فرماتا ہے اُس کے ہمراہ یہ جماعت سراپا برکت چالیس اپنے خاص بندگان غیبی کے بھی متعین فرماتا ہے، پھر جب میں ان سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو چلا تو ساتھ فرمان عالیشان حضرت یزداں جل وعلا کے سترہ شخص ان چالیس بزرگوں میں سے میرے ساتھ متعین ہو کر میری رفاقت میں میرے ہمراہ آئے پھر

جناب الہٰی سے یہ بھی بشارت مجکو ملی کہ بعد انتقال اس بزرگ کے
باقی شخص وہ بھی ہم تیری رفاقت میں کردینگے فقط بعد اس کے اللہ تعالیٰ
وتقدس کے حکم سے ان بزرگ کی ملاقات باردیگر مجھہ سے دوسری ہوئی
تو جناب الہٰی کی طرف سے ان کو میرا حال معلوم تھا کہ یہ بھی ہمارا ایک
بندہ ہے اور بعد تمہارے ہم اس کو یہ مرتبہ جو تمہارا ہے عنایت فرماوینگے
قدرت الہٰی سے ان بزرگ نے اس دوسری ملاقات میں میری بہت سی
تعظیم وتوقیر اور خاطرداشت کی اور بہت سے اخلاق میرے ساتھ کئے
اور میرے روبرو بہت ہی بڑی بزرگی اور نہایت ہی بڑی عظمت حضرت
اللہ تعالیٰ وتبارک کی مجھہ سے بیان کی' راقم الحروف محمد علی غفرہ
اللہ' ولی کہتا ہے کہ اس حکایت سراپا ہدایت میں جو مذکور ہے کہ
بزرگ عالی منزلت والامرتبت کی خدمت بابرکت میں چھہ آدمی
حاضر تھے اور ان چالیس خاصان خدا سے ستر۲۰ آپ کے ہمراہ ہوئے ان
ذنوں کی تعداد اور تعریف حلیہ نورانیہ ان بزرگ کی اور وہاں کے مکانوں
کے صحنوں کی دیواروں پر گھاس کی پتیاں پڑی تھیں اور حال دوسری
ملاقات کا اور بیان عظمت الہٰی وغیرہ حالات کا میاں دین محمد خاں

کی روایت میں نہ تھا اس لئے کہ جو ان کو یاد تھا انہوں نے لکھوایا اس
کی سند مجکو میرے آقائے نامدار ہدایت مدار نواب والا جناب وزیر الدولہ
امیر الملک محمد وزیر خاں بہادر نصرت جنگ دام اقبالہ سے ملی اور ان کی سند
مولوی امام الدین مرحوم ومغفور بنگالوی سے پہنچی کہ وہ حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقدوں اور بڑے خلیفوں اور بڑی صحبت یافتوں اور
بڑے صادقوں سے تھے، انہوں نے خود زبان ہدایت بیان حضرت علیہ الرحمۃ
کے سے سنا تھا اور بعضی حال کی سند میرے آقائے ممدوح کو حاجی زین العابدین
خاں افغان ساکن مصطفےٰ آباد عرف رامپور سے پہنچی کہ وہ بڑے خاص
مریدوں حضرت علیہ الرحمۃ کے سے تھے اور بڑے صوفی اور عارف باللہ اور
صادق القول اور راسخ الاعتقاد تھے اور بعضے حال کی سند زبانی مولوی
صابر بن شیخ احسن بن نبیرہ مولانا الٰہی بخش علیہ الرحمۃ سے پہنچی اور وہ
رہنے والے کاندھلہ کے کہ واقع ملک میان دوآب کے ہے اور یہ تینوں
صاحب موصوف باعتبار بیان حالات شریف حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کے میاں دین محمد سے کم نہیں اور وہ سید حسنی تھے اس لئے کہ نہیں ہوتا
ہے قطب الاقطاب کہ اس کو قطب الارشاد بھی کہتے ہیں مگر سید حسنی

وجہ اس کی کتب تصوف میں بتفصیل تمام بیان ہے واللہ اعلم بالصواب

حکایت جب حضرت علیہ الرحمۃ بامراد بلدہ شاہجہان اباد سے

اپنے وطن کو تشریف لائے اور بعد کئی مہینے کے واسطے ملنے

اپنے عزیزوں آشناؤں کے نصیر آباد کو گئے اور کئی دن وہاں رہے اور

لوگوں سے ملے پھر وہاں سے قصبہ جائس کو گئے اور مولوی امین الدین

کے دروزہ پر مسجد ہے اس میں اترے اور وہاں اپنے عزیزوں دوستوں

سے ملے بہت شرفا غربا نے وہاں کے آپ کے دست مبارک پر بیعت بھی کی

رات کو اس مسجد میں میں نے یہ خواب دیکھا کہ گویا کسی جگہ میں ایک چارپائی

پر لیٹا ہوں چند آدمی اجنبی آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ چل حج کو میں نے

کہا کہ میرا حج کو جانا کیونکر ہو سکے ایک تو میرے پاس سامان سفر موجود

نہیں دوسرے سید صاحب تیاری سفر جہاد کر رہے ہیں یہ سن کر ان

میں سے گویا چاروں آدمیوں نے میری چارپائی اٹھائی اور جا کر ایک

دریا کے کنارے رکھ دی اور آپ کہیں چلے گئے اور اس دریا میں جہاز بھی

تھے پھر گویا ایک جہاز کے لوگوں نے مجھکو جہاز پر چڑھا لیا اور مکہ

کو روانہ ہوئے اس جہاز پر گویا ہمارے بھی بہت لوگ ہیں اور ان

میں سے ایک آدمی گویا مر گیا تو لوگ آپس میں کہنے لگے کہ اب اس مردہ کو کیا کریں کفنا کر دریا میں چھوڑدیں یا جب جہاز کنارے پر لگے تب خشکی میں دفن کریں آخر کو اس کا حکم ناخدا سے جا کر پوچھا اُس نے گویا قاعدہ کلیہ بیان کیا کہ اگر کوئی بیچ دریا کے مرتا ہے اور کنارہ وہاں سے کئی دن کا رستہ ہے تو اس کو کفن دے کر دریا میں چھوڑ دیتے ہیں اور جو کنارہ قریب ہوتا ہے یعنی پہر دو پہر کا رستہ تو کنارے کا انتظار کرتے ہیں اور خشکی میں اس کو دفن کرتے ہیں یہ قاعدہ ناخدا سے سُن کر گویا انہوں نے اس مردہ کو کفنا کر دریا میں چھوڑ دیا پھر ایک روز گویا دوسرا آدمی مرا اس کو بھی دریا میں چھوڑنے کی تدبیر ٹھہری اس میں ناخدا کو گویا خبر ہوئی اس نے کہا کنارہ نزدیک ہے خشکی میں دفن کرنا پھر کچھ دیر میں گویا جہاز کا لنگر ہوا ہم سب لوگ اتر کر خشکی میں آئے اور اُس کو دفن کیا اور پھر وہاں سے پیادہ پا آگے چلے پھر وہ اپنے ہمراہی خدا جانے کہاں چلے گئے پھر میں آگے چل کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میدان

نہایت وسیع ہے اور اس میں لاکھوں آدمی عرب و عجم ہر ملک کے موجود ہیں، کچھ کچھ دیرون خیموں میں اور باقی میدان میں ہیں اور لاکھوں دنبے بھیڑیں بکریاں ذبح ہو رہی ہیں گویا ایک شخص سے میں نے پوچھا کہ یہ کون مکان ہے اس نے مجھکو کچھ جواب نہ دیا، میں وہاں سے ایک اور طرف چلا گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ دو کانوں پر بھیڑ بکری گائے کا گوشت پک رہا ہے اور آدمی کا بھی یہ حال دیکھ کر میں اس مجمع سے نکل کر باہر چلا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا عبدالحی صاحب اور مولانا محمد اسماعیل اور شمشیر خان اور اللہ بخش خاں اور شیخ رمضان اور چند آدمی اور چلے آتے ہیں، میں نے سلام علیکم کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہاں سے آتے ہو، میں نے کہا وہاں ایک ایسا لوگوں کا انبوہ ہے اور لاکھوں بھیڑیں بکریاں ذبح ہو رہی ہیں اور دوکانوں میں بھیڑ بکری کا گوشت پک رہا ہے اور آدمیوں کا بھی یہ حال دیکھ کر میں وہاں سے چلا آیا اور آپ کہاں جاتے ہیں کہا جہاں سے تم آتے ہو وہیں ہم بھی جاتے ہیں، میں نے کہا کہ یہ بات کو وہیں پہنچ کے گوشت دریافت کرکے لینا وہاں آدمی کا بھی گوشت پکتا ہے انہوں نے مجھے کہا کہ تم بھی چلو ہم کو تو وہاں کا حال نہیں معلوم پھر میں بھی ان کے

ساتھ چلا رستے میں میں نے کہا کہ میں پیشاب کرلوں پھر وہاں جگہ نہ ملیگی تم آگے چلو پیچھے سے میں بھی آتا ہوں، وہ تو آگے گئے میں پیشاب کرنے لگا، پھر میں جب گیا اور کنارہ پر اس انبوہ کے پہنچا وہ تو مجکو نہ ملے کہیں ان لوگوں میں رل مل گئے، وہاں زمین نشیب میں ایک نالہ تھا اس پر دکانیں قصابوں کی تھیں میں وہاں گیا ایک دکان پر ایک قصاب تھا اور اس کی جورو، ان دونوں نے ہنسکر مجکو بلایا کہ ادہر آؤ اور چھرے سے چھری وہ قصاب تیز کرنے لگا۔ میں جاکر ان کے پاس بیٹھا انھوں نے کہا ہم تمہارے بدن کا گوشت اتارینگے، مینے جانا کہ یہ خوش طبعی سے کہتے ہیں یہاں تک کہ مجھ سے کہا کہ کھڑے ہو ہم گوشت اتاریں تب مجکو یقین ہوا کہ یہ تو سچ کہتے ہیں میرے پاس تلوار تھی میں نے ارادہ کیا کہ ایک ان دونوں کے مار کر یہاں سے چلوں پھر مجکو یاد آیا کہ مینے سید صاحب سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جو کوئی کسی کو بے قصور ایذا دیتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالی کے یہاں اس کو بڑا درجہ ملتا ہے اور جو اس نے اپنا عوض لے لیا تو برابر سر ہو گیا پھر اس کے لئے وہاں کچھ بھی اجر نہیں ہے سو میں

وہاں کا راجہ کیوں چھوڑوں اور یہ لوگ مسلمان ہیں ان کو کیا ماروں پھر
جو چاہیں مجھ پر ظلم کریں پھر میں موافق کہنے ان کے کھڑا ہوا انہوں نے
پہلے میری دونوں پنڈلیوں کا گوشت اتارنا شروع کیا پھر رانوں اور
پیٹ اور پیٹھ کا اور ہاتھوں کا فقط گردن اور سر باقی رکھا اور مجھکو کچھ
درد کچھ نہ معلوم ہوا پھر مجھ سے کہا اب تم جاؤ کل پھر آنا، باقی گوشت
ہم کل اتار دینگے اور مجھ سے عہد لیا کہ کل ضرور آنا۔ میں نے کہا آؤنگا
پھر میں اپنی تلوار لے کر وہاں سے ایک طرف چلا ایک جگہ اونٹ کی
ایک ٹھٹری پڑی ہوئی رکھی تھی میں نے دل میں کہا کہ میں اس ہیئت سے
کہاں جاؤں رات بھر اسی ٹھٹری میں بیٹھ رہوں صبح کو پھر اسی قصاب کے
پاس جانا ہوگا پھر میں اس کے اندر گھس گیا اور اس کے سوراخوں سے ادھر
ادھر دیکھنے لگا اس عرصہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا عبدالحئی صاحب انہیں
سب آدمیوں سے باتیں کرتے چلے آتے ہیں کہ نہیں معلوم دین محمد کہاں
ہے، جب وہ میری برابر سے چند قدم آگے بڑھ گئے تب میں ٹھٹری سے
نکل کر ان کے پاس گیا اور سلام کیا انہوں نے جواب سلام کا دے
کر پوچھا کہ یہ تمہارا کیا حال ہے، میں نے تمام قصہ اپنا ان سے بیان

کیا اور کہا کہ قصاب نے مجھ سے عہد کیا ہے کل میں اس کے پاس پھر
جاؤنگا، مگر آپ یہاں سے جلد چلے جاویں ایسا ہو کہ رات کو کچھ سالن میں
دھوکھا ہو جاوے، انہوں نے کہا کہ ہم تو آج روکھی روٹی کھاوینگے
سالن نہ منگاوینگے اور رات بھر رہ کر یہاں سے نکل چلے جاوینگے پھر تو
وہ آگے چلے گئے میں پیچھے ہٹ کر پھر اسی شہر میں آیا اور رات بھر
اُسی میں رہا، جب صبح ہوئی پھر میں اسی قصاب کے پاس گیا اور کہا کہ
میں اپنے وعدہ پر آیا ہوں وہ مجکو دیکھ کر ہنسا اور کچھ اپنی جورو سے
مشورہ کیا اور وہی گوشت میرا جو اگلے دن کاٹا تھا اپنی دکان
سے نکال کر میرے بدن میں لگانے لگا، میں نے کہا یہ کیا کرتے ہو تم
نے تو کہا تھا کل باقی گوشت تمہارا وہ بھی اتارینگے اس نے کہا کہ نہیں
اور تمام گوشت میرے بدن میں لگا دیا میں چنگا تندرست ہو کر وہاں
سے چلا جہاں مولانا صاحب تھے ان کے پاس گیا اُنہوں نے مجکو دیکھا اور
کہا آپ ہمارے ساتھ یہاں سے چلدو پھر میں وہاں سے ان کے
ساتھ چلا کچھ دور پھر ایک کھاری دریا سمندر کا سا ہوتا ملا

اُس میں ناویں چل رہی تھیں ایک ناؤ پر ہمارے لوگ چڑھ کر چلے اور
میں اسی پار رہ گیا دوسرا کر جب پھر ناؤ آئی تب میں سوار ہوا جب وہ
میری ناؤ نزدیک اس کنارے کے پہنچی تب ایسا ایک جھونکا ہوا
کا لگا کہ وہ ناؤ ٹوٹ کر بیچ دریا کے پڑ گئی پھر ملاح اس کو کھلا
جب قریب کنارے کے گئی پھر ایک جھونکا ہوا کا لگا اور پھر ناؤ
بیچ میں آگئی اسی طرح کئی بار ہوا مولانا عبدالحئی صاحب نے اس پار سے
پکار کر ملاح کو کہا اگر یہ ہمارا آدمی ضایع ہوا تو ہم تیرا بھی وہی
حال کرینگے اور جو صحیح سالم اتار لایا تو ہم تجکو انعام دینگے پھر ایک
اور ملاح ناؤ کی رسی لے کر اس پار گیا اور ناؤ کو کھینچ کر کنارے
پر لایا میں اتر کر اس پار گیا مولانا صاحب ممدوح نے ملاح کو کچھ
انعام دیا پھر وہاں سے میں سب کے ساتھ آگے چلا وہاں ایک
مکان چاندی کا ملا اور اس کے اندر صحن میں سیر سیر دو سیر کے قدر
ٹکرے چاندی کے پڑے ہیں اور مولانا عبدالحئی صاحب چند قدم
آگے تھے اور ہم لوگ پیچھے تھے اس عرصہ میں ایک ٹکرا چاندی کا
اس میں سے شمشیر خان نے اٹھالیا میں نے کہا یہ مالِ غیر تم کو

لینا حرام ہے یہ سن کر مولانا عبدالحئی صاحب موصوف نے پیچھے پھر کر دیکھا
شمشیر خاں نے وہ ٹکڑا ڈال دیا پھر وہاں سے آگے چلے تو ایک مکان سونے کا
ملا اس میں سونے کے ٹکڑے پڑے تھے اس میں سے بھی ایک ٹکڑا ہمارے ہمراہیوں
سے کسی نے اٹھالیا میں نے اسی طور اس کو بھی کہا اُس نے بھی ڈال دیا پھر میری
آنکھ کھل گئی میں جگ پڑا اس وقت لوگ نماز تہجد پڑھ رہے تھے میں نے
بھی اٹھ کر وضو کیا اور نماز تہجد پڑھی اور مولوی محمد یوسف صاحب سے یہ خواب
اور اس کی تعبیر پوچھی اُنھوں نے کہا کہ میرے ذہن میں تو یوں آتا ہے کہ تم
کبھی حج کو ضرور جاؤگے اللہ تعالیٰ تمہارے حج نصیب کریگا اور گوشت بدن
سے کاٹنے اور پھر اس میں لگا دینے کی تعبیر یہ ہے کہ تم کسی امیر مالدار کے
پاس رہوگے وہاں لوگ تم پر خیانت کی تہمت لگاوینگے اور اس میرے
تمہاری چغلی کھاوینگے اس میں تمہارے دل کو رنج ہوگا جیسے کوئی بدن کا
گوشت کاٹتا ہے پھر اس امیر کو ثابت ہوگا کہ تم علت خیانت سے پاک ہو
اور غماز لوگ منتری ہیں وہ رنج تمہارے دل کا دور ہو جاویگا گویا گوشت
لگا دیتا ہے اور جو وہ مکان چاندی سونے کے دیکھے اس کی تعبیر ہے کہ یہ

کہ یہ مجمع لوگوں کا ہمارے حضرت سید صاحب کے ہمراہ ہے یہ محض اللہ ہی کے واسطے ہے اور حضرت کا ارادہ جہاد کرنے کا ہے سو ان میں جو شہید ہوگا یا موت سے مریگا وہی مکان چاندی سونے کے عنایت الٰہی سے پاویگا وہ مکان جنت کے ہیں اور وہ ٹکڑے چاندی سونے کے جو کسی صاحب نے اٹھالئے اور پھر خوف خدا سے ڈالدئے یہ دنیا ہے کہ ان صاحبوں نے گویا لے جانے پہلے کیا پھر جب معلوم ہوا کہ یہ بُری چیز ہے تب چھوڑ دیا مجکو تو اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے مگر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے بھی پوچھو دیکھو وہ کیا کہتے ہیں پھر میں نے اسی وقت مولانا ممدوح سے جا کر خواب کہا اُنہوں نے بھی بے کم وبیش حاصل مضمون وہی بیان کیا جو مولوی محمد یوسف صاحب نے بیان کیا تھا اور مجھ سے کہا اس کی تعبیر مولانا عبدالحئی صاحب سے بھی پوچھو دیکھئے وہ کیا فرماتے ہیں پھر میں نے اسی وقت ان سے اپنا خواب کہا اُنہوں نے بھی وہی تعبیر دی اور کہا کہ اپنا خواب تم سید صاحب سے بھی بیان کرو دیکھو تو وہ کیا فرماتے ہیں پھر میں نے حضرت سے جا کر عرض کیا آپنے بھی وہی فرمایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو حج پہنچا دیگا، میں نے کہا کہ آپ تو تیاری سفر جہاد

کی کرتے ہیں اور میں آپ کے ساتھ ہوں واسطے حج کے میرا جانا کیونکر
ہوگا' آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ تو ہے مگر کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ تم کو کسی
صورت سے وہاں لیجاوے فقط پھر قصبہ جائس میں دو رات رہ کر آپ
پھر نصیر آباد کو آئے اور قلعہ کی مسجد میں اترے اس کے دوسرے روز
ایک آموں کے باغ میں سادات کا گورستان تھا وہاں کئی آدمیوں
سے تشریف لے گئے اور دعا کی اور اس تمام گورستان میں کچھ دیر تک
پھرے' پھر ایک قبر پر بیٹھے اور مراقبہ کیا جب اٹھے تب فرمایا کہ اور
تو یہاں کے سب لوگ جو مدفون ہیں اپنے اپنے حال میں خوش و
خرم ہیں مگر جو صاحب قبر اس میں ہیں ان کو ایک طور کا عذاب
ہے' آپ نے ان کا نام بتایا اور فرمایا کہ اور تو سب طور کے ان
کو چین و آرام ہے کہ قبر بھی روشن ہے اور کشادہ بھی ہے اور وہ لباس
بھی نفیس پہنے ہیں مگر ایک بڑا کالا سانپ منہ میں کاٹ رہا ہے اس کی
ایذا سے وہ ہر وقت پڑے رہتے ہیں اٹھنے کی طاقت نہیں ہے اور
اس عذاب کا دفع ہونا اللہ تعالیٰ نے میری دعا پر موقوف رکھا
ہے اور ان بزرگ سے جب ملاقات ہوئی تب بہت خوش ہوئے

اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری قسمت سے یہاں پہنچایا آپ
میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس بلا کو دور کرے، آپ کی
زبان ہدایت بیان سے یہ حال سُن کر میں نے اور شیخ صلاح الدین پہلتی
نے پوچھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم بھی یہاں مراقبہ کرکے کچھ حال دیکھیں
آپ نے فرمایا کیا ضرور ان باتوں میں فائدہ تو کم ہوتا ہے مگر نقصان
زیادہ، پھر میں نے اور صلاح الدین نے تکرار کئی بار عرض کی تب آپ
نے فرمایا کہ خیر جب ہم چلے جاویں تب تم دونوں بیٹھنا اور مراقبہ میں
سبوحٌ قدوسٌ ربنا و رب الملائکۃ والروح" پڑھتے رہنا
جبتک کچھ معلوم نہ ہو، پھر آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور ہم دونوں
وہاں بیٹھ کر مراقبہ میں مشغول ہوئے آخر کو دیکھا کہ زمین سے کچھ بلندی
پر ایک فرش سفید بچھا ہے اس پر وہ بزرگ سپید پوشاک پہنے لیٹے ہیں
اور ایک بڑا سانپ سیاہ ان کے منہ میں اپنا منہ لگائے کاٹ رہا ہے
میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ یہ سید صاحب
کی صحبت کا اثر ہے جو تم یہاں تک آئے والا ہر کسی کو یہاں تک پہنچنا
دشوار ہے اور مجھکو دیکھ کر کمال خوش ہوئے اور کہا کہ جناب سید صاحب

سے میرا سلام کہنا اور یہ عرض کرنا کہ میرے واسطے دعا کریں، پھر میں مراقبے
فارغ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور شیخ صلاح الدین بھی اٹھے، پھر وہاں سے ہم دونوں
حضرت کے پاس آئے آپ اس وقت مسجد کے غسلخانہ میں گئے تھے، ہم کو دیکھ کر
فرمانے لگے کہ کہو کچھ دیکھا ہم دونوں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا اور ان کا
سلام اور پیام پہنچایا، پھر وہاں سے ہم مسجد میں آئے، دوسرے دن بعد نماز
فجر کے آپ نے فرمایا کہ اب تم دونوں کچھیر جاؤ اور وہاں مراقبہ کر کے ان
کی خبر لاؤ، پھر ہم دونوں نے جا کر ان کی قبر پر کشف قبور کا مراقبہ کیا اور
ان کو دیکھا کہ خوش و محظوظ اسی فرش پر بیٹھے ہوئے تلاوت قرآن مجید
کی کر رہے ہیں اور وہ سانپ اللہ تعالیٰ نے ان سے دور کر دیا، پھر میں
حال خیر مآل دیکھ کر اٹھا اور شیخ صلاح الدین بھی اٹھے اور وہاں سے
ہم دونوں حضرت کے پاس آئے، آپ نے حال پوچھا ہم دونوں نے جو دیکھا
تھا عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ خیر بہتر ہوا مگر یہ حال کسی سے ذکر نہ کرنا پھر
دوسرے روز آپ وہاں سے تکیہ پر آئے **حکایت** ایک رات کو حضرت
علیہ الرحمۃ نے خواب دیکھا کہ گویا ایک بھاری گٹھا لکڑی کا ہے اور

اکثر لوگ اس کے اٹھانے کا ارادہ کرتے ہیں مگر بسبب بھاری پن کے
اٹھا نہیں سکتے اور وہیں میری بھاوج یعنی سید محمد اسحاق مرحوم کی زوجہ
شریفہ بھی موجود ہیں، میں نے ان سے ساتھ کمال الحاح و تملق کے کہا کہ آؤ ہم
اور تم اس پتھر کو اپنے گھر اٹھالے چلیں جلانے کو کام آئیگا، انہوں نے بھی اس
کو بھاری جان کر انکار کیا جب میں نے نہایت خوشامد سے ان کو کئی بار تکرار
کہا تب وہ راضی ہوئیں، پھر ہم اور وہ دونوں مل کر اٹھالے گئے فقط اور ہمیشہ
آپ کی عادت شریفہ کہ بعد نماز فجر کے لوگوں کو توجہ دیا کرتے تھے اس دن آپ نے
مولانا عبد الحیٔ اور مولانا محمد اسماعیل صاحب سے فرمایا کہ آج توجہ موقوف رکھو، میں نے
ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر دو اور اس خواب کو آپ
نے بیان کیا، دونوں مولانا صاحب نے سن کر عرض کیا کہ آپ ہی اپنی زبان
گوہر فشاں سے بیان فرمائیں'' آپ نے کچھ دیر سکوت فرما کر کہنے لگے کہ
تعبیر اس خواب سراسر ثواب کی مجکو جناب الہٰی سے الہام ہوئی ہے وہ یہ
ہے کہ بعضے امر خداوند تعالیٰ شانہ کے ایسے ہیں کہ لوگ ان کے بجالانے میں عار
و ننگ جانتے ہیں خصوصاً ہمارے ملک ہندوستان کے شرفا و نجبا اور
جو کوئی اس امر عالی کو بجا لاتا ہے اس کو مطعون کرتے ہیں اور اس کے

ادا نہ کرنے کی قباحت کو نہیں سمجھتے ہیں چنانچہ ایک ان میں سے بیوہ
عورت کا نکاح ثانی ہے کہ اس کے کرنے کی تاکید اور خوبی کس قدر کلام
الہی اور حدیث حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور جو کہ
قباحتیں اور برائیاں نہ کرنے اس کے میں واقع ہوتی ہیں سب جانتے ہیں کچھ حاجت
بیان کی نہیں ہے سو انشاء اللہ تعالیٰ جاری کرنا اس امر شریف کا پہلے میں اپنے
پر اور اپنے عزیز و اقربا پر کرونگا پھر واسطے اس کے دوسروں پر حکم کرونگا اور ابھی
میں اوروں کو اس کی تکلیف دے نہیں سکتا ہوں یہ تقریر دلپذیر سر مجلس
روبرو لوگوں کے فرما کر اپنے مکان ہدایت نشان میں تشریف لے گئے اور اپنے
عزیز و اقربا کی تمام عورتوں کو بلا کر ایک مکان میں اکٹھا کیا اور اس وقت
سے دوپہر تک اسی امر کا وعظ فرمایا اور طرح طرح کی مثالوں سے سمجھایا کہ مسلمان
فقط گائے کا گوشت کھانے اور ختنہ کرانے سے نہیں ہوتا ہے جب تک تمام
اوامر و نواہی جناب الہی اور حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا عار
و انکار کے نہ مانے اور یہ نکاح ثانی کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج
مطہرات اور بنات طاہرات سے ثابت ہے اور جو کوئی اس فعل محبوب کو اپنے نفس
کی خباثت سے معیوب جانتا ہے گویا کہ وہ حضرت کی بیبیوں اور بیٹیوں

کو در پردہ عیب لگاتا ہے، اسی طور وعظ و نصیحت سنا کر ان سب بیبیوں
کو رخصت فرمایا، دوسرے دن صبح کو پھر سب کو بلایا اور اسی طرح کا وعظ
سنایا، پھر جب وہ سب اپنے اپنے گھر گئیں تب اپنی خالہ صاحبہ سائبۃ سے کمال
خوشامد و چاپلوسی کے کہا کہ ہماری بہاوج سید اسماعیل کی والدہ شریفہ
کو جس طور سے ہو سکے سمجھا کر راضی کرو کہ ہم سے نکاح کر لیں اور یہ امر میں
واسطے حظ نفس اپنے کے نہیں چاہتا ہوں بلکہ محض واسطے ترویج سنت
حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کے، القصہ کئی مہینے تک آپ کی
خالہ صاحبہ نے واسطے حصول اس مقصود محمود کے کوشش و جانفشانی کی آخر
کو راضی کیا اور یہ مژدہ حضرت علیہ الرحمۃ کو دیا، پھر ایک روز خفیہ جانبین
سے روبرو گواہوں شاہدوں کے ایجاب قبول ہوا، پھر کئی روز کے بعد چند خطوط
بمضمون واحد واسطے ترغیب نکاح ثانی بیوہ عورت کے لکھوا کر جا بجا دہلی
پھلت رامپور بریلی وغیرہ میں اپنے مریدوں کے پاس روانہ فرمائے
پھر چند ماہ کے بعد کہیں سے ان کے جواب بھی آئے کہ فلانے صاحب
نے اپنی فلانی بیوہ کا نکاح فلانے سے کر دیا اور فلانے شخص نے اپنی فلانی
بیوہ کا نکاح فلانے سے کر دیا **حکایت** حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ

نے اپنے ہمراہیوں کو رخصت کرنا چاہا اور ہر ایک سے فرمایا کہ چھ مہینے سے
کم اپنے مکان میں نہ رہنا اور زیادہ ایک برس کی اجازت ہے، پھر چلے
آنا جب سب تم آؤگے تب تیاری سفر ہجرت کی ہوگی، پھر ایک روز شام
کو بیس سیر آٹا اور بیس گوشت واسطے زادراہ ان کے کے منگوایا، پھر
آٹا تو اپنے گھر میں بھیجدیا کہ چار گھڑی رات رہے روٹیاں تیار ہو جاویں
اور گوشت ہم لوگوں کو دیا کہ واسطے روٹیوں کے وقت اس کو بھی تیار
کردینا، اس عرصہ میں رات ہی کو بریلی اور جہان اباد کے لوگوں کو خبر ہوئی
انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر سید صاحب بہت سویرے نہ جاویں گھڑی دو گھڑی
دن چڑھے تک توقف کریں تو ہم لوگوں سے بھی ملاقات ہو پھر دیکھا
چاہیے اللہ تعالی کب ملاوے، حضرت نے کہلا بھیجا کہ خیر جس کو ملنا ہو سویرے
آجاوے تمہاری خاطر سے گھڑی دو گھڑی دن چڑھے تک یہ لوگ ٹھہر جاوینگے
پھر بعد نماز فجر کے لوگ آنے لگے. ملتے رخصت ہوتے پھر دن چڑھ گیا، پھر
یہ صلاح ٹھہری کہ ناشتہ بھی یہیں کرلیں حضرت نے فرمایا کہ جو لوگ
رخصت کرنے آئے ہیں کھانے کو ان سے بھی پوچھا جاوے جو کوئی

چاہے تم کا کھاویگا اور نہ کھاویگا تو نہیں سہی سو کھانا تھوڑا ہے اور
آدمی بہت، ایک دیگ چاول اور پک جاویں تو خوب ہو پھر ایک
لحظہ سکوت کرکے آپ نے فرمایا کہ اور کھانا پکانے میں بہت دیر لگے
گی جو روٹیاں موجود ہیں رہی لوگوں کو کھلا دو اللہ تعالیٰ اس میں
برکت دیگا، پھر کھانے کی صلاح تو سب سے پوچھی مگر چند لوگوں
نے نہیں کھایا اور باقی سب کھا پی کر فارغ ہوئے اور کوئی چالیس
پچاس روٹیاں بچ رہیں اور سالن بھی بہت بچا، پھر سالن تو ہم حضرت
کی اجازت سے آپ کے مکان میں بھیج دیا اور وہ روٹیاں ایک دسترخوان
میں باندھ کر ان کے ساتھ کردیں کہ جہاں چاہینگے راہ میں تھوڑی تھوڑی
کھالینگے، پھر سب لوگ ساتھ لے کر آپ ان کو رخصت کرنے چلے تکیہ
سے کوس بھر آم کے باغ میں ایک پختہ کنواں تھا اس کے چبوترہ پر
آپ جاکر بیٹھے اور فرمایا کہ بھائیو آؤ اب تم کو رخصت کریں، پھر سب
آپ کے پاس جمع ہوئے اس وقت آپ ننگے سر ہوکر دعا میں مشغول ہوئے
پھر ایک کے دل کو ایسی رقت ہوئی کہ بے اختیار ہو کر رونے لگے پھر

بعد فراغ دعا کے مصافحہ کرکے ہر ایک کو رخصت فرمانے لگے
اس وقت لوگ پہلے سے زیادہ غم جدائی سے پکار پکار کر رونے لگے
یہ حال دیکھ کر جلد آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور طرف تکیہ کے
چلدئے وہ لوگ بھی روانہ ہوئے جب تھوڑی دیر نکل گئے آپنے جانا
کہ اب رونا ان کا موقوف ہوا، پھر گھوڑا پھیر کر ان کے پاس گئے اور
باقی لوگوں کو مصافحہ کرکے رخصت فرمایا اور اپنے مکان کو تشریف
لائے **حکایت** محرم کی پانچویں یا چھٹی تاریخ تھی کہ قصبہ
نصیر آباد سے ایک بھاٹ آیا اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کھانا کھا
اپنے مکان ہدایت نشان میں قیلولہ فرماتے تھے اور میں مسجد میں تھا
اس بھاٹ نے مجھ سے پوچھا کہ سید صاحب کہاں ہیں میں نے کہا
اس وقت آرام میں ہیں کہو کیا کام ہے، اس نے کہا کہ قصبہ نصیر آباد
کے اکثر سنی شرفا اور غربا اپنی اپنی نوکری پر جابجا مقرر ہیں قصبہ
کو خالی جان کر وہاں رافضیوں نے آپسمیں اتفاق کیا ہے کہ ساتویں
تاریخ کو جب ہمارے علم اٹھیں گے تو ہم سنیوں کے گھروں میں گھس
گھس کر تبرا کہیں گے سو جو لوگ وہاں ہیں انہوں نے مجکو

بھیجا ہے کہ یہ خبر سید صاحب کو پہنچا کہ جلد یہاں اپنے لوگوں
سمیت تشریف لا دیں کہ ہم کو اطمینان ہو یہ خبر سُن کر میں نے حضرت
علیہ الرحمۃ کو جا کر خواب سے جگایا اور عرض کیا کہ نصیر آباد سے ایک
بھاٹ آیا ہے اور ایسی ایسی خبر لایا ہے، آپ نے فرمایا کہ اس بھاٹ سے
کہہ دو کہ سید صاحب کہتے ہیں کہ دیکھئے اگر ہمارا آنا ہوگا تو ہم
آوینگے اور نہیں تو نہیں، میں نے جا کر اس بھاٹ سے اسی طور کہا وہ
اسی وقت نصیر آباد کو لپٹ گیا کوئی آدھ گھڑی نہ گذری ہوگی کہ حضرت
کے دروازے سے ایک لونڈی نے مجکو آواز دی کہ جلد کھڑکی کے نیچے
آؤ اندر نہ جانا، میں مسجد سے جا کر کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا، آپ نے
مجکو دیکھ کر فرمایا کہ اس وقت مجکو حکم الٰہی ہوا ہے کہ تو نے اس بھاٹ
کو کیوں جواب دیا کہ آنا ہوگا تو آؤنگا اور نہیں تو نہیں، ابھی جلد جا،
سو تم جلد چلنے کی تیاری کرو، میں نے عرض کی کہ آج ہی آپ چلیں گے
یا کل، آپ نے فرمایا کہ آج ہی بلکہ نماز عصر راستے میں پڑھینگے تم جلد بنج
لوگوں کو گولی یا رود جا گمی تقسیم کردو اور کچھ گولیاں اور بھی بنالو اور
بریلی اور جہان آباد والوں کو کہلا بھیجو کہ جو لوگ ہوں کمر کس کر
نصیر آباد کے چلنے کی تیاری کریں اور ایک مزدور کے سر پر دیگ

رکھواکر آگے روانہ کردو' میں نے اسی وقت دو آدمی بریلی اور جہان آباد
کروئے کہ لوگوں کو خبر کردو کہ سید صاحب نصیرآباد کو جاتے ہیں وہاں
کچھ رافضیوں اور سنیوں میں قصہ ہولیے جس کو چلنا ہو چلے اور ایک چمار
کے سر پر دیگ رکھ کر روانہ کردیا اور گولی بارود جا لگی لوگوں کو تقسیم
کردی اور بہت سی گولیاں اور ڈھالیں اور جنکے پاس ہتھیار نہ تھے انہوں
نے لاٹھیاں لے لیں' پھر قبل عصر کے حضرت امیرمومنین علیہ الرحمۃ گھوڑے
پر سوار ہو کر اور لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے کوئی چند قدم چل کر
ٹھہر گئے اور میرے کندھے پیر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے کہ کچھ خرچ تمہارے
پاس ہے' میں نے عرض کیا کہ کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ خیر کچھ مضائقہ
نہیں اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے مگر بیٹے سے کہتے چلو کہ دو روپے کے چاول
ہمارے یہاں پہونچا دیوے یہ کہہ کر آپ روانہ ہوئے اس عرصہ میں آپ
کے دولتخانہ سے مجکو ایک لونڈی نے آواز دی کہ ذرا یہاں کھڑکی کے
پاس آؤ' اس وقت بی بی سارہ کی والدہ شریفہ نے پیروں کے دو کڑے
نقرئی مجکو دئے کہ ان کو بیچ کر خرچ کرنا' میں نے اپنے تھیلے میں ڈال
لئے' اس عرصہ میں سید محمد اسماعیل صاحب کی والدہ شریفہ آ کر

فرمانے لگیں کہ وہ جوڑی کپڑوں کی ان کو پھیر دو میں روپے
لائی ہوں وہ لیجاؤ، پھر میں نے وہ کپڑے حوالہ کر دئے، انہوں
نے پچیس روپئے مجکو دئے، میں وہ لے کر چلا بنئے کی دکان پر گیا
ان میں دو روپے اس کو دئے کہ ان کے چاول آج سید صاحب کے
یہاں پہنچا دینا اور دو روپے دے کر پیسے لئے، پھر وہاں سے میں چلا
حضرت لوگوں کو لے کر جہاں آن اباد نئے نکل گئے تھے جہاں گورستان ہے
اور مدد و شہید کے مزار وہاں ٹھہرے نماز عصر کی اقامت ہوئی تھی کہ
میں بھی جا پہنچا اور وضو کر کے جماعت میں شریک ہوا پھر نماز پڑھ کر
سوار ہوئے آگے چل کر مغرب کی نماز پڑھی پھر وہاں سے آگے عشا
کے وقت ایک چھوٹے سے تالاب کے کنارے اترے نماز عشا ادا کی اور
فرمایا کہ اب اس وقت رات کو ستر بہتر آدمی ہیں چلنا کچھ ضرور نہیں ہے
یہیں لیٹ بیٹھ رہو نماز فجر کی پڑھ کر چلینگے، پھر سب رات بھر رہیں رہے
اول نماز فجر کی پڑھ کر روانہ ہوئے کوئی دو تین گھڑی دن چڑھا
ہوگا کہ باآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے نصیر آباد میں جاکر داخل ہوئے، دیوان
جی کی مسجد میں چبوترے پر سید محمد مستقیم صاحب سپر تلوار باندھے ہوئے
کھڑے تھے حضرت علیہ الرحمۃ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور

اور لوگوں کو پکار کر کہنے لگے کہ سید صاحب بریلی سے آپہنچے یہ
خبر فرحت اثر سن کر سب سنی لوگ کیا شرفا کیا غربا جو اپنے دلوں
میں مایوس اور پژمردہ تھے گویا زندہ ہو گئے اور اپنے اپنے گھروں
سے نکل کر حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے آنے کی خبر سن کر
تمام روافض گویا مر گئے، اور اس وقت اپنے علم شدے نکالنے
کی تیاری میں تھے سب یک لخت موقوف کر کے اپنے اپنے گھروں میں
گھس رہے، پھر حضرت اسی دیوان جی کی مسجد میں اترے اور اپنے
لوگوں سے تاکید مزید فرما دیا کہ خبردار کوئی یہاں سے نہ جاوے
اور کسی فرقہ ثانی والے سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے اور ادھر شیعوں سے
کہلا بھیجا کہ ہمارے لوگ تمہاری طرف نہ آوینگے اور جو تمہاری
طرف کے لوگ ہماری طرف آوینگے تو خوشی سے آویں ہمارے
لوگ کوئی مزاحم ہونگے اور اپنے محرم کی تعزیہ داری اور گریہ
وزاری وغیرہ جس طور سے تم ہمیشہ کرتے آئے ہو کرو ہم سے
کچھ کام نہیں مگر سابق دستور سے کوئی نئی بات نہ کرنا اس کے

جواب میں انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب کی سال ہم تعزیہ داری تمہارے سبب سے موقوف کرینگے اور نہ آج اپنے علم نشان نکالینگے، پھر آپ نے کہلا بھیجا کہ یہ تم کو اختیار ہے چاہو کرو یا نہ کرو اس میں ہماری طرف سے کچھ نہیں ہے اور نصیرآباد علاقہ سلون میں ہے اور وہ علاقہ ان روزوں بادشاہ غازی الدین حیدر کی بیگم کی جاگیر تھا اس بیگم کی طرف سے ایک عامل شیعہ نصیرآباد میں مع لشکر رہتا تھا وہ رافض نابکار بدکردار سب مل کر اس عامل کے پاس نالش کو گئے اور یہ اظہار کیا کہ بریلی کے فلانے سید اتنے لوگوں سے ہمارے اوپر چڑھ آئے ہیں اور ہم کو تعزیہ داری سے مانع ہیں یہ بات سن کر وہ زشت خو ترش رو ہوا اور کہا وہ کون ہوتے ہیں جو روکتے ہیں تم کو اختیار ہے جیسا چاہو ویسا کرو اگر تم کو روکیں گے ان کے واسطے اچھا نہ ہوگا، سید محمد اسحاق وغیرہ سادات کرام اور شرفا ذوی الاحترام جو اس عامل کے پاس متعین تھے سب کمریں باندھ ہتھیار لگا کر اس کے پاس گئے اور کہا ہمارے سید صاحب نے ان سے کہلا بھیجا ہے کہ جس طور سے تعزیہ داری ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہو کرو ہم کوئی مزاحم نہیں ہیں اس پر یہ بہتان باندھ کر آپ سے

آکر نالش کی اور آپ نے ان کو اجازت دی کہ تم کو اختیار ہے
جو چاہو سو کرو وہ منع کرنے والے کون ہیں یہ بات ہرگز نہ ہونے پاویگی
کہ سابق دستور سے کچھ زیادتی کریں ہم بھی ان کے بھائی اور مرید
ہیں وہ ہماری حفاظت کے واسطے آئے ہیں جو آپ ان کو یوں
اجازت دیتے ہیں تو ہم سب ان کے جان و مال سے شریک ہیں جو
ہوگا دیکھ لینگے اور تمام اہل سنت والجماعت جو اس عامل کے لشکر
میں تھے سب سید صاحب کی طرف ہوگئے جب اپنے لشکر کا اس نے یہ
رنگ دیکھا تب تو گھبرایا اور کہنے لگا کہ جو سید صاحب نے ان کو یوں
کہلا بھیجا ہے تو خوب کیا ہے میں بھی ان سے یہی کہتا ہوں اگر یہ
نہ مانیں گے اور سابق دستور سے کچھ زیادہ کرینگے تو یہ جلد اپنی
سزا کو پہنچیں گے میں ان کا شریک نہیں ہوں اور اُن سب کو اپنے پاس
سے اٹھا دیا پھر وہ تمام بد سرانجام شرمندہ و پشیمان ہو کر اپنے اپنے
مکان پر آئے اور اس دن علم اپنے نہ اٹھائے اور خاموش ہو کر بیٹھ
رہے پھر اس روز وہاں کے سادات جو حضرت کے عزیز و اقربا اور بھائی
بند تھے سب نے مل کر حضرت کی اور حضرت کے لوگوں کی دعوت

کی دوسرے روز پھر چاہا کہ آج ہی دعوت کریں آپ نے نہ
مانا اور فرمایا کہ کل ہم نے تم صاحبوں کی خاطر سے دعوت کھالی اب
اپنے پاس سے کھاوینگے اور سید صاحب نے پھر مجھ سے نہ پوچھا کہ
کہ دو روپے کے چاول گھر میں بنئے سے دلوآنا وہ دلوائے تھے یا نہیں
اور نہ میں نے کہا کہ میں آپ کے گھر سے پچیس روپے لایا ہوں
اور چاول بھی دلوا آیا ہوں، اس میں سید عبدالرحمٰن صاحب نے آپ
سے پوچھا کہ آج لوگوں کے کھانے کی کیا تدبیر ہے، آپ نے فرمایا
کیا چاہیے کہا پانچ روپے، فرمایا کہ دین محمد سے جاکر پوچھو وہ میرے
پاس آئے اور کہا کہ سید صاحب نے پانچ روپے دلائے ہیں میں نے
پانچ روپے تھیلی سے نکال کر ان کے حوالہ کئے، پھر لوگوں کو بھیج کر
قصبہ جائس سے دال چاول اور گھوڑے ٹٹو کا دانہ گھاس اُنہوں
نے منگوایا اور جب تک بریلی کے اطراف وجوانب سے سنی لوگ دو دو
چار چار چلے آتے تھے دو روز میں سوار وپیادہ سب ملاکر قریب دو
سو آدمی کے ہوگئے، پھر آپ نے منع کر بھیجا کہ اب کوئی یہاں نہ آوے
کچھ ضرورت نہیں ہے، تیسرے دن سید عبدالرحمٰن صاحب نے پھر آپ

سے خرچ طلب کیا، آپ نے فرمایا کہ جہاں سے کل لیا تھا وہیں سے
جا کر آج بھی لو پھر وہ میرے پاس آئے اور کہا دس روپے
دو میں نے حوالہ کئے اور کھانے کے سوا کوئی دس بارہ روپے ا
متفرقات اور بھی خرچ ہوئے، کسی کو آپ نے چار آنہ دلائے
کسی کو آٹھ آنے فقط للہ فی اللہ، پھر چوتھے روز سید عبدالرحمٰن
صاحب نے حضرت سے جا کر واسطے کھانے لوگوں کے خرچ طلب
کیا، آپ نے پوچھا کیا چاہئے کہا اب آدمی زیادہ ہیں پندرہ
روپے دلوائیے، آپ نے فرمایا کہ دین محمد سے جا کر مانگ لو پھر وہ
میرے پاس آئے اور پندرہ روپے مانگے، میں نے حوالہ کئے الغرض
بارہویں تاریخ تک وہاں آپ رہے اور اس دن سے ہر روز پندرہ
پندرہ روپے سید عبدالرحمٰن صاحب آپ سے پوچھ پوچھ مجھ سے
لے گئے اور دس بارہ روپے متفرق ہر روز للہ فی اللہ تھا جو مسکینوں کو
چار چار آنہ آٹھ آٹھ آنہ کرکے آپ نے مجھ سے دلوائے اور روپے
حقیقت میں وہی اکیس میں لایا تھا اور دو روپے کے پیسے اور حضرت
علیہ الرحمۃ نے کسی دن مجھ سے نہ پوچھا کہ تم کیا لائے تھے اور

آج تک کیا خرچ ہوا اور ایک حال عجیب وغریب انہیں روزوں
کے اندر یہ گذرا کہ آپ بعد نماز مغرب کے واسطے قضائے حاجت کے
تشریف لے چلے اور کوئی چالیس پچاس آدمی سلح آپ کے ہمراہ ہوئے
سفیرآباد کے باہر جاکے ایک تالاب پر پہنچے. وہاں آپ نے سب لوگوں
کو ٹہرایا فقط چار شخصوں کو ساتھ لیا حاجی بوڑھے اور اخوند عظیم اور
عبدالرحیم کاندلے والے اور مجکو اور پانی کا لوٹا اخوند عظیم کے پاس تھا
تالاب کے پرے کنارے ایک آموں کا باغ تھا اور اس کے کنارے
ایک جوار کا کھیت تھا گرداس کے کانٹے لگے تھے وہاں اخوند صاحب
نے لوٹا دھر دیا پھر دو آدمی واسطے پہرے کے ایک طرف جاکھڑے
ہوئے اور دوسری طرف ایک آدمی اور تیسری طرف میں کھڑا ہوا اور
کھیت کی جانب خالی رہی اور آپ واسطے قضائے حاجت کے گئے اسی وقت
میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ کھیت کی طرف خالی ہے ایسا نہ ہو کہیں
کھیت میں کوئی مفسد چھپا بیٹھا ہو تو کچھ فساد لاوے مگر کوئی تدبیر ذہن
میں نہ آئی پھر اللہ تعالی کو یہ معاملہ سپرد کر کے کھڑا ہو رہا بعد ایک لحظہ کے
میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص اسی جوار کے کھیت کی طرف نمودار ہوا سپید

براق پوشاک پہنے ہوئے، میں اس کو دیکھ کر ڈرا کہ اللہ تعالیٰ خیر کرے
جیسا خیال میرے دل میں گذرا تھا ویسا ہی پیش آیا اگر میں اس وقت
شور کرتا ہوں تو لوگ کہیں گے ڈر گئے اس عرصہ میں وہ شخص دو قدم
کے برابر بلند ہو گیا میں نے اپنے جی میں کہا کہ یا رب یہ کیا معاملہ ہے اس میں
ایک دوسرا نمودار ہوا ویسا ہی لباس پہنے اور اسکے برابر ہو گیا پھر دو شخص
اور بھی انہیں کے برابر کھڑے ہو گئے، میں نے جانا کہ یہ کچھ اسرار الٰہی سے ہے
جب حضرت وہاں سے اُٹھے تب وہ میری نظر سے غائب ہو گئے پھر وہاں
سے آپ طرف قصبہ کے چلے، آپ تو آگے تھے اور آپ کے پیچھے حاجی بوڑھے
ان کے پیچھے اخوند عظیم اور پیچھے عبدالرحیم ان کے پیچھے میں، پھر مجھ سے نہ رہا گیا
میں نے عبدالرحیم سے پوچھا کہ جب تم پہرے کو کھڑے تھے کچھ تم نے دیکھا بھی
تھا انہوں نے کہا کیا چیز، میں نے کہا کوئی چیز ہو انہوں نے کہا میں نے
تو کچھ نہیں دیکھا تم کچھ بیان تو کرو، میں نے اُن سے وہ تمام حال کہا انہوں
نے کہا مجھکو خبر نہیں، خیر پھر میں نے اسی طرح اخوند عظیم سے ذکر کیا انہوں نے
کہا مجھکو نہیں معلوم، پھر میں نے حاجی بوڑھے سے پوچھا انہوں نے بھی
انکار کیا، اس میں حضرت نے کہا کہ بھائیو کیا باتیں کرتے ہو سو میں

نے کہا کہ کچھ آپس میں باتیں کرتے ہیں، آپ نے فرمایا جو باتیں آپ کرتے ہو مجھ سے بھی کہو ہم اس کا جواب دیں پھر میں نے وہی تمام حال آپ کے روبرو عرض کیا، آپ نے فرمایا ہاں یہ بات سچ ہے، چار شخص ایسے سپید پوش وہاں کھڑے تھے سبب اس کا یہ ہے ہمارے لوگ آپس میں بحث کیا کرتے ہیں کوئی کہتا ہے آپ کے پلنگ کی چوکی ہم دیوینگے کوئی کہتا ہے ہم دیوینگے اور ہم نے کئی بار کہہ دیا ہے کہ ہماری حفاظت اللہ تعالیٰ کرتا ہے اس کی طرف سے کچھ لوگ ہماری محافظت کو مقرر ہیں مگر ان کی سمجھ میں نہیں آتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے آج چار شخص انہیں لوگوں میں سے تم کو دکھلا دئے یہ وہی ہیں جن کو ہم کہا کرتے ہیں، پھر تیرھویں تاریخ کو وہاں سے کوچ کی تیاری ٹھہری مسجد کے باہر جاجم پر آپ بیٹھے تھے اور لوگ کمریں باندھے تھے اُس وقت مجھ سے فرمانے لگے کہ کچھ خرچ تمہارے پاس ہے میں نے کہا کہ ہاں ہے، فرمایا کس قدر ہوگا میں نے عرض کیا یہ مجکو نہیں معلوم فرمایا کہ تین روپے ہم کو چاہئے، میں نے کہا بہت خوب لیجئے، پھر آپ نے تھیلی میرے ہاتھ سے لیکر جاجم پر اوندھائی سات

روپے اور کچھ پیسے نکلے اور کچھ کوڑیاں بھی، دور روپے تو آپ نے
محسن خاں کو دے کر تکیہ کو روانہ کیا کہ جبتک ہم آویں لوگوں کے
لئے اس کا کھانا پکا رکھنا اور تین روپے اس میں سے اپنے لئے اور
فرمایا کہ میں لوگوں سے رخصت ہونے جاتا ہوں اور دو روپے
اور پیسے میں نے اسی تھیلی میں رکھ لئے اور کوڑیاں اس میں ڈالدیں
پھر کچھ دیر میں آپ رخصت ہوکر تشریف لائے تب سوار ہوئے اور
لوگوں کو ہمراہ لیکر چلے کوئی دوڈھائی کوس آئے ہونگے وہاں
میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے کہ کہو کیا حال ہے، میں
نے کہا الحمدللہ بڑا احسان اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ساتھ خیر کے لے چلا
اور مفسدوں کے فساد سے محفوظ رکھا فرمایا بیشک اس کا احسان
ہے ہر شور و شر سے مامون رکھا، تھوڑی دیر چل کر پھر فرمانے
لگے کہ کہو کیا حال ہے، میں نے کہا جو آپ فرمادیں عرض کروں
کہ تیرا قرضہ کس قدر ہوا ہوگا، میں نے عرض کی کہ یہ حال
مجکو نہیں خبر، اللہ کو معلوم یا آپ جانیں فرمایا سچ ہے اللہ
تعالیٰ ہی، خوب جانتا ہے ہم نہ کہیں کے حاکم نہ ہمارے پاس

کوئی ملک نہ کہیں خزانہ، ایک عاجز فقیر ہیں وہ محض بنے فضل اور
احسان سے ہماری پرورش کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے انعام و
احسان کا بیان کرتے چلے جاتے تھے پھر کچھ دیر میں تکیہ پر داخل ہوئے
اس وقت محسن خاں نے کچھ تیاری کھانے کی نہیں کی تھی اور اول
وقت ظہر کا تھا مسجد میں اذاں نہیں ہوئی تھی، حضرت علیہ الرحمۃ
دو رکعت نماز مسجد میں پڑھ کر اپنے دولتخانہ میں تشریف لے گئے پھر
کچھ دیر میں اذان ہوئی، لوگ تیاری نماز کی کرنے لگے پھر آپ تشریف
لائے اور نماز پڑھائی، بعد فراغ نماز کے بریلی اور جہان آباد وغیرہ
کے لوگوں نے رخصت چاہی، اس وقت ہم کئی آدمی کھانا پکا رہے تھے
آپ نے ان سے فرمایا کہ تم بھوکے ہو گے کھانا پکتا ہے کھا کے جانا اس میں
بعضوں نے عذر کیا اب تو اس وقت معاف رکھئے ہم پھر حاضر ہونگے
آپ نے فرمایا خیر تم کو اختیار ہے پھر وہ رخصت ہو گئے اور کچھ لوگ
پہلا رستے سے رخصت ہو کر چلے گئے تھے، الغرض اس وقت ڈیڑھ سو
آدمیوں کے ہونگے اور علاوہ ان کے کوئی چالیس پچاس آدمی لوہانی پور
بریلی جہان آباد وغیرہ کے حضرت سے ملنے کو آئے تھے وہ تھے اور

انہیں سب جگہوں کی بیس پچیس عورتیں مبارکباد دینے کو آئی تھیں
اور چالیس مرد عورت آپ کے یہاں تھے سب اندر باہر کے ملا کر قریب
تین یا پونے تین سو آدمی کے تھے، جب کھانا پک چکا تب میاں عبداللہ نے
جا کر عرض کیا کہ کھانا تیار ہے اور اس قدر اندر باہر کے آدمی ہیں کیونکر
تقسیم کیا جاوے، فرمایا کھانا کس قدر ہے عرض کی کہ دو دیگ چاول
کچھ کم من بھر آئے ہیں دہی پکائے گئے ہیں اور چار آنہ کی دال ماش
تھی کچھ کم چھ سیر، فرمایا قدیمی لوگ ہمارے ساتھ کے ہیں ان کو تو حصہ
دیدو اور مہمان ہیں ان کو بٹھا کر کھلا دو اور یہ وقت عصر کا کھانا
نماز ہم سب پڑھ چکے تھے، پھر میں نے عبدالقیوم سے کہا کہ کھانا کھلانے
کی اجازت تو حضرت دے چکے ہیں اب تو اختیار ہے چاہو اب کھلانا شروع
کرو چاہو بعد مغرب مجھے، میں اس وقت شہر کو جاتا ہوں کہ گھوڑوں ٹٹوؤں کے لئے
دانہ لاؤں خدا چاہیگا تو مغرب تک آجاؤنگا، پھر میں تو ادھر گیا ادھر
انہوں نے کھلانا شروع کر دیا وہاں سے آکر نماز مغرب میں نے تکیہ پر پڑھی
جو لوگ باقی تھے، پھر میں نے اور انہوں نے مل کر کھلایا جب باہر کے سب لوگ
کھا چکے تب دو لوٹے کرکے کھانے کے اندر بھیجدئے اور کہہ دیا جو کچھ